

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ



دارالافتاء

آؤڈیو بازار، ایم ایس بی بازار، روڈ، کراچی، پاکستان فون: 2631881

و تَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُنِزِلُ مَنْ تَشَاءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امدادِ غریب
۴۔ ارشادِ مرشد	۵۔ جہادِ اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے روح	۸۔ دردِ غمناک	۹۔ گلزارِ معرفت
	۱۰۔ وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام ہاتھی ہے۔ وہ انہی کامریوں منت ہے۔ آپ نے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی تسبیح روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد و بائیں کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۳۲۲ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۳۲۲ھ بروز روز و شبہ بمقام قصبہ نالوتہ ضلع سہانہ یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام مظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دیہلویؒ کو اسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دیہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے بڑے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۳۲۵ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں جو اسی سلا کی عمر میں وفات پائی ۱۲-۱۳ یا ۱۴ جمادی الاخرہ ۱۳۲۵ھ بروز بدھ اپنے ملک حقیقی سے جاملے آپ کو مزار جنت العلیٰ میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپ کی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنری مولانا رومؒ پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپ کی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امداد ایہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدا نے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید علمی ایڈیشن تصحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرہ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء

۳ محرم ۱۳۹۶ھ

یہ حالات امداد الشان صفحہ نمبر ۱۷۱ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد الزار الطس سے لے گئے ہیں جو محض تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شام امداد یہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔
(فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیات امدادیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲	ذکر ازہ کا طریقہ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۲	ذکر ازہ کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۳	دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۸	ابتدائیہ از مصنف
	خطرات سدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا	۹	مقدمہ
۲۳	بیان	۱۰	پہلا طریقہ صلحاء و اخبار کا ہے
۲۴	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کا ہے
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے
۲۵	شغل سے پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۱۰	فصل اول: طریقہ بیعت میں
۲۶	شغل سلطان الصیرا کا طریقہ		باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال اور
۲۶	شغل سلطان محمود کا طریقہ		مراقات کے تفصیلی حالات
۲۷	شغل سلطان الاذکار کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۲۷	شغل سردی کا طریقہ	۱۲	توجہ کا طریقہ
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۲	دوسرا طریقہ
	تیسری فصل: ان انوار اور مراقات کے بیان میں جو	۱۳	ذکر کا بیان
۲۹	ذکر اور مراقت کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴	مراتب ذکر کے بیان میں
۲۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۰	دوسرا طریقہ	۱۶	اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ رویت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ اقربیت	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۱	دیگر مراقات بہت ہیں	۱۸	پاس انفاس کا طریقہ
۳۱	دوسرا مراقبہ	۱۹	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۳۳	فنا کے مراتب کا بیان	۱۹	مرید غی کا دوسرا طریقہ
۳۶	اجتہاد اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
	دوسرا باب: حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال	۲۰	اسم ذات مع الضرب کا طریقہ
۳۶	کے بیان میں	۲۰	دوسرا طریقہ
۴۰	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۴۰	پاس انفاس کا طریقہ	۲۱	اسم ذات قلندری کا طریقہ
۴۰	اسم ذات با ضربات کا طریقہ	۲۱	ذکر جارب کا طریقہ
	دوسری فصل: اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات	۲۱	ذکر حدازی کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۴۰	خفیہ کا طریقہ
۵۶	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۴۱	برزخ اکبر کا شغل
	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت	۴۱	اسم ذات کا شغل
۵۶	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۴۱	شغل دورہ قادریہ کا طریقہ
۵۷	نماز پڑھنے کا طریقہ	۴۲	تیسری فصل: مراقبات قادریہ کے بیان میں
۵۸	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۴۲	دوسرا مراقبہ
۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ	۴۲	آیت کا مراقبہ
۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۴۳	اول مراقبہ توحید افعالی
۶۱	نماز کن فیکون کا طریقہ	۴۳	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے
۶۲	نماز استخارہ کا طریقہ	۴۴	تیسرا مراقبہ
۶۳	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۴۴	ذکر برائے شائے مریض
۶۳	ایک اور طریقہ	۴۴	ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ
۶۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۴	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۶۵	ختم خواجگان چشت کا طریقہ	۴۴	بیماری کی شفا کے لئے ذکر
۶۵	ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ	۴۵	مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر
	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعہ کا بیان	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۶۶	تصرفوں کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر
۶۷	چلہ کا طریقہ	۴۵	حاجت براری کا ذکر
۶۸	خلوت کی شرطیں	۴۶	تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار و اشغال میں
۶۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۶	استخارہ کا طریقہ
	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	۴۶	لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۷۳	سلسلوں کی کیفیت	۴۸	لطائف ستہ کے شغل کا بیان
۷۴	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۴۸	ذکر جارب کا طریقہ
۷۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۷۴	سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ کا بیان	۴۹	نفی و اثبات کا طریقہ
۷۵	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۴۹	شغل نفی و اثبات کا طریقہ
۷۶	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۵۰	توحید افعالی کا طریقہ
۷۶	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۵۱	مراقبہ نیافت
	۲ فیصلہ لغت مسئلہ	۵۲	مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ
۷۷	ابتدائیہ	۵۲	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے
۷۸	پہلا مسئلہ مولود شریف کا		زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا
۸۱	دوہرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۵۵	طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۸	شجرہ قادریہ	۸۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماع کا
۹۹	شجرہ نقشبندیہ	۸۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا
۹۹	شجرہ سہروردیہ	۸۴	پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا
۱۰۰	شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۸۵	چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا
۱۰۵	نصائح متفرقہ	۸۶	وصیت
	۵ جہاد اکبر (نظم)	۸۶	اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی
۱۰۶	حمد	۸۷	۳۰ نالہ امداد غریب (نظم)
۱۰۶	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۸۸	خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکرؓ
۱۰۸	لفت شریف	۹۰	غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
	مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا، نفس سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۹۰	مناجات
۱۰۸	تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۹	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۱	جاسوس و سواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے		۳۰ اشارہ مرشد
۱۱۲	خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا امیر قناعت کو بمقابلہ حرص	۹۲	وظائف صبح
	سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۳	وظیفہ بعد ہر نماز
۱۱۳	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۹۳	بیان اذکار و اشغال اور مراقبات کا
۱۱۳	بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا	۹۵	طریقہ اثبات مجرد
	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاحش ہونا امیر تقویٰ کا	۹۵	طریقہ اسم ذات
۱۱۳	غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	۹۵	طریقہ ذکر پاس انفاس
	لئے شیطان روح سے	۹۶	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۱۱۵	آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
	دین و تقویٰ اور برابر ہندوؤں لشکروں کا	۹۶	طریقہ ذکر نفی اثبات
۱۱۵	سلطان روح کا دیوانہ کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	۹۶	طریقہ شغل اسم ذات کا
	ضمیمہ ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۹۶	طریقہ شغل نفی اثبات کا
۱۱۶	آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	۹۷	مراقبہ کا ایک اور طریقہ
	اہل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	۹۷	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
۱۱۷	نام امید ہونا۔	۹۷	طریقہ ذکر اسم ذات کا
	مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	۹۷	اول الطیفہ قلبی
۱۱۷	سلطان روح کو اس امر سے۔	۹۷	دوسرا الطیفہ روحی
۱۱۸	پیر اور عقل کی تمہیانی روح کے طول اہل کے شہر سے	۹۷	تیسرا الطیفہ نفسی
	نام امید ہونا طول اہل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور تحمل	۹۷	چوتھا الطیفہ ستیری
	سنگھ اور ریا سنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	۹۷	پانچواں الطیفہ خفی
۱۱۸	اور دیوانہ پیر کے۔	۹۷	چھٹا الطیفہ خفی
		۹۸	تجربات و سلاسل، شجرہ چشتیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۱۹	وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو نکل کے مقابلہ میں بھیجنا۔
۱۳۶	رجوع بقصہ	۱۱۹	اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف ورجا کو ریا پر۔
۱۳۷	حکایت حضرت شیخ منصور	۱۲۰	خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔
۱۳۷	ملاقات ہونا شیخ سری سقطی کی تحفہ کے مالک سے		بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل کو مقابلہ کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کے لئے۔
۱۳۸	تا جر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا	۱۲۱	بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابلہ یہ آنا تو اضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔
۱۳۸	ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا	۱۲۲	حکم کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔
۱۳۹	تحفہ کو بیمارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی	۱۲۳	خاتمۃ الرسالہ
۱۵۰	شیخ سری سقطی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا	۱۲۷	۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)
۱۵۰	ذکر عطا بے انتہائے الہی در عبادت	۱۲۸	مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ
	سری سقطی کا تحفہ کو خریدنا اور تا جر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۲۹	مناجات دیگر
۱۵۱	مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی	۱۳۰	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۲	صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۳۰	در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
۱۵۳	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۳۱	در مدح اہل بیت
	شیخ اور تا جر اور امیر بن شفی کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تا جر کا۔	۱۳۱	تصفیف مثنوی کی وجہ
۱۵۵	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی	۱۳۳	رجوع بقصہ
۱۵۶	۷ غذائے روح (نظم)		در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران
۱۵۷	حمد	۱۳۴	شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ
۱۵۷	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۵	تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی
۱۵۷	مدح مبارک ہر چہار خلفاء و دیگر اصحاب	۱۳۵	داستان و بیان حال حضرت سری سقطی
۱۵۷	مدح حضرت میاں جیونو محمد جھنجھانوی	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی
۱۵۹	مناجات بجناب باری تعالیٰ	۱۳۸	ملاقات سری سقطی از بی بی تحفہ و بیان حال عشق
۱۶۰	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشد ناقطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۳۹	بیان چروالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیل)
۱۶۱	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۴۱	موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چروالہ سے
	کتاب نان و جلوه مصنفہ بہاؤ الدین عالی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زہد و روضہ عشق
۱۶۲	داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے	۱۴۳	حکایات بطریق تمثیل
۱۶۳	قطع علاق اور گوشہ نشینی		
	ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۶۳	جوان دنیا دار کی
۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۶۸	ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں
۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۶۹	متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ اِنَّ السَّعۃَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذُبُّوْهُۃَ بَقَرۃً
۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۷۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔
۱۹۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں	۱۷۱	ایک حکایت بطور مثال
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۲	عشق کی راہ کی مصیبتیں جو اگرچہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں
۱۹۱	خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے	۱۷۳	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔
۱۹۱	محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا شکر شیطان کا ہے
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۵	حکایت بطور مثال
۱۹۳	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۷۵	ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۱۹۳	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقیقی سے غافل ہیں
۱۹۵	۸۔ رسالہ درد غمناک (نظم)	۱۷۷	آخرت کے کاموں کی انجام دہی دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
	۹۔ گلزار معرفت	۱۷۸	ایک زاہد کا اسیر دنیا دار کو تنبیہ
۲۰۳	التماس جامع اوراق	۱۷۸	جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۳	مناجات بدرگاہ الہی	۱۷۹	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور طاعروں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۰۵	چار نعتیہ غزلیں	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۰۷	عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۱۸۰	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ محال ہے۔
۲۱۵	غزلیات فارسی	۱۸۱	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آتا
۲۱۵	جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد انبھوی	۱۸۲	قصہ دو بہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے۔
۲۱۶	غزل شوقیہ ارکان حج	۱۸۶	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔
۲۱۶	عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ شجرہ قادریہ تمیمیہ منظومہ		
۲۱۷	رباعی، اور عیدی		
۲۱۷	۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	آغاز و جواب		
۲۲۰	نقحرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر گئی		



ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس کی تائید واسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور چاہنے والے وجود
 قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے ہے جو
 دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے کچھ قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر بارانِ رحمت کی بارش
 کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب نجیع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولانا
 و مرشدنا و ادنیامیان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیارِ ان طریقت
 علیٰ مخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر میں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جوازِ کار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محرم کی جاوید کشتی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان
 جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ
 اس کمترین اور نالائقی کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی
 اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور حکم الہی اس کی
 کتابت پر مامور کیا۔ رکھیو کہ عادت الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیروں و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ
 قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیت حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع
 کرنا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور
 جو مقصود اس اصرار کا مقنا حاصل ہو وہ اللہ بھدی من یشاء دینی صراطِ مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قلم رب حضرت
 و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا سبق تھا ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی
 فرق فنا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مرادوں کی متحد ہے اسی واسطے میں
 دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط کئے ہیں اور مجبور پر فرق اور امتیاز ظاہر نہیں کیا۔ اور اس کا مضمیناً و القلوب لکھا واللہ ولی التوفیق

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے عراط مستقیم پر گامزن کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہودی اللہ لنور من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے غماصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وسوسوں سے اس کے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رکھے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندوہی امراض و حسد، بخل، غرور، کینہ، ریاد غیرہ کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ و علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ ط وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَالَّتِي يُسَيِّلُ مِنْ رَأْسِهَا مَاءٌ فَاتَّبِعُونَهَا يُدْرِكُوا الْهَيْدَ وَيُغْفَرَ لَهُمُ اللَّهُ جَزَاءً لِمَنْ أَتَىٰ ذَاكَ مِنْكُمْ فِي سُبُلِ الْحَيَاةِ دُخَانًا ط** جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ اَللَّهُ اِيضًا اِرْبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ط** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **اَللَّشَّيْخُ فِى قَوْمِهِ اَلْمُحَدِّثُ وَنِزَارِىُ اِسْلَامِ كَا اِرْشَادِ كِبَرِ شَخْصِ رَبِّ الْعَالَمِينَ كِى بَشِيْنِى كِرْنَا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی**

سہ ۱۷۲ مسلمانوں خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲۰ : سہ ۱۷۲

جن کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کر ۱۲ : سہ ۱۷۲ محمدؐ تو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں سہ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۷ شہید شیعہ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابرین جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دینگا اور اپنے نفس کا اختیار کئی اس کو دیدینگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے تبذیر اس وقت ہم طریق سلوک نچل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جدا گانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابرین سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور بڑے وقت کو ہمو تو قبل ان تصویب کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں

۱۔ اول تو یہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے ملے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چوتھے فناء یعنی جیسا کہ موت کی وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے مٹا تو یہ صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے ۷۔ گھوٹے رضایہ اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کمالی احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے نویں ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے دسویں

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت و اختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہئے کہ پہلے اتباعِ شیخ سے تمام بد اخلاقیوں سے کہ لوازمِ مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہئے کہ جن وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ
 الحمد للہ انما یتابیعون اللہ تک پڑھ کر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ دے اور پھر خود دین اللہ فوق ابنِ مہم سے بابرک
 اللہ لنا و کلمہ تک پڑھے اگر مرید نو جوانی عورت ہو تو جو جائز طریقہ مذکورہ کے روال یا چادر یا گپڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دے دے
 اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو ترک و کفر کے حامل ہیں اظہارِ بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے پیچھے رسول پر ایمان
 لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہارِ شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی
 رضا مندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے میں نے فلاں
 ابن فلاں پر کئے ہاتھ پڑھائے سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بارِ الہاس سلسلہ کے مقدس حضرات سے حج و برکت اور فیض حاصل کر نیوے اور قیامت
 کیدن مجھ کو انہیں کیسے کٹھا اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر و تعلیم کرنا چاہئے اور پیر کو چاہئے کہ لوگ طریقت کے ادب
 اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوشہ نشین کو کہے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اس واسطے احکام
 شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور تبادر سے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہووے قابلِ اعتبار نہیں ہے
 اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور تبادر سے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

۱۔ سب تعریفیں خدای کے لئے ہیں ہم سے مدد مانگتے ہیں ہر گز ہوں سے توہم کرتے ہیں ہر گز اس واسطے مانگتے اپنے نفسوں کی تردیدوں اور اپنے گناہوں کی برائیاں
 سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا
 کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانوں ایمان
 لاؤ اور خدا کی رسائی کے وسائل ہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤ گے اے محمد جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ اسلئے خدا
 کا ہاتھ۔ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑے گا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کرے گا اسکو بڑا
 اجر دیا جائیگا۔ ۱۰ اللہ ہم کو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ اسلئے خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دینِ حقیت ہونے اور محمد کو

رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲ اعش
 الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدٌ وَوَسْعَتُهُمْ كَوْنُهُ وَوَدَّ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ الْفَسَادِ وَمِنْ سَيِّئَاتِ الْعِبَالِ لِنَا مَنْ يَهْدِيهِ
 اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ لَهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنُسْهِدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنُشْهِدُ أَنْ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا وَابْتَغُوا إِلَيْنَا الْوَسِيلَةَ فَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ
 تُفْلِحُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ انْتَبِهَا يَبْعُونَ اللَّهَ۔

عَمَّ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَلَنَّا نَكُتْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَدْفَأَ بَاعِدًا عَنِ اللَّهِ فَعَلِيَ اللَّهُ شَيْئًا
 تَبَّ أَجْرُ عَظِيمًا وَنَفَعْنَا اللَّهَ وَآتَاكُمْ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ۔
 سَمِعَ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب حضراتِ پشنتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواحِ مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود و شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اس کو روزانہ نو مذہب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضرر میں ایکٹ سوا یکبار ہونا چاہیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سننا ہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جس کی وسعت عرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اندر کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یاتحی یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں لگاؤ اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہد یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدارِ شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور مشغول رہے۔ تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوارِ غیبی کا منظر بنے اور حقائقِ اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور علمِ راج سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہودِ حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تکمیل حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف مکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر پر لے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر سنا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاحِ صوفیہ میں سلطان الادکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاحِ صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا مَعَ عِلِّيِّ النَّحْرِ

۱۲ ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

۱۳ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہرجانا ہوں

اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین اور جلس ہوں ۱۲

عہ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَقَاتِي أَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذَكَرَنِي۔

اور بحکم سَلَّحُوا بَکُمْ ذُرِّیَّتَکُمْ وَأَصْبِلَا پوری توجہ سے یاوالہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِیْنَ یَذُرُّوْنَ اَلْحَکَّ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو مٹانہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، فطاعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ اہلبیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سچو نہ کہ حدیث میں اَفْضَلُ اَلَّذِیْ کَرِهَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جانا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دل اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور لا اللّٰہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکرِ حق و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضراتِ چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

لے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ لے جو خدا کو اٹھٹے بیٹھے یاد کرتے ہیں ۱۳ خدا نے گواہی دہی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ۱۴ چونکہ حدیث میں ہے اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر افضل ہے،

عَمَّا اَلَّذِیْنَ یَذُرُّوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلَی جُنُوبِہُمْ ط

ہاتھ اٹھا کر اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَلْبِیْۤ اِنْحَ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الخ ایکس بار پڑھکر درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ تین بار عروج و نزول کے طریق پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیما س کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور آلا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور آلا اللہ کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہہ کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ الْإِلَهِ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس تو طر کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دوسو بار کہے اور اسکو جیہا ضروری کہتے ہیں اور ہر دم کے بعد محمد الرَّسُولُ الْإِلَهِ کہے لیکن بتدی کو آلا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں چاہنا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو از کار وادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

تلفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرق پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

۱۷۔ اے اللہ اپنے غیرے میرا دل پاک کر دے۔ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے۔ ۱۲۔ ۱۷۔ اپنے گناہوں کا بخشش اسی خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے۔ ۱۲۔ ۱۷۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دستِ امداد اسی کے نبیؐ سے جو گھٹنے کے اندر کا طرف ہے۔ ۱۷۔ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے رسول ہیں۔ ۱۲۔

عَمَّا اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنُورْ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ يَا أَيْدِي اللَّهِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ عَمَّا اسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيرَ اللَّهِ -

مرشد کو نفی تکی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا
 اِلهَ اِلاَّ ہُوَ لا کو پوری طاقت سے کہیں چکر اور لفظ اللہ کو دہانے باز دنگ لیجا کر سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا
 سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر لا اِلهَ
 کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور ملاحظیات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کئے گئے ہیں وہی سیاں
 بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں و ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جاوید ذکر راتہ میں
 چار زانو بیٹھے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدھی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو
 دہانے شانے کی طرف لے جا کر لا اِلهَ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اِلهَ کہتے وقت لا موجود و
 لیسے معہ غیری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت
 اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک اضرب کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اللہ تھم ذرہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی
 راہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی راہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر دہانے شانے
 کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اہبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح
 پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو
 ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ در سوئی مرتبہ اللہ حاضر علی اللہ ناظر علی اللہ معی
 میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضر علی اور دوسری میں اللہ
 ناظر علی اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضر علی اللہ ناظر علی اللہ معی

۱۔ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے ۲۔ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے ۳۔ جو دہانے پستان کے نیچے ہے ۴۔
 اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۵۔ شہید علیہ اللہ ناظر علی اللہ معی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھتا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور مستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد ہر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ دو استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصالِ ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیرو بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لفظ اللہ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لَا اللہ کا اعادہ بڑی تندی سے کرے اور ذکر کر نیکی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بِفُحْوَائِي اِنَّ فِيْ جَسَدِيْ اَدَمَ اِنْجُوْكَ دَلَّ كُوْسَاتٍ لَطِيْفٍ حَيْرُوْنَ سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی ساتھ مرتبہ نیچوڑ کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی رجو اجسام سے متعلق ہے یہیں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ لے سکے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم ماریت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اس واسطے اسکو

سہ کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیعہ کا محیط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہیدؒ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغت محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اگر ذکر اور ذکر جہری سے لگھرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

عہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی علیہ اِنَّ فِيْ جَسَدِيْ اَدَمَ مُضَيِّقَةٌ فِي الْمَضَيِّقَةِ قَلْبِيْ فِي الْقَلْبِ نُوَّةٌ فِي الْوَاوِ رُوحٌ فِي الرُّوحِ مِسْرٌ فِي الْمِسْرِ نُوَّةٌ فِي الْوَاوِ

۱۲ اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو حجاب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ ۱۲ اللہ سے امتناء کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سر پا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سہر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہوٹوٹو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سر پا یا تو رہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع دبی ببص یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبودیت و معبودیت کی حقیقت بے نقاب نہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبودیت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فصل ۱۲ - وصال محبوب ہونے میں جس قدر ریر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں الہاب و خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جدوجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور ۱۲ ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید ۱۲ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حتیٰ اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید ۱۲ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید ۱۲

اور سانس باہر کرتے وقت تہہ راہ سراسر (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت لا الہ الا اللہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لا الہ الا کہے، لیکن ذکر ستری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کمزورتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا مہبط بنادیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دوزانو بٹھا کر اکھین بند کرنے اور سچھکا کر کمر ٹھیک کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزے لگے گا۔ یا بتیابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اس کا اسم اعظم بھی رہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعجب کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۵ تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں دریا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شبہد

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

سہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذکر بے اللہ، کشیر والذکر ات روہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور معتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دوسری، سہ ضربی، چہار ضربی، ایک ضربی کا طریقہ نکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دوسری یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رویہ قبلہ ہو کر ایک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں ایک ضربی اور دوسری تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

۱۰ بعضوں کے نزدیک مریہ کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہئے ۱۲ شہید :

بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں دہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اور پر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْمًا تَوَلَّوْا فَجْهَ اللّٰهِ جہ منہ پھیرو اور صریحاً ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذکر سی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شیء الاّ یسبح بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پیچے اور اپنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معافی قرآن نبیہ کا انکشاف اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اسد کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو محکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گرا سی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے کلا الہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا سر کی طرف جھکا کر لا الہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر خدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر کلا الہ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

لے اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت بہت تیز اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال مخاضی بیری کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر آرہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد اپنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر اپنے شانے تک پہنچائے اور ہوا کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آہ کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا تے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ نجویت کل اور مشابہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ :- از کار جبر یہ میں غذا کو استفادہ نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو تھکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ رابطہ قلبی رکھے ان سب ذکر وں سے ذکر دوائی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

لہ غالباً اسی مناعت سے یہ ذکر ذکرِ جدی کہلاتا ہے ۱۲ شبیرؒ غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر آہ کہتے ہیں ۱۲ شبیرؒ باری تعالیٰ کے صفات و جہات ظلم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولنا صیغۃ اللہ شبیرؒ :-

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا مونس رہے۔
شعر کارکن کار بگزار گرفتار: کا ندریں رہ کار دار دکار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دوسو راح ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروزہ صرف ذکر خفی (یعنی جس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اسی کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی دار میں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اڑدے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اڑدے کی طرح بیٹھا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی قہقی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلک ہو گا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کئے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ **اَللّٰہُ کُوْبَا یٰنِ** زانو سے شروع کرے اپنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے **اَللّٰہُ** کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز جب ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور **اَللّٰہُ دِتْرُوْ حَبِیْبِ** **اَلْوَتْرُ** اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذکر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتداء میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

سے اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضمتہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور داغ نمک پہنچا دی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ لا کو دماغ تک پہنچا کر باہر لانے اور دل پر لا لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ کے رسول میں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا ججوب لا لا اللہ کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود لا لا اللہ کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانس لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ ہشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اللہ سَمِيعُ اللہ بَصِيرُ اللہ عَلِيمُ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَا ناً نَصِيرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سَمِيعُ (اللہ سنتا ہے) کہے اور ربی یسمع (میرے ہی ذریعہ - سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِيمُ (خدا دانا ہے) کہے اور ربی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِيمُ اور ناف پر اللہ سَمِيعُ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت کہتی ہیں۔

شعر

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق فی نماید طالبان وکل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

۱۔ صفات سے ملا صفات اجبات ہیں جن کو ہم ادب پر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۲۔ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ :- قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے تم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجودِ الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطاناً نصیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلپک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نورِ الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سلطاناً محموداً کا طریقہ

جس طرح سلطاناً نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و

استغفار اور اعوذ بسم اللہ پڑھ کے اللہ اَعْطِنِي نُورًا لِحِ اللّٰهِ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے (تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تاپا متوجہ اور با مہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہونکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوالحی القیوم ارحم الراحمین اور قائم ہے ہا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر دوں اور ہر ہر بال ذکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کیچنچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدور میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشنده کے خیال میں جو دلِ مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفی کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰهُ يَذَرْنِي مَنّٰی يَشَاءُ رَحْمَةً جِسْمِ کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سردی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کر لے اور حواس خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری مہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

۱۷ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عمل ہو ۱۲ شہید
۱۵ بعض لوگ اس ذکر کو بخسدر سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید ۱۷ حواس خمسہ دیکھنے سننے منگنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

عَ اللّٰهُ اَعْطِنِي نُورًا ۱۲ اَجْعَلْ لِيْ نُورًا ۱۲ اَعْظِمْ لِيْ نُورًا ۱۲ اَجْعَلْنِيْ نُورًا ۲۔

شعر در راہ عشق و سوسہ اہرمن بسے امت : ہندرا گوش دل بہ پیام سر دوش دار
اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند
کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے
تو تمام جسم سے گندہ کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صحیفہ میں صوت حسن و ہمیں کہتے ہیں جیسا
کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِآيَةِ رَحْمَتِكَ لَعَلَّ يَسْمَعُونَ آوازیں ہست ہو گئیں تو تم سوائے
ہست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ السَّلَام) نے
درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام
بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔
یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ
فرماتے ہیں بیت

کس نداشت کہ منزل کہ آن یار کجاست

این قدر ہست کہ بانگ جبر سے می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو
جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی
اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی
دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذاتی کی
طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفی
کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو ان حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

سلسلہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شرف کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض دفعہ گھٹنے کی آواز آتی ہے ۱۲ شبیر سہ گھنٹہ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی دھول کی
طنبورے کی یا اور کبھی دھبے کے اپنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شبیر سہ اس مقام
کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دینا سے گویا نجات پا جاتا
ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو تیرہ سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

ع وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ علم ایک نقطہ ہے، اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں دوک کر گردہ ہو، ہڈی کو سر میں سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت نبلی ذات اور لاموت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاموت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تبیسری فصل انوار و مراقبات کے بیانیہ جو ذکر اور مراقبہ کجالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار تہریر و سرتیہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچانے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زمانہ جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے، بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبْنائِکَ عَلٰی اَبْنائِکَ عَلٰی اَبْنائِکَ کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر بی خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ جو چیز مطلوب حقیقی، تک پہنچانے والی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مد نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شب

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہئے۔
شعر ہمہ کارے کہ بہت بستہ گردد : اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جہی امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات احبات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ يَعْلَمِ بَانَ اللّٰہِ یَرٰی دیکھا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

فَحَنُّ اقْرَبُ اَلِیْبِ مِنْ جَبَلِ الْوَدِی (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی نائزہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا الاولیٰ ہوا الاخریٰ اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتداء اور انتہا میں وہی ہے از بان سے کہنے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانَ الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فنا ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

سلا جو کام بہت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلہ متے ہو جائیں گے ۱۲ اشہید
عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانَ وَیَبْقٰ وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں نحو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَوَجَّهَ اللّٰهُ - (جو بھی منہ پھیرا وہی خدا ہے) اور كَانَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ مَرْقِبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور اِنَّا اَلْفَسِکُمْ اَفْلَا تَنْبَهُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متبلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ سہو کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر سہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں صراقبہ - تنگ و ناریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

صراقبہ - بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جلال و تعالیٰ و نزہت و حق الباطل کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

صراقبہ - بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

صراقبہ - بعض اس نور مطلق کو نور غیر تنہا ہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہے اور قول اللہ کافی خلقی الرحمن من تفاوت اسی کلام کا ہمسرہ اور ہوا عالم اور عالم صفات ہے کون و مکان کو ان یعنی مشرق ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لا مکان ہے جس کا۔ الرحمن علی العرش المستوی اور تو سوا التبا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کی چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالین ۱۲ حتی اگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صغف اللہ شہید

ہر اقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلمیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے مبہوم مستحق کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور نحویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر ہمال حق نصیب ہوتا ہے غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار تہریہ اور سر یہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی رحیم کو ذکر و رچی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں (منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بہوش ہو جائے گا۔ بہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور حجابی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضطرب کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کا ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دِكْهُنَا سَنَنْصُرُكُ اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

۱۔ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید ۱۲ بے ہوشی کی درجہ میں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید ۱۲ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ارنی اتلی میں بے ہوش ہو کر سپاڑ پر گر پڑے تو یہ بچا کہ کس طرح متحلی ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوشی و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی علی ۱۲ ۱۳ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور ہم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا ہمہاں ہے ساتھ ہے ۱۲ شہید

۱۳ اس مقصد کو شیخ المتوفی حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔
برگ درختان سبز در نظر بوسنیار ۱۴ ہر درختے دفتر است معرفت کردگار ۱۵ یعنی سبز درختوں کے چہرے ٹھہرے
پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں بتوں میں خدا کو دیکھتا ہے ہی ہمہ اوست کے معنی میں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بھی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَلِيَّ يَسْمَعُ وَلِيَّ يَبْصُرُ وَلِيَّ يَنْطِقُ وَلِيَّ يَبْطِشُ وَلِيَّ يَمْشِي وَلِيَّ يَعْقِلُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا ذَرًّا أَيْتُ اللَّهَ فِيهِ

علم حق در علم صوفی گم نشود : این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہنچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا ذَرًّا أَيْتُ اللَّهَ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمتن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَللّٰهُ دَجَلٌ شَيْئٌ مَّحْجُوطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَعْرِفَ نَفْسِهِ فَقُلْ عَرَفَ رَبَّهُ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا اَنْ مَّا كَانَ کا تصور کرے گا تو روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور مَا رَأَيْتُ سِرًّا بَرِّئِيْ

حاشیہ صغیر گزشتہ پر دیکھئے۔ ۱۰ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور اوراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۱۰ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید ۱۰ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۱۰ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید ۱۰ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۴ پر)

اس پر شاہد ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر حبیب کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بڑے اخلاق جو نفس امارہ کی صفیتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفس کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ہلیم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تفسیر ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سر کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا نہایت بھی فنا ہو جائے گی اور فنا الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لے مع اللہ وقت و وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(تقریباً ۱۲) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ۱۲ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۱۲ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۱۲ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بڑے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو محسوس جاتا ہے تو جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنِّ سَرَّ اِنِّی فَقَدْ سَرَّ اِنِّی الْحَقُّ کا ظہور ہوتا ہے۔

مشعر توریں گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفسیر ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حق پر بایزید بطنائی اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو باتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو باتا ہوں اس مرتبہ کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو وہی کامل ہو جائے اگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنایت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذَا لَکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُوْتِیْہِ مَنۡ یَّشَآؤُ حَبِیْبٌ سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی جبروت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں : فَاکُلْ - بقا باللہ رجوع الی الہدایت کا نام ہے یعنی ہدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بنیادی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَہَا سَ اُنْتُ شَیْءًا اِلَّا وَرَ اُنْتُ اللّٰہُ فِیْہِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

۱۲ شہید جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

۱۲ شہید جو خدا کے وجود میں فنا کر دے کیونکہ توحید کے معنی یہ ہیں اپنے فنا کو فنا کر دے کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البراز کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریح البجین ملتقیان بینہما برزخ لا ینبغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سخن لکم ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ منزہ ہے اور اس نے جمال استیع علیکم نعمہ ظاہر و باطنہ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

یہ کس کس ایں در در در ماں نیافت
یہ کس کس ایں راہ را پایاں نیافت
اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہر چہ بروی فی رسی بروی ماست
فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں بآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلای نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

تہ جو دود یا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شبیدہ سٹہ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صغف اللہ شبیدہ سٹہ خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صغف اللہ شبیدہ سٹہ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے رباتی صغفہ میرا

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داپنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داپنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کرامات کا تبیین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داپنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدہ راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لا حول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لا حول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے مَرْتَبَاتُ اللَّهِ وَآيَا كَمُ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) اصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کر لے کہ میں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :
لہ کرامات کا تبیین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے کھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطان انصیرا و سلطان محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگر دھار ایک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر اتاری افعالی و صفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشنی پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصریت سے

۱۔ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجربہ مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ وَاللّٰهُ يَكْرِشُ مَنْ يَشَاءُ ۝۱۱ شہید

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلادے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسمائیت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بچر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادر یہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر لا الہ اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشغول رہے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر تنو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی نحویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لاکونانی کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور اپنے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور لا الہ اللہ کی بہت

سے حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سختی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیار ہی سے ایسے دعوے کرنے لگے گا مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داپنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا الہ کو دماغ سے نکال کر دل پر لا الہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت لا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دوسری میں پہلی ضرب داپنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داپنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دایمیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن ایک ضربی دوسری اور سہ ضربی میں تو دوزانو اور چار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغالِ قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جن قدر سہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آراء کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نچھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا وجود تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں خود کھینچا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دوزان و قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تفسیری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **الاحسان ۱۲** تعبد اللہ کما تک نراہ فان لم تکن نراہ فانہ یدرکک اور قرآن مجید کی آیت **کلّ تلک علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام** گو یا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شکاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اللہ نور السموات والارض خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور الیسا ہی اس **ان الموت الذی تفرق منہ فانیہ ملائکہ**

آیت کا مراقبہ

اور **ایما تکلونوا** میں کلمہ الموت ولو کنتم فی بدوچ مشیینہ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار سے بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولا ناصیغ اللہ شہید ۱۲ دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہید ۱۳ خدا زمیہ اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

د کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبہ توحیدِ افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردان نفس ہوا شکستند از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوط خورند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحیدِ صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جاسکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھہرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب میں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب میں۔ دربار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیک جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جاتے ہیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام ملوک و معرفت کا مقہتا خیال کیا جاتا ہے۔

لہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دیائے فنا میں غوط لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہیدہ۔

تفسیر مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاتیوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفاۓ مریض

در راست یا اَحَدُ حَبِیبِ یَا صَمَدُ و طرف آسمان یا و تَرُدُّ دِلَّ یَا نَزْدُ ہزار بار بگوید۔
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داپنے سُبُوْحُ اور بایں قُدُّوسُ اور آسمان کی طرف رَبِّ الْمَلَائِکَۃِ اور قلب پر و التَّوْحِیدِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا حُجَّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا و تَرُدُّ دِلَّ میں یا فَرْدِ ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار دہنی طرف یا حی بائیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے کہیں بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الدوح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عنی حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دو در شریف پڑھے اور دہنی طرف یا
أحمد اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنی میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی اور موزی جانور سے بچنے کے واسطے یا حفیظ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا صمد لی اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حیحی یا قیوم و علی ہذا القیاس۔

باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے حمد دل سے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحمد للہ القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے ہیں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتیٰ الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ اپنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفسی اس کی جگہ

سہ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ برو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلیگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائل ۷۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہانک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ نہ صرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائل ۸۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدی فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منتر اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ ہالہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا الہ الا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مدو شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہوا اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوہ معشوق میں محو ہو جائے ۔

لطائفِ ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے ۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمایا جائے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفہ باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے ۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں ۔

سلطان الازکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اتم ذات کا تصور کرنا چاہیے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اتم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور کوناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور کالہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور مفتی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی، دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو سکے اور اسی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشہ بند یہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث **كُنْتُ لَهُ سَمْعُهُ وَ بَصَرُهُ** کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سر اسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر و تہجد پر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ **مَنْ عَنِ نَفْسِهِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ** اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

۱۷ حدیث شریف میں ہے جو زندہ میرا ہوتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہیدؒ نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۳ شہیدؒ

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُرْزِقُ مَنْ يَّشَاءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک مقصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نایافت و درادالوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

اے برادر بے نہایت درگہبست ہر چہ بروئے میری بروئے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور درادالوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ۔

ہر کہ را از فضل حق باشر مدد : این ہمہ نعمائے حق اور اسد

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہیں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور اسے بجا آئی اس دعا کی کوئی استہانت نہیں ہے جس مرتبہ کو تم سمجھے ہو کہ بیان مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہیدؒ خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہیدؒ

وراء الورد کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بوضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بنجر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تعذیب کے تصور سے بچ سکتا ہے (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو اکبیر) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے تحقیق فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی گئی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الرَّسُلِ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ حَبِيبٌ اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجمل بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذ ناشر محمد فاروقیؒ تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میا نجیو نور محمد شاہ جنجہاوی قدس اللہ سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

۱۰ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر نون اور فضیلت دی ہے ۱۲ تنبیہ۔

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر میں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھ جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دروم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر اگندہ نہ ہو جائے اور جمیعت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر سستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور سہی تخلیق^۱ باخلاق^۲ اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الوداد کو مد نظر رکھے یا داشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعض حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

۱۔ خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے ۲۔ شہید ۳۔ اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شمس ادر اللہ سے واسل ادھر خلوق میں شامل : مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشد کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی رجحان داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے، کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری فناء اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عدوی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جن کا القامریہ پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القامریہ توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توجہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو انگلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھ اور پوری سمیت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گزار دیا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھ اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھ اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کابھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار حسب طرح رپیا سے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملا اعلیٰ یا ملا اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے بہت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف بائبل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ مفتی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مشکوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا الہ الا اللہ سے غیر خدا کی نفی پر سکے اور دوسرا لا الہ الا اللہ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

سہ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیچھے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استعجاب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے، سے پڑھے یہ علم طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے غلوت (جس میں کوئی شخص حمل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھے کہ حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ جس طرح استاد کئے سامنے پڑھتے ہیں، اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لہ ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور ایک ایک حرفِ عظیمہ عظیمہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہیر

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرنے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاهدوا فینا لہم فہم مہلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع وسجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور جو اس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جتنک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم دنیا تکم توجہ قلب ناپاک ہے تو جسم

سے جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید

۱۳ خدا تمہاری صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے حکمرانی جو جامعہ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا جو علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جوت بھر بھر میں خلوص نیت نہ ہو مگر قبول نہ کیا گئی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف وہی کتبیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائیں گی ۱۲ شہید

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حب تکبر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور وجہ توجہ دیکھی کہتے وقت قلب کا منہ سمیت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرحمن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور صالح یوم الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الا صریٰ یومئذ للہ قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا کا یقین کرے یا ک نعبدکے تولا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور یا ک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی خویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ قسمی اظلم و ممن کذب علی اللہ و کذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹنا واجب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے میں طلب شینا جد و جد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوة حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من بر آید یا من رسم بہ جانان یا جاں ز تنی بر آید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

۱۔ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاذب کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے ۲۔ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اسکو پا لے گا ۳۔ شبید ۳ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان بھل جائے گی ۴۔ شبید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح یعنی سبحانک اللہم انا نحن و اللہم انا نحن اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ سب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور حب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کا اور حب ایک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور حب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی بیٹھنے پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نیچے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التجیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانت تراء کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال دس میں آئے تو لا صلوة الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے)

۱۔ الحمد کا ترجمہ:۔ سب تعریف اس خدا کے لئے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بین رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے
۲۔ خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عذوب کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شنبید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں تنھے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے مل جانا ہے واللہ یدرزق من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ و کرمہ صحتی النبی والہم واصحابہ اجمعین ۱۲ امین ۱۲ امین ۱۲ امین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جن قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جن قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلى علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہواہلہ اللہ صلی علی محمد کما تحت وندہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کر دٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہو گا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

۱۷ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو محمد دیکر ہم ان پر درود بھیجا اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جس کے مقابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کر لے اور جس سے تو راضی نہ ہو یا ہے ۱۲ مولا ابصغت اللہ شہید زنگی علی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھے کہ برہنہ سر ہو کر داسنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ حشمتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتا ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا اللہ اور دوسری میں قل ہو اللہ الایۃ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللہم اِنِّیْ اَسْتَعِیْزُ بِکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُ بِکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْتَلْجِ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ مَا کَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ مَا کَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَامَةُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا اَلْاَمْرُ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِلْہِمْ فَاَقْدِرْ لَیّ وَیَسِّرْ لَیّ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ وَیَسِّرْ لَیْ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا اَلْاَمْرُ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِلْہِمْ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْہُ عَنِّہُ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ مَخِیْثٌ کَانَ ثُمَّ اَعْمَدْ صُنْعِیْ بِہِ

اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہواللہ تعالیٰ بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشر فی یا خبیر خبرنی یا مبین بین فی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اور سر رکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہو اسو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ ناس تین بار سورۃ فلق تین بار سورۃ اخلاص تین بار سورۃ کافرون تین بار در چاروں قل اور الحمد سورۃ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت رہنے ہاتھ پر بھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشتغال میں مشغول ہونے والے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبارتیں اور ادوار وظائف ربانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الافاہین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

۱۔ اے جاننے والے مجھ کو بتا دے ۲۔ خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے ۳۔ خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے ۴۔ بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۵۔ شہید ۶۔ سلامتی دالے مجھ کو محفوظ رکھ ۷۔ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہم صلی علی سیدنا محمد و آلہ وسلم جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل النجرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یساولون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللہم انت السلام و منک السلام و علیک یوجع السلام و حینا ربنا یا السلام و ادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال و الاکرام اور آیتہ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کھائے یا شرماخلق تین بار اور سورہ ہشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ سنی فی الارض و فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت باللہ سربا و بالا سلاما دینا و بحمدہ نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر تینتیس آیتیں بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ و عدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد عی و مییت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قریب پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھ تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ و اللہ اکبر و اللہم انی اسئلک رضاک

۱۰ کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۱ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر عصر کے مسبوعات عشر پڑھے اور بہت سے اور ادبیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشتغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحیم الرحیم پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ لا منجأ منی اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفیس پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر طراختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکری اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہے یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ تعلق سورۃ اخلاص سورۃ کافرون آیت اکرسی کلمہ تمجید شریف اور اللہ اعف نا لا احیاء منہم ولا موت اور اللہم یا رب افع لی ولہم عاجلاً و اجلاً فی الدنیا و الدنیا و الاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولانا من نحن لہ اهل انت غفہ رحیم جو ادکیر ہم ملک بدرؤف رحیم ۱۲ شبیر

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو سہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوتِ حبس میں شور و غل کی آواز نہ آ سکے (میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تعالیٰ بار پڑھے اور استغفر اللہ میں جمیع التین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ بربیعہ کر بائیں شانے کی طرف چھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طھر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنور معرفتک ۲۱ یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور دایہی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فلاح یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن دھو بکل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی بھڑکت ہے کہ عاشقِ خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذاتِ خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو بیک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور اس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت پھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبعیت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دینی پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ **نعوذ باللہ منها۔**

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تلریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور ترقی کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاهر رکھے یا اس کا سبب غر یا بظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھالینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور حسب قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

لے اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شمیر لے اللہ کی رحمت سے ۱۴ امیدہ ہو ۱۲ شہید

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جاسکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضا مندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوة علیٰ رسول اللہ اور ادباً قدم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نغلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا، تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، بیس، ستائیس، اسیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجاء اور وضو کرے پھر تجہ کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۔ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فسرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کھانا کہ معده کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور میکا گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس می ذکر فی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خداے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے فعوذ باللہ من الجود بعد الکود

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آئین صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۰ لیکن اگر ابراہیم ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز بول کن از درون سینہ

حرص دال و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و حسد و ریاء و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور حلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس

دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم :: نہ چیز یہ نفس خویش فسر یا تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین :: تفویض و توکل در رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور

پرہیز گاری اور خوفِ خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جس کو خدا نے منع

کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے

اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھارکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت

فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے

زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں

لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے

لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے

اور شرع کی حدود کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف

رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی

جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی

میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور

تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا

فائدہ نہ دے گا۔

۱۱ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لایحیٰ ادر

غضب جھوٹ غیبت کراخی جھوٹ حسد ریاء کبر کینہ ۱۲ شبہ ۱۱ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو

چیزوں کی تعلیم دے کہ شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے

اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شبہ ۱۲

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اہل
سے پناہ مانگئے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ کیا وقت پھر مانتا آتا
ہیں اور مردانہ وار کامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور شخص
سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق
عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے بُرے سے خوش
اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا
طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور
اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے
اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے
اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے
کہ کابل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسبطرح ہر کام میں فراط و تفریط
سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے
اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ
رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام
رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ نعمت کا شکرا ادا کرے اور شکر ستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے
پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکرا ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاءؑ کا مرتبہ
مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے دہرائی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور
ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے
اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور
مسافر پروری اور جہان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء
اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

لے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر فخر ہے ۱۲ شہیدؒ قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور
فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یا کل لحمًا خبیہ متبعا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا
برابر ہے ۱۲ شہیدؒ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے میراب و شاداب ہوجاتی ہے اسبطرح
مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتا ہے ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور اینٹار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نہ والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکیو کار اور باوقار اور بھی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہو کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگر جب ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اسی کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

۱۔ گناہوں کا حساب ۲۔ شبیر علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ پیٹے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب مجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشاخنا ولاحبابنا وجميع المؤمنين والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیوشاہ نور محمد صاحب جھنجھا نوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید دلائی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیہ اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردو لوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجدہنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجر اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زرنانی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابوالیوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابوالاسحاق شامی اور ان کو خواجہ حمزہ دلو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوہریرہ بصری اور ان کو خواجہ حمزہ لطف اللہ خدا بخشہ نے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں و عورتوں کو اپنی رحمت سے اسے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری :

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم ملجی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بھری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڑھن مہراچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڑھن مہراچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علیسی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید خدری سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی ہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بھری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میا نجو نور محمد جھپانوی سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قیص العالم سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زاہد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہی ہے۔

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجل بٹراچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخي سے ان کو خواجہ علاء الدین عطاء سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالحق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف مہدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیہ اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد محمد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا نر ۱۲ھؒ سے ان کو خواجہ عبید اللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

فیہ فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیہ حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلویؒ سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد مصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

سہ نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور ان کو بایزید بطنانیؒ سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد ابی بکرؒ سے ان کو سلیمان فارسیؒ سے انکو امیر المومنین حضرت ابوبکر بن الصدیقؒ سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قال المبض ۱۲ شبہ

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل ٹہراچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو حمزاد علودینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاریؒ کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایاؒ خالدي سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابوبکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۵۔ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبرویہ - مرادیہ - قلندریم کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوس گنگوہیؒ قدس سرہم سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی ملی۔

مَوْتِ بِالنَّحْوِ

فیصلہ مفت مسئلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ابتدائیہ

الحمد لله نحمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ون托كل عليه ونلجوز بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله۔

اما بعد فقير امداً اللہ الخفی اچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں۔ عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دینی و دنی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینی و دنی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول کیا پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علمی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔ حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرماویں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَوَفِّيقِ

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تعلیقات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کمایطہ من التائل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحمد ینہ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور نہایت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ نہایت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت و اطمینان یا اور کسی مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشی پیشینہ کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تراویح معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجور دشمنی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہو ا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجود ان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو بہیت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطنی ہے اسکا حال بدولت دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا، نفس قرآن مجید سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت میرا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی نفس مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دینی ہو یا مٹی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعلی اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معزز لہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنا کہ اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا ہر حال حرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرنا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے حرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشدد دین رجعت قہرئی کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم حرف جابلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالیہ پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض مواظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی عہد ہر یکے تو گیمے رامسوز رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ ہمہ کن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم دروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں ہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کخصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضایات ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالاسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل مل جائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا علمد رآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برہنہ ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہو ہو گا یا انتظام منع کرتے ہو گئے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہی تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق بھی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں ورنہ فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عدالت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علم پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور علم کے مدارک لیا گئے ہیں اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جن کا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و نماز تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جن میں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متشیع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اس میں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھنا یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سمیت گذاریا ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسلئے اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشتار الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضر قلب ہو کھانا رو برو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع میں العباد تین ہے ع پہ خوش بود کہ برآیند یک کرشمہ دو کا قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت گذاریا ہو گئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور پور ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصالحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ مختوراً سابق بیان کیا گیا زمین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ہمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا علو اولیٰ اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے تا نیا از کا علو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لَنَا اَعْمَا لَنَا و لَكُمْ اَعْمَا لَكُمْ یا

شبہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا سپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اسی سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو بیعت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس یہ بیعت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور کیا رحوی حضرت غوث پاک قدس سرہ کی مہربانی بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رد ولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس بیعت کا نہیں ہے مگر کہ نبی و انبیاء و ائمہ کرام نہیں کرتا اور علماء کرام اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قبیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کنو مت العروس یعنی بندہ صالح سے کہنا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کرو کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازویا و محبت و تزیید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا یا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار خفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدد یہ حال اور ازویا و ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی چاہیے اصل عرس کی اس قدر پکار اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رگیا شبہ حدیث لا تَحْجُزُوا قَبْرَ نَبِيِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ کا سوا کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میل لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائشی دھوم مصلح کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو دنی باخصوص

حتیٰ یہ ہے کہ زیارت مقابر افراد اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فاتحہ مستمعوا للہ والصلوٰۃ کی مخالفت ہوتی ہے سو اؤ لا تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر متجرب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عواض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہنا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثنار اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم خدایہی انگشت یکساں نہ کر دے بہر حال وہ احادیث خبر واحد میں اور محتمل تاویل کو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدہ اندر فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسّر کبھی منادیٰ کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنون کا قصہ شنوی میں مذکور ہے اشعار دید مجنوں را یکے صحرانوردی در بیابان غمش بنشسته فردی رگیک کاغذ بود انگشتان تلم کی نمودے بہر کس نامہ رقم یگفت اے مجنوں شیدا چسیت ایں بی نویسی نامہ بہر کیست ایں یگفت مشق نام بیلی میکشم

خاطر خود را تسلی میدهم یا ایسی مذاحمایہ بے کثرت روایات میں منقول ہے کہ لا یجفی علی البحر المتسع النظر ہر
اگر مخاطب کا اسماع و متنا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر
مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدریل ہو تب
بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی
شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود نہ نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو
نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ نہ اذمنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو
سننا نامتصور ہے اور رد و رہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ معین
کہا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افراد علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشاہدہ شرک کے ہے مگر
بید صراط اسکو شرک و کفر کہہ دینا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک
نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندائیں میں درجے مثلاً یا
عباد اللہ اعمینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جواب اہل خصوصیت میں انکا حال جدا ہے اور
حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں
سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شمس اللہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجرا لى الشریک ہے ہاں اگر
وصلیہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب
بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انھما الاعمال
بالنبات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر نذر کر نیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے
دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع
کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار
آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرآن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص
اصل عمل کو ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ سبز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ
اسکو بالکل ہمیل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و انوالت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو
خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيلِ رَبِّکَ بِالْحُكْمِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیے اس
قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا
برتا گیا ہے اور علم راہروسی کھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کا ہلی اور سستی سے فوت ہو گئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تعلیل جماعت اولیٰ سے ہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لابیالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا عملد آمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالذلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

پچھٹا و سائواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور ازل سے دقیق ہے مگر مجملہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللہ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللہ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع و غیر مہمان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ وجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قبل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجیب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ جو تکمیل پچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب وجہ تعارض ظاہری اولہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قبل و قال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملد آمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسید کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالعموم ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورہ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہی و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض لئیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:- چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پروا دختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر:- فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار ثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود آں یکے را کف بجز طوم و فتاد آں یکے را دست برگوشش رسید آں یکے را کف چو بر پایش بود آں یکے بر پشت او نہاد دست ہمچنین ہر یک بجز دے چوں رسید از نظر کہ گفت شاں بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے بدرے	عرضہ را آدرہ بود ندش بہنوز اندر اں ظلمت ہی شد ہر کے اندر اں تا یکیش کف جی بسود گفت ہمچوں ناؤ دانستش نہاد آں برو چوں باد بیزن شد پدید گفت شکل پیل دیدم چوں عمود گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست فہم آں جی کرد ہر جامی شنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شاں بیرون شدے
--	---

چشم حسن بچو کف دستش و بس
نیست کیف را بر ہم آں دیستر بس

نالہ امداد غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرباعی

اے ذاتِ تو بارِ رحمت و الطاف و قریب	دے رحمت و لطف بمناجاتِ مجیب
انکوں بطفیل احمد و یارِ انش	مقبول شود نالہ امداد غریب
ابنی یہ عالم ہے گلزارِ تیرا	عجب نقشِ قدرت نمودارِ تیرا
عجب رنگِ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگِ صنعت کا اظہارِ تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب اوارِ تیرا
سہرِ رنگِ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ فرورِ تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے	تو باطن ہے اور سخت اظہارِ تیرا
تو ازل تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی تو ہے یا کہ آثارِ تیرا
نہیں دیکھتا کچھ دیکھتا ہوں	ہر اک جا پہ نقشہ طہدارِ تیرا
غفوس سے چاہے گنہگارِ تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتارِ تیرا
لنگاہِ کرم تک بھی کافی ہے تیری	اگرچہ ہوں بندہ بہت نوارِ تیرا
مرضِ ملاوٹ کی دوا کس سے چاہوں	تو خانی ہے میرا میں بیمارِ تیرا
الہی میں سب چھوڑ کر بارِ اپنا	لیا ہے پکڑا ہوا دربارِ تیرا
کہاں جاوے جس کا دھوکہ کوئی تجھ پر	کسے ڈھونڈے جو مطلبِ گارِ تیرا
نہ چھو سوا نیک کاروں کے گرتو	کہاں جاتا بندہ ناچارِ تیرا
رہ گیا نہ کچھ نقدِ عصیاں سے میرا	لگیا جو رحمت کا بازارِ تیرا
سدا خوابِ غفلت میں سوزنا رہا میں	نہ اکدم ہوا آہ بیدارِ تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کارِ تیرا
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم	جو ہوئے کرمِ خیر پہ اک بارِ تیرا
ہوں ظلماتِ عصیاں سے حناتِ روشن	جو ہو بارِ رحمت نمودارِ تیرا
لگیں کرنے کا فر بھی امیدِ بخشش	لگے ہونے جب رحمِ اظہارِ تیرا
جہاں لطف گل ہے وہیں غلہ ہے	ہے گلِ خرامیں گل میں ہے خارِ تیرا
نوشی غم میں کھی اور غمِ خوشی میں	عجب تیری قدرتِ عجب کارِ تیرا
یہ کو تا ہی اپنی نظر کی ہے یارِ	ترے نور کو تجھیں اغیارِ تیرا
ہنیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکمل ہے	کہ جس جا نہیں ذکرِ اذکارِ تیرا
تو اول نہیں ابتداءِ تیرا یارِ	تو آخر نہیں انتہا کارِ تیرا
نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیارِ تیرا
الہی میں ہوں بس خطا دارِ تیرا	نچے بخشش ہے نامِ غفارِ تیرا
الہی بنا چھوڑ سرکارِ تیری	کہاں جاوے یہ بندہ ناچارِ تیرا
دولے رضا کیا کرو نہیں الہی	کہ دل و بھی تیری اور آزارِ تیرا
میں ہوں چیزِ تیری جو چاہے سو کرتو	تو مختارِ میرا میں ناچارِ تیرا
سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارِ	تو مولیٰ ہے میں عبدِ کارِ تیرا
کیا اپنے درے اگر درِ تجھ کو	کہ ہر جاوے عاجز بہ ناچارِ تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے جھک کر گھیرا	سنا جب کہ ہے نامِ غفارِ تیرا
دلیر ہم گناہوں کو نہ مکر نہ ہو دیں	کہ ہے نامِ غفار و ستارِ تیرا
چلا نفسِ شیطان کے حکام پر میں	نہ مانا کوئی حکمِ زہارِ تیرا
نہ سوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربارِ تیرا
خبر لئی میری اس دم الہی	کھلے جب کہ بخشش کا اظہارِ تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں خس کہاں بحرِ خوارِ تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارِ	نچے چاہئے رحمِ بسیارِ تیرا

نہ ڈرو دشمنوں سے راجھ کوجب سے ترا نام شیریں جلالت ہے دل کی نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا ہنیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں ابلی پچا قبر سے اپنے جھ کو بدو کو کرے نیک نیکوں کو بد تو حکومت ہوئی اس کو حاصل چہاکی دو عالم خرمیدار ہوا اس کا بیشک رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا تو کر پنجہ ساری خبروں سے مجھ کو بنانا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری ترا حائے محروم کیونکر بھکاری کر ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر ہنیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر ہنیں دل افروز قیمت میں میری ہوں باوصف اس قرب کے دور الیسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم رکھو امید ملا دہتی سے اسی کی تو خدمت میں رہ دل بہر دم الہی قبول ہو مناجات میری	کہا تو تے میں ہوں مددگار تیرا برکبات سے خوش ہے مگر ارتیرا تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا تو ہے نور میرا میں آہنار تیرا کہ ہے غور بخشش کرم کار تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا الہی ہوا جو کہ ہو شیار تیرا الہی رہوں اک خبر دار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ نہت خون بخشش ہے تیار تیرا ہنیں کرنا معمول انکار تیرا ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا میسر ہوا لے کاش دیدار تیرا میں سایہ مظہر چہ ہوں جار تیرا ستا ہے یہ پیچہ خون خوار تیرا کہ تلو بکھوں بے پروہ دیدار تیرا کہ تاجلہ و گراس میں ہو یار تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا الہی قبول ہو مناجات میری	تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم الہی رہے وقت مر نیکی جاری تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا یہ جو در حفا ہم یہ ہے کیسا یارب ہنیں کافروں کو جو توفیق ایمان فنا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلیں کسی آنکھیں کریں بند جسے الہی تجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جان جو سو یا سو جا جو کا جو کا سو سو یا ترا خوان انعام سے عام سیب کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے ہنیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب مے دلیں شک جلوہ فرما الہی تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد الیسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو نہ در فوج عصیان سے گرج بہت تو پڑھ اس مناجات کو پچ وقت کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا	کہ دل سے زباں ہوا کار تیرا بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا ترا فعل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساحد زار تیرا ہنیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام قہار و جبار تیرا تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا عیان ہوں نہاں اسپہاں تیرا رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا جو ہو وے محبت کا آزار تیرا سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا ہے شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا کہ تجھ ہی ہے دیں یہ اب دار تیرا دل آہ ملنا ہے دشوار تیرا ہنیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تاجا دے ہر غم ہر آزار تیرا
---	--	---	---

نمسنہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عقل بحث و علت و معلول میں زار و علیل
خدا بلطف یا الہی من لند زاد قلیل
مفلس یا تصدق یا قی عند بابک یا خلیل

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و صل
انت کافی فی جمات و فی رزق کفیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کاروا شیم وہ سرا یا عاصی و خا طی تو غفار و رحیم	ہے و فور جرم عصیاں سے سزاوار تجسیم ذنبہ ذنب عظیم فا غفر الذنب العظیم
انہ شخص غریب مذنب عبد ذیل	
جیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف ہو یا الہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو	روز و شب وقف جہالت ہی را غفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل	
خواب و خوری میں کٹی اک عمر مثل دام و رد دیکھ کر انبارِ عصیان و جراثیم بے عدد	ہیں عمل سارے نکو سیدہ سبھی افعال بد قال یارب ذنوبی مثل رمل لا تعد
فا عاف عنی کل ذنب و اصفح الصغیر الجمیل	
میں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا حاصل کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے نگہداری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
سود اعمالی کثیر زاد طاعتی قلیل	
غم الم اندوہ و حسرت یا س دوری بکیسی ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	نا توانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داع و اقض عنی حاجتی
ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل	
خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے تصور	جتنے مقصد میں برائیں گے الہی بالضرور انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حبیب انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں میں پکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم جس طرح خاصونہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عظیم	کر دیا از دیادِ مرض نے زار و سقیم رب ہب لی کنز فضلک انت و ہاب کریم
اعطنی ما فی ضمیری و لی خیر الذلیل	
صورتِ شبنم ہوں گر باں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوف آتشِ دوزخ رہا	خنجہ خاطر بزرگ گل نہ اکرم بھی ہنس قل لئلا ابردی یا رب فی حق کما
ثنت قلنا نار کوئی انت فی حق الکیل	
غیر ہر تارِ باغِ ناز حق سے انحراف ہرم و عصیان و خطا لکھت سب کر دے معاف	دہ ہوا مجھ سے خوشنِ عبدیت کے عطاِ عاف ہب لنا ملکاً کبیراً نجناً ممّا نحاف

ربنا اذانت قاضی والمنادی جبریل
 ہوش میں آئے غریب سرخوش جامِ صبح
 کیا بھروسہ سازنگی کا ہے مسافرت میں روح
 کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قیوح
 ابن موسیٰ ابن علیؑ ابن یحییٰ ابن نوح
 انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزل در شوق زیارت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم

کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
 دام میں جیسے کوئی مرغِ تپتا ہووے
 رہے قہقہے جو سفر سوئے مدینہ ہووے
 شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
 تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
 جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
 پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
 خاک جو اڑے کھڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
 ایک تہہ بند بچھا سا کوئی کرتا ہووے
 فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
 خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
 چل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
 خود در حجۃ والا لے نبیؐ وا ہووے
 دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
 خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
 جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
 جلوہ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
 فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے
 ہند میں گرم پیش یوں دل مضطرب ہے مدام
 تجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب
 جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو
 ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہمراہ
 یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
 گرم حورانِ روش برق ہوں شاداں خنداں
 کانٹے تلو نہیں چھیں برگ گل تر سمجھوں
 ایسی صورت سے ورنہ شاہِ عرب پر پہنچوں
 گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
 خار پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بھرے
 باندھ کر ہاتھ کروں عرضِ بصدِ غمزہ نیاز
 یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو
 میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
 دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
 گوہر اشک نثارِ قدم پاک کروں
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

مناجات

یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے آپ کی امداد ہو میرا نبیؐ حال ابتر ہو افریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں جہاں اے مرے خشک کس فریاد ہے | در درجہاں ہے پیر جان ہے مری | اتنو کہہ کیجئے دو فریاد ہے
 چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے | تمہے اے نورِ خدا فریاد ہے | گردن دپا ہے مری زنجیر و طوق | یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
 قیدِ غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے | یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے | یا نبی احمد کو در پر بولا | اس لئے صبح و مسافر یاد ہے
 آپ کو فرقت نے مارا یا نبیؐ | دل ہوا غم سے دوبار یا نبیؐ | طالبِ دیدار ہوں دکھلائے | روئے نورانی خدا را یا نبیؐ
 حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو | اکون ہے سہر تہنہا یا نبیؐ | در درجہاں کے سبب مجھ سے کیا | صبر و طاقت نے کنار یا نبیؐ
 باغِ جنت سے زیادہ ہے غزنی | مجھ کو وہ کو چہ تہنہا یا نبیؐ | مرتے دم کو دیکھ لوں رشتہ شریف | زندگی ہووے دوبار یا نبیؐ
 لیجئے در پر بلا کب تک پھروں | در بدریاں مارا مارا یا نبیؐ | چین آتا ہے مرے دکھو تمام | نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمد کا سب پیچ ظہور محمد کا | جبریلِ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا
 جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا | ناپے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمد کا
 وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیا کا ہے | وہ مژدہ و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں روح مثال کہا یا ہے کہیں جسم میں جا سما یا ہے | کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوبؑ ہوا | کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں مونیؑ وہ کلیمؑ ہوا کہیں راز قدیمؑ علیمؑ ہوا | کہیں ہارون وہ ندیمؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں ابراہیمؑ خلیلؑ ہوا اسی راز قدیمؑ علیمؑ ہوا | کہیں صادقؑ اسماعیلؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے | کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں غوثؑ ابالؑ کہا یا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے | کہیں دین امامؑ کہا یا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں مجھ دکھائے محمدؐ | میں اس پر خدا جان اور دلِ سبحانؑ مرا جانِ دل سب فدائے محمدؐ
 محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ | نخلِ برکتے خوشید کا رنگ فتنہو اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
 نہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ | تمنا یہ ہے ریح کی یا الہیؑ عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

تَمَّتْ

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کہیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ **الا اللہ** کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظہ اور واسطے کے ساتھ دوسو بار کہے اور اس ذکر میں **لا الہ الا اللہ** دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات محمد پھر دواؤ بیٹھے اور کمرو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر بیجا کے لفظ **الا اللہ** کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار دمام کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف **ہاء** لفظ اللہ کو پیش اور دوسری **ہاء** لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دمام کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کچ کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمام ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ بار پڑھے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضائیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر محمد کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر گاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر جل ہی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ لا اللہ

کلمہ لا الہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں مرتبہ لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو معنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ عفی عنہ

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ فھو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو ربانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،
طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبلہ باادب تمام بیٹھے اور
آنکھیں بند کر کے لافنی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے دھنسنے موڑ دھے تک
لیجاکے الہ کو دماغ سے نکال دے اور لا الہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور لا الہ سے اثبات وجود مطلق حق
سمجھانے والے کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اس کا ظاہر ہو اور اس ذکر کو
اسی طرح جس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔
طریق شغل نفی و اثبات کہ جس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو
ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو دل سے نکال کے اور دھنسنے موڑ دھے پر لے جا کے
لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

۱۵ فائدہ یعنی سو تہہ ورجا گئے ہر حال میں ذکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو
کوثر تجلیات اور وار دات عجیب کا ہو ۱۲ منہ عنی اللہ منہ ۱۵ فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدھی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لینا
ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر رہا اور ذکر میں داخل ہوا ۱۲ منہ عنی اللہ منہ ۱۵ اثر نفی لذات در محبوبیت اور بخودی طاہر ہوا در تصفیۃ قلب اور کجی
روح حاصل ۱۲ منہ عنی اللہ منہ ۱۵ فائدہ کشمش دم اور خطرہ بندی کے لیے غلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتداء حال میں اور
بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کہ بال اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حسن دم میں
سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب
ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرات باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دوزانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے ازل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اللہم حاضر می اللہم ناظر می اللہم معی یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقبہ ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر غوص کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہو گا۔ مراقبہ دوسرا۔ اللہ نور السموات والارضی۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کابرجگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف بستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور انکلیں بند کر کے بزبان خیال دل صوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس خشیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھینوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سرخ ہے دوسرا لطیفہ رچی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے اور نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے اور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چھودوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

نے فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محبت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲۰ معنی الشرحہ

اپنے سے بہت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و مشغول عبادت طاعات
مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیہ اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت
اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔
آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا شفيعنا محمد وآله وصحبه
وبارك وسلم بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
نحر ۲ جماد الاولی ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عنی المدعۃ بالنسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد چغتائی
والیشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از
شاہ محمد کئی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ
جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلووی
از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ
معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد مقرر
از خواجہ احمد بدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابومہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھڑاچئی۔
از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عبسہ از شیخ عبید
ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالکلام فاضل از شیخ قطب الدین البرغیث از شیخ شمس الدین علی قلع از شیخ
شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید خدری از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ
ابوالفراخ از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی
از شیخ معروف کرنی از شیخ داؤد طلائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم الله وجهه از حضرت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم

شجره نقشبندیه

و نیز حضرت سید اجل بهر اچمی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجه عبید الله احرار از خواجه مولانا یعقوب چرخ از خواجه علاء الدین عطار از خواجه بهاء الدین نقشبند از خواجه سید امیر کمال از خواجه محمد با سماسی از خواجه عزیز الی علی را میتنی از خواجه ابوالخیر فغوی از خواجه محمد عارف ریوگری از خواجه عبدالحق از خواجه ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجه ابوعلی قارمدی از خواجه امام ابوالقاسم قیشری از خواجه ابوعلی وفاق از خواجه ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجه ابوبکر شبلی از سید لطفه جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجه حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان الله علیهم اجمعین از سرور عالم صلی الله علیه وسلم -

شجره سهروردیه

و نیز سید اجل بهر اچمی را اجازت از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بهاء الدین ذکر یا متانی از شیخ امام الطریق شهاب الدین سهروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالحبیب سهروردی از شیخ وجهه الدین عبدالقادر سهروردی از شیخ ابوالمحمد بن عبد الله از شیخ احمد و نیوری از مشاوی و نیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجه حبیب عجمی از خواجه امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم و نیز فقیر را در سلسله نقشبندیه اجازت از مرشد سابق از مولانا مرشدنا نصیر الدین مجاهد و بلوی و او نشان را از شاه محمد آفاق و بلوی از خواجه ضیاء الله از خواجه محمد زبیر از خواجه حجه الله محمد نقشبند ثانی از خواجه محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجه باقی بالله از خواجه انگلی از مولانا درویش از مولانا زاهد از عبید الله احرار تا سرور عالم صلی الله علیه وسلم و اصحابه وسلم باقی کیفیت سلاسل به تفصیل و تحقیق تمام در رساله ضیاء القلوب نوشته شد از آل بکیر نذر -

تمام شد

		شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم	
		تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یوں اول خدا کی واسطے
		حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے	
		ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے
		فضل کریم پر الہی	مجتبیٰ کے واسطے
		در بدر پھرتی ہے خلقت النجا کے واسطے	اسرار تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
		رحم کر مجھ پر الہی اولیا کے واسطے	
		اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر طول	کیجو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول
		ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے	
		پاک کر ظلمات و عصیاں سے الہی دل مرا	کر منور نور عرفاں سے الہی دل مرا
		حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے	
		ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید	اپنی تیغ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
		حاجی عبدالرحیم اہل عزا کے واسطے	
		کر وہ پیدا در دغم میرے دل انگار میں	بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں
		شیخ عبدالباری شہ	بے ریا کے واسطے
		شرک عصیان و ضلالت سے بچا کر لے کریم	کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط المستقیم
		شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے	
		دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری	اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
		شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے	
		دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن	ہو محمد ہی محمد و درمیرات درن
		شہ محمد اور محمدی القبا کے واسطے	
		حُبِ حق حُبِ الہی حُبِ مولا حُبِ رب	الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب
		شہ محبت اللہ شیخ باصفا کے واسطے	
		گرچہ میں عنق شقاوت ہوں سعادۂ سجد	پر توقع ہے کرے مجھ سے شفیق کو توسعید

			ابوسعبد اسعد اہل ورا کے واسطے	
		قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام	
		شم نظام الدین بلخی مقتدر کے واسطے		
		ہے یہی بس دین میر اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر غم کو با جاہ و جلال	
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے		
		جبت دنیاوی سے کر کے پاک غم کو اے حبیب	اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب	
		عبد قدوس شمس قدس و صفا کے واسطے		
		کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری	اور منور چشم کر روئے محمد سے مری	
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے		
		کر عطا راہ شریعت لئے احمد سے مجھے	اور دکھا نور حقیقت خوئے احمد سے مجھے	
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے		
		کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے	کر نئی حقیقت قلب پر یا حق مرے	
		احمد عبدالحق شمس بقا کے واسطے		
		دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال	
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے		
		ہے مکر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں	کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں	
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے		
		اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار	
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے		
		دے ملاحمت مجھ کو حق نمکینی ایمان سے	اور حلاوت بخش شمع شکر عرفان سے	
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے		
		عشق کی راہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید	خیر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید	

		خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	بے ترے ہے نفسِ شیطاں پے امانِ دین	جلد ہو آ کر مایا رب مددگارِ معین	
	شمِ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے		
	یا الہی بخش ایسا بے خودی کا فحہ کو جام	جس سے جز عشقِ نبیؐ کونہ ہو کج اور کام	
	خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے		
	دورِ کربھ سے نعمِ موت و حیاتِ مستعار	زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار	
	شمِ شریفِ رندِ نئی با انقیاء کے واسطے		
	آتشِ شوقِ اس قدر دل میں مرے بھراے و درد	ہر بنِ موسے مرے نکلے تری الفت کا درد	
	خواجہ مودودِ حقیقی پارسا کے واسطے		
	رحمِ کرمچہ پر ثوابِ چاہِ ضلالت سے نکال	بخشِ عشق و معرفت کا فحہ کو یارب ملکِ مال	
	شاہِ بو یوسف شہِ شاہِ وگدا کے واسطے		
	مست اور بے خود بنا بولے محمدؐ سے مجھے	محرمِ کرنواری کو بولے محمدؐ سے مجھے	
	بو محمد محرمِ شاہِ ولا کے واسطے		
	صدقہ احمدؑ کے یہ ہے امید تیری ذات سے	کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے	
	احمد ابدالِ چشتی با سخا کے واسطے		
	حد سے گذارِ بیخِ فرقت اب تو اے پروردگار	کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار	
	شیخ ابوالسحاق شامی خوش ادا کے واسطے		
	شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یارب دل کو تیرے شاگرد	
	خواجہ مشاد علوی بوالعلا کے واسطے		
	ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر	بخش وہ نورِ بعیرت جس سے تو اُدھے نظر	
	بو بہیرہ شاہِ بھری پیشوا کے واسطے		
	عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب	چشمِ گریاں سینہ بیاں کر عطا یارب مجھے	

		شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے	
		نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے دتک طاقت رسائی کی مجھے
		شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے	
		راہزن میرے ہیں دو مزاق باگز گراں	تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعل
		شم فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے	
		کمرے دل سے تو اے طحطاوی کا حرف دور	دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سہر و حرّت کا نور
		خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے	
		کر عنایت مجھ کو توفیق حق اے ذوالمنن	تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
		شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے	
		دود کردل سے حجاب جہل غفلت میرے رب	کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب
		ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے	
		کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے	کر مشرف مجھ کو تو دبدار پُر انوار سے
		سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے	
		آپٹا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو طول	کر توان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
		یا الہی اپنی ذات کبریا کے واسطے	
		ان بزرگوں کے نہیں یار بغرض ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
		مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے	
		اس دوائے نے کر دیا ہے دور و جدت سے مجھے	کر دوائے کو دور کر پُر نور و جدت سے مجھے
		تساہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے	
		کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر ذرا اس ہوش سے یہ ہوش مستانہ مجھے
		یا حق اپنے عاشقان با وفا کے واسطے	
		کشمکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ	دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

نصائح متفرقہ

منقول است از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشرق والمغرب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازده کلمہ از تورات اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تأمل میکنم و آل این سست کلمہ اول: حق جل و علانی فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از بیخ شیطان حاکمی ما و ام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمہ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و زنتی مادام کہ خزائن من پر یابی و خزائن من ہرگز باقی است کلمہ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ درانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندہ ہمہ بادنیکو کار آنم کلمہ چہارم: اے پسر آدم بدستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مراد دوست دار۔ کلمہ پنجم: اے پسر آدم از کرمین امین مباش ما و ام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمہ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونه عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را بخدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دوری کنی جہت غیر من۔

کلمہ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خواہم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمہ نهم: اے پسر آدم تو ششم میگیری بر من جہت نفس خود و ششم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دہم: اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمہ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فرا از من می کنی و من فریضہ فرا از تو نمی طلبم۔

کلمہ دوازدهم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قیمت کردہ ام و راحت افتادی

آسودہ شوی در ہمہ حال دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی با پنجہ ترا کردہ ام مسلط گردانم بر تو و نیار تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در با

خوار گردی و تو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ تر ام

جہاد اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی تو ہے وحدہ لا شریک
سیاں آب و گل میں بھنسیا یا ہمیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تو نے ہر ک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے توستی میں لایا ہمیں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کروہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

ابھی ابھی ابھی آگے
گناہوں سے بے حال بدتر مرا
ابھی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تھ کر کھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
ابھی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الہی میں بھٹکا بہت در بدر
کروں جس سے جا التجا کون ہے
ابھی نہ جانی تیری قدر آد
جوانی تو کیا زندگانی چلی
ابھی ہے کیا تری رحمت کا جوش
ابھی بہت اس سے نخلت میں ہوں
بیان کیا کروں اپنی شرمندگی
ابھی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
ابھی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بخر غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ابھی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
ابھی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھئے گناہ اور سو پردہ پوش
ابھی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھئے ہے تو یہ مری زندگی
ابھی خبر لے مری تو شتاب

ابھی میں عاجز ہوں بندہ تیرا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یا ر آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
ولے ساری تدبیر اٹھی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمر جوانی چلی
ابھی میں لائق ہوں اس کے مفر
ابھی میں پر صحن غفلت میں ہوں
میں کرنا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
ابھی گناہ و شرمندہ ہوں
ہوا حد سے زیادہ پس اب تو خراب

اُہی ہوا ہوں سرا پا خطا
ترے در پہ آخر سرا فگندہ ہوں
نہ چھ ساکنہ کار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و لپکاہ
اُہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
اُہی ہے تیرے کرم سے امید
اُہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگبڑے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسمان
مرا عذر سوا اب اُہی قبول
اُہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض چھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
الہی کروں عرض پھر کسی سے جا
تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس سوچکا میں اُہی تنباہ
کیا میں جولا لقی مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
اُہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا اگر دشنیگری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو بجر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
مجھے خوار در سوانہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جاتے ہے تو علم سے
الہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلا دے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
اُہی بُرا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو وہ کر جو تجھ کو سزا دار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گرنیک یا بندہ تیرا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
اُہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر
میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
وے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
اُہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
وے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا علم سے
الہی ہمارا بد و نیک اب
اُہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
نہ تو نے سنی گرمی التجا
سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
نہ کی تو نے گرا ب کرم کی نگاہ
اُہی بتا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
مجھے عفو بخشش سزاوار ہے
اُہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

ابھی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح وغفار و رزاق ہے
ابھی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
ابھی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے زادگر اور یہ مظلوم ہے
ابھی یہ طالب تو مطلوب ہے
بھق محمد شہ دوسرا

ابھی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
ابھی تو رازق یہ مرزوق ہے
ابھی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
ابھی یہ عبد اور تو معبود ہے
ابھی محب یہ تو محبوب ہے
ابھی دعا سہواپ اس کی قبول

نعت شریف

محمد ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے بیان جون ہے
محمد خلاصہ ہے کونین کا
محمد کی طاعت سے جادو کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمد کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمد محمد کہہ ہر آن میں
محمد کے ہیں خاص حق کے ولی

محمد کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہو تا احمد کا نور
محمد وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمد نے دی ہم کو ان سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تامل سے حق کے ہو بہرہ در
محمد کی الفت سے اور چاہ سے
ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

ابھی قوی تو ہے اور یہ حقیر
ابھی تری ذات رہے بس جلیل
ابھی یہ عاشق تو معشوق ہے
ابھی تو راحم یہ مرحوم ہے
ابھی تو ہی اس کا مقصود ہے
ابھی تو کر اس کی حاجت روا
بھق صحابہ اور آل رسولؐ

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمد کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمد سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عددوں کو مات
محبت محمد کی رکھ جان میں
لے گا تو امداد اللہ سے
محمد کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو
مبرا کشتی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے
کی اور جواب در جواب اس کے

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبردار دونوں کے اب

سنو دو متو گوش دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
 رہو گے بچے نفس و شیطان سے
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات
 سدا کو سرحلت بجاتی ہے عمر
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم
 شش و پنج کرتا رہتا مسد
 کہا نفس کو آخرش میں نے رات
 کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ سنیں
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
 محبت کا جامہ نہ پایا مجھے
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
 جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
 کروں میں گناہ پھر تو بہ کروں
 دغا کی سو تو بہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور کمر ہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
 کہ ہے عیب اور نقص نہج میں چھپا
 مت اس پر نواتا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

میں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
 رہا رات بھر اس میں چشمِ نم

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں ملام
 ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
 محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
 تو بچ کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
 دیں پل میں مقبول ہو گا ہوں
 گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
 طریق شریعت پہ چل اے دغل
 کہا حق نے مجھ کو ظلوما جہول
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر
 نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

خبر حال کی تجھ کو اپنے سنیں
 کہ صحر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
جواب دینا نفس کا
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
 ہے توحید سے اس کی دل شل کام
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان
 کرے ہے کب عاشق خلافِ حبیب
 گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
 کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
 فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
 کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہوا ب کیا حصول
 ظلوما جہول حق نے تجھ کو کہا
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
 کسی کو اگر کہیے جاہل ہے تو
 پڑھوں کسی طرح علم کاہل ہوں میں

گم سے کہ جو چاہک لگے خوب چست
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
نہیں مٹا جو کچھ قلم لکھ چکا
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حلیہ گر
مقدر کا ہووے عمل ہی نشان
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
کہا حق نے کب تجھ سے لے بے شعور
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
بے تف تیری عقل اور فہمید پر
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
اگر عمر ساری عبادت کرے
اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط
ہو ا عمر میں اُن سے جواک قصور
کیا اک گنہ سے انہیں یوں تباہ
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
ہوئے حق کے مقبول اور کا ملیں
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
ہزاروں کرے جرم شام و سحر

تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
تو چاہے سو کر اب بڑا یا بھلا
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کرا بلیس و بلعم کے اوپر قیاس
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
بہت عابد و زاہد و متقی
گیا تو دود عابد کے نقصان پر
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اور ہووے اگر اسپ نیک سہا د
گو یا اُس کے تن سے ہوئی جاں سہوا
اب ایک اور چاہک لگا جلد تر
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست
کری حق نے کچھ کچھ سے پہلے نوشت
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
کرے گرچہ شیطان کی جو تو سجود
یہ مکرو فریب اور لایا نیا
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
ہوا دور حجت سے وہ بر ملا
رضا کا نشان ڈھونڈ کر نہ ہو
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
اسی سے مرے دل میں سو ہراس
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
کہ کی تو نے دو عبادوں پر نظر
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان
کوڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
عجب ہے حق تیرا اے بد صفات
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے ربِّ اُروفِ الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا نہ رخلل
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑی گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچان تا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدرجہ بخشے گناہ
بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا سنِ ارحم الراحمین
نکو دست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذاتِ ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نیکو کار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفلت ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جہاں اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھاوے اس کے انجام کو
کرے بے گناہ آہ بخوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کراچھ عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہِ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکر میں
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
وے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزر دہ کرنے کے قابل نہیں
وفا دار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائقِ عبادت کے ہے اے لیئم
وہ گردن زنی کے ہے لائقِ سنو

نہ بھاگے نو دے جان اسکو مقرر
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
پراس سے ہے شو درجہ رحمتِ سوا
کہا میں تو نازاں نہ ہوا لے لیں
ولیکن ہے قہار بھی اے لیئم
کرے سہو غفلت سے گرنو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کرے تو بہ کراچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا
وے اُس کی بخشش ہے جوں آسمان
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
وے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کہا تو نے آزر دہ اے زشت خو
جو جانے ہے توحقی ہے نیک و صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذاتِ ایسی کو آزر دہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرفِ سلطانِ روح کے اور مردِ چاہنی اس سے

<p>کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کیمنہ کہاں میں کہاں کہ بیوے یہ باغی ترے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں مرے رعیت کو کرے گام میں تباہ ترے سب امیروں کو مہکا کے وہ دکھادے بہت سی وہ ذلت تجھے تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر کر و ایسی تدبیر اے شاہ دیں مری عجز و زاری کو سن کر ہوش کہا میں مٹانا ہوں میں اُسکا راگ یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا وزیر خسر دہی ہوا چشم تر کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج جو ہو جائے عاجز نو پھریوں کریں</p>	<p>کیا آخرش میں طرف روح کی خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو پکڑ جلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں پڑے شر و شور اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ کرے قتل یا کھٹے اُن کو اسیر رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا وزیر خسر کو بلا کر کہیں رہے ملک تنی پھر ہمیشہ کو شاد بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر مرا حال سن اور افسوس کر کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا یہ ہو حکم آویں امیران فوج غور اس عین کا وہیں جائے ٹوٹ رکھیں شرع کی بند زنجیر میں</p>	<p>جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی تجھے ملک تن کا ملتا تاج و تخت کہا تنگ ہے اس شقی نے مجھے مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان رعیت سے محصول بیوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر کرے ملک تن میں عمل آکے وہ تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد شہ روح کو آگیا و دہی جوش کیا حکم تا جلد آوے وزیر سب آداب شاہانہ لایا بجا یہ سلطان روح سے کہا اُس نے بجا رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ</p>
---	--	---

خبر کرنی جاسوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

<p>سنی چپ کے بنو یہ حکایت تمام شہ ملک دل و مہ پر فتوح کوئی دم میں بیوے کا تجھ کو پکڑ اسی فکر میں جان کو کھو دیا</p>	<p>کہ تھا نفس سے ملک تن میں دم کہا کیا تو سووے کہ سلطان روح تمام اپنے لشکر کو آراستے یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا</p>	<p>تھے اس میں کہ جاسوس و سواس نام کری نفس سے جا شکایت تمام کرے تری ہے قتل کے واسطے شہ بخت کی زنجیر میں لے جکڑ</p>
--	--	--

<p>ولیکن بمقدور کوشش کروں عدوؤں سے اپنے جگرٹنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو ایسا دل افکار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرے کام سلطانِ روح کا تمام میں بھجوں اُسے تا تپا سی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے نہ چشم سے آگیا ناگہاں</p>	<p>کہ تا ماتحت سے اس کے جتیار ہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹنے کا فکر جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے لگ بجلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس دقت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ دبر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آدابِ شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرصِ نام خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس شہ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لئے ساتھ غصّہ کی فوج گراں</p>	<p>کہا بائے تدبیر اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے بختار ہوں کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ عدم کا میں رستہ بتاؤں اُسے سنو رہزنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں مچاؤں فسادِ ایسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ کہ سلطانِ روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب ہماری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی بخشی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند</p>
--	---	---

نمبر ہونی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بھینجا امیرِ قناعت کو مقابلہ حرصِ سنگھ کے

اور حلم کو غصّہ کے اور فتح ہونی اُن کی

<p>امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہ نامدار</p>	<p>ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال کہاں حالِ حرص اور غصّہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں</p>	<p>وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال گیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے شکر سے وہ چھانٹ لیں</p>
--	--	--

مقابل میں ان کے پے کار زار اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ	امیر قناعت کو تو بھیج دو کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ جو سونے لگی دونوں جانب سے جنگ	کرے حرص کو دم میں ناپید جو کو مستعد ایسی جنگی سپاہ ہو احرص و غصہ پہ میدان تنگ
---	---	---

امیر قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ ان دو سے ہو گا نہ یہ فتنہ رد ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ کو اس کے ہمراہ تم بے قصور کرے عقل کو جا کے زیرو زبر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہئے بھیجی فوج سخت کرے عقل کے ملک کو جا تباہ لگا بے حیائی ہتھیار سب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاؤ دیکر کے خلعت اسے	کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد کہ جوئے شہ روح سے تاج و تخت جمع کر کے سب فوج فسق و فجور چلے شہوت سنگھ بہہ حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ روانہ کریں جنگ کو روح کے
--	--	---

بھیننا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت

سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر و رستم روح کو کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو سپہ تیغ شرم و ثقاہت کی لے کو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل غرض آکے میدان میں قائم ہوئے نہ نہیں آسمان رہ گئے دیکھ دنگ	خبر پہنچی اس حال کی یا رجو ہو فوج صلاحیت اس کی مدد خبر جا کے اہل شقاوت کی لے شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہونے کبھی یہ تھے غالب و غالب تھو گاہ	کہا خاص اُس سختی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد حیا جنگ اُس کا جو ہے اک و کیل کریں لشکر نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ
---	--	--

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیلا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

سستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تر بیدارنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کردن گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو چہرہ دیکھنا اس صف جنگ کو کردن قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو اغفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار	بلا یا وزیر نبہ کار کو کیا تو نے لشکر مرخوار و زار کر اب ایسی ندمت تو اے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسر اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار کردن پانی میں اس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
---	---	--

آگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے ٹخرو تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داد وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسر نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا خرد کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
---	---	---

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

سستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تر بیدارنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچر دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو اغفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار	بلا یا وزیر تبہ کار کو کیا تو نے لشکر مرخوار و زار کر اب ایسی ندمت تو اے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسرد اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
---	--	---

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے خنجر و تیغ و تبر و تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسرد نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خود کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
---	--	---

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل ہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو	مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل رکھو اس کو شامل طرائفی میں تم کہ جو فی فدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہونفس کا کارزیر و زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ	صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے کہ ہو دشمن شوم تائیاں سے گم کہ واپسی بہت کہ ہو زریب دیں شریعت کی ظاہر کرو بات کو نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیریں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام	میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام	

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول اہل
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد کہ جو کاٹ سرا اس کا لادے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر کروں قید دونوں کو میں بے محن وہ دیدیکہ وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور	تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تادمینوں کا کرے کارنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سار دیا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طول مل جس کا نام کرے پیر کا کام وزیر و زبر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خرد اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہو ارضت اس سے جو طول اہل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل		

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان نفین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

<p>ہیں حاسوس دین مفتیان یقین اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے وزیر اور دیوان تن کو مگر پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی نگہبان رہیو تم اُن سے سدا کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور بلا کر کہا اُس کو اے خوش سناد رہو عقل اور پیسے ساتھ تم نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں رہے تیرا یاد تنگئی گور یہی چار کافی ہیں درانتظام یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار رہے اس سے طول امل دور دور بہت گرد راہ حسد سے پھرا عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار لیکن جو وہ عقل کے پاس تھا عدووں سے رکھتے تھے شام و بگا</p>	<p>لو حاسوس دین نے سنا بر ملا کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں نہ دیکر کے زہرا، کو مارے کہیں کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر ہے دشمن وزیر اور دیوان کا تو اس بات کی فکر میں وہ لگا تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد وزیر خرد اور دیوان کی کیا حکم تا چار شخص پاسبان اور ہو دوسرا یاد مرگ اے جوان ہے جو بھتی رہے یاد وزیر قیام رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر رہیں جو کہ یہ بچا جس کے حضور کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل جو چاروں طرف تھے نگہبان چار کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر وہی پاسبان چار اُس کو نگاہ</p>	<p>جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں نہ پہنچا وے صدمہ کو فی حیلہ گر ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی شہ روح نے جب یہ قصہ سنا کسی طرح یہ فتنہ بویاں سے دور رکھو تم نگہبانی ہر آن کی کر و اس سوا اور نہ کچھ بات تم رہے ایک یا دِ نزع جنگ خاں خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور نزع موت اور قبر اور روز حشر نہ طول امل کا ہوا اُس پر گزار غرض آیا چپ کر کے طول امل کہ تا عقل کو زبردے بر ملا طرف پیر کے پھر گیا عزم کر عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا</p>
---	--	--

ناامید ہو کے پھر نا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بنجل سنگھ اور ریاست سنگھ
اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

کہا گرچہ میں خوب کوشش کری	گیا پاس شیطان کے بے خلل	غرض ناامید ہو کے طول امل
---------------------------	-------------------------	--------------------------

<p>نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ لو میدان میں چل کے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر کرو جا کے روح و خرد کو تباہ حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ ہماری بھلا جاں بری ہو لے کب گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں مر اور تر کچھ نہ ہوئے نشان کیا نفس باغی نے پھر انتظام لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں حسد سنگھ اور نجل سنگھ کبر خاں ہوئے جمع میدان میں آکر تمام لڑائی کو تیار سارے رہو ہوا آ کے میدان میں جنگ جو کہا عجب کو مستعد یاں رہو تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خل</p>	<p>کے سیکڑوں چیلے اور دو میں ولے میزان پر چلا کچھ نہ بس نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی کہ بے رنج اور جان بازی کے اب مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل رہے ملک تن میں وہ نت کامراں غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غرور اور طمع اور فضولِ کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ ہو نکل کر کے شیطان وزیر عدو ریا کو کہا کر عمل کو تلف رہے روح کے جب نہ حزن عمل</p>	<p>چھری میری لیکن نہ خون میں بھری میں کیں گر چھپ چھپ کے تدبیریں کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ جوا سی جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل جہاں چاہے دوڑے ہم کو زبوں یہ سن کر خیر نفس رونے لگا بلائے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خاں پہلواں ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو بنو چست و کامل نہ ہائے رہو حسد نجل قائم کئے اک طرف رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو</p>
---	--	--

یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سوسے برس اوں سنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں نجل کے
اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا
کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنی یہ خبر کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر جمع ہو کے سب دشمنان و غل

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
امیروں سے اپنے کئے انتخاب
نجل سنگھ کی لے نو خبر اس زماں
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
اور سو خان و مال سب حسد سے خراب
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے جا کے خوف ورجائے آلہ
اگر ہوئے خوفِ خدائی تجھے
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
ندی نالے خوں کے مہانے لگے
ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام

غرض سوچ کر اس نے بالا بہتمام
یہی چار سردار والا جناب
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
ریا سنگھ مردِ درد کے قتل کو
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
نہ کر کا رحق کو قیاس آپ پر
چلے دونوں جانب سے تیر و تنگ
شجاعانِ دین جب ہوئے جنگجو
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
غرض غالب آیا وزیرِ خسرد
لگے بھاگ یک نخت بغض دریاہ
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال

کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیر سخا کو کہا اے جواں
اور ہو نجل سے رنج میں مبتلا
نصیحت سے مردوں کی ہو قتیاب
جواں صدق و اخلاص تیار ہو
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
سمجھ لے کہ حق سے میں یہ کام سب
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
یہاں تک تو لڑنے کے کشتہ ہوئے
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
کیا نہ رجب لشکر پاک نے
کیا بھاگ سب لشکرِ نفس شوم
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہو اور بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور حب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیرِ عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سی کر کے حسرت سے سر کو جھٹا کہا لاؤ دستور بے نور کو

کہ تادوں سزا خوب اس زور کو
 کیا کار کیا تو نے اے روسیہ
 ہمیشہ ربی تیری تدبیر سست
 تجھے چھوڑا اُس کی اطاعت کروں
 کہ جس کی اطاعت سے ہے فحیاب
 مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
 مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
 شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
 ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
 کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
 کرے تاخر دروج پر عرصہ تنگ
 کہ کمر سارے لشکر کے آگے جہاں
 طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
 طرف دانتے ہو لشکر حب جہاں
 جدھر چاہئے جاؤ دھڑ کے

غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
 کیا فوج ساری کو تو نے تنباہ
 اگر ہے یہی سستی اے سست رائے
 میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں
 یہ سن بولا شیطان وزیر لعین
 بہت ان کو اتے ہیں لڑنیکے طور
 نہ کھا نعم نہ ہو جگے اس کا مطیع
 اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
 زمین چوم کر انرض عرض کی
 میں دوں عقل اور روح کو جاداب
 ہر اول طمع کو بلا کر کہا
 طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
 کیا پیچھے قائم غرور لعین
 اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ
 جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست
 غرض اس طرح سے کیا بندوبست

کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
 نہ تجھ سے ہو کام کوئی درست
 میں جا کر پڑوں روح کے زیر پاؤں
 شہ روح سے شاہ والا جناب
 میں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
 شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
 کروں لا کے اُس کو ہی تیرا مطیع
 کروں لشکر عقل و روح کو تمام
 عدو پر تجھے حکم ہو اس گھڑی
 غرض پھیر آیا بمیدان جنگ
 سواروں کو اپنے تو جابلہ لا
 طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
 کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں
 فضول کلام اب مدد کور ہے
 اُدھر جلد جاوے وہیں کر کے جست

بھینا وزیر عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد
 تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جہاں کے اور خوشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس
 عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
 کہ جو جو تھے اس کے چھٹے سپہاں
 کہو جلد تراب ہے تاخیر کیا
 کہ لو لشکر خاص سے چھانٹا

کیا مصلحت کو شہ روح کے پاس
 شہ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
 دہ آنے میں لیکر کے فوج گراں
 سجا لا کے آداب بولا وزیر
 شجاع اور دلیر اور اہل حرب

کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب
 لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
 کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
 یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
 علیہ کروان میں جو مرد ہوں

<p>مقابل کرو ایک کے اک جواں کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب ہر اول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مشاہد دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جواناں شجاعت دکھانے لگے بستھے تھے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا</p>	<p>نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ٹھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طمع کے مقابل میں آگے کرو طرف بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو اسیر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن بیہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو تار گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا</p>	<p>شجاعت کے احکام میں فردہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دہنے جاوے امیر کبیر کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سوا آکے میدان میں پھر اڑ دھام امنک اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چہن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ</p>
--	---	--

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + ہوں پرہوئی اس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور
فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا

<p>بلا بخشی کبر کو سچہ دیا تو خود جا کے لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غرانا شیر امیر تواضع ہوا جنگ خواہ کمند ایک گردن میں ڈال اور حکم ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہتا ہووے آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا مگر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کر ادھر لشکر روح سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہوا وارگی غرض کر کے ہر طرف سے اڑ دھام</p>	<p>شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپر تیغ و زر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کریں جلیسا جا میں پھر ہم انتظام</p>
--	---	---

<p>چھری گرز و شمشیر تیر و کماں عدو کا لگا ہونے لشکر تلف پکڑ لائے نفس تہہ کار کو بنا کر کے اس کا بہت زشت حال یہ حاضر ہے جو چاہئے کیجئے نہ کڑا ہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار</p>	<p>برسنے لگے اُن پہ تیر و تسر برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف عز ازیل بھی بھاگا ہو بے قرار گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا بُرانی کا بدلہ بُرائی ہے یار دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی یہ مکر شیاطین نہ آدے بکار</p>	<p>کیا حملہ ہر طرف سے آن کر تیر خنجر و نیزہ و ہم سناں ہوئے قتل سردار لشکر فرار سیہ بخت و مکار و غدار کو شہِ روح کے لاکے آگے کیا کری قتل یا قید میں دیجئے بدی کی بنا کر کے صورت بھلی چلا جا طریقِ شریعت پہ تو</p>
--	---	--

حکم کرنا سلطانِ روح کا واسطے قتلِ نفس کے اور چھپڑانا وزیرِ عقل کا
نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

<p>شہِ روح جا کر کے پیشِ خدا کہ یہ دشمنِ بدیشیماں ہوا وزیرِ خسر و نفس کو زیر کر گیا کفر اور فسق کا شر و شور عرضِ نفس کو جب کہ آگے کیا کرے قتل اس بد کو با صد عذاب رہا زندہ گریہ تو پھر وقت پا ہے بہتر کہ دو مار کر یاں سے ٹال ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے ہو زنجیرِ شرعی میں یہ پائے بند سفر کے لئے اپنا خادم بنا مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے</p>	<p>شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ہے شکرِ خدا سی فتحِ ہم کو عام ہوا شرع کے حکم کا خوب زور شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام کہ حاضر ہو جلا دے تقویٰ شتاب فساد اور فتنہ کا ہے گانِ نشان تو پھر دفع کرنا ہو اس کا محال کیا عرض اے شاہِ والا حسب نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی</p>	<p>عرضِ آجیبِ نفس پکڑا ہوا لگا سجدہ شکر کرنے ادا ہوا قیدِ نفس اور لشکرِ تمام ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں کرے گافساد اور فتنہ بیجا وزیرِ خسر دے بجا کر ادب خدا عفو کے حکم کو بر ملا کو اب معاف اس کی تقصیر کو رہے حکم کے طوق میں روزِ چند جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی</p>
---	---	---

کہ تاج حکم میں تیرے ہر دم رہے
 کرے پہلے اس پر عطا شہر بار
 دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
 زید جنگ اور بندگی بیگ کی
 ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
 ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا
 کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
 رہ حق میں ہو چست توالے غبی
 نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
 یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
 وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا
 عز ازل نے تجھ کو پر کھو دیا
 وہیں اُس نے آنجھ کو گمراہ کیا
 ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
 کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
 تو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
 تو ملک جگر میں کروں میں نزول
 جو روح طبعی ہوتا بح مرے
 کروں جا کے وال اپنا میں انتظام
 کہا عقل نے نابکار دروغ
 رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
 بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
 یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
 کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
 بلک کر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اُسے تیرا نقصان ہے
 تو پھر پشت پر اُس کے ہووے سوار
 ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
 ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
 کہا عقل نے نفس سے اے غمو
 گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
 تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
 چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
 شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
 ہو ا قید میں روح کے ناگزیر
 ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
 مرے کام سیدھے کو اٹا کیا
 اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
 و لیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع
 مجھے ملک سے شاہ کے باقراغ
 رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
 کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان
 تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
 اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
 سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
 کہا نفس نے اے وزیر خرد
 جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
 لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
 امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا
 ہے بہتر کہ رہیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
 غرض اس کی تقصیر کے معاف
 لگے عجز کا طوق ڈالو مگر
 لگا رہنے زنداں میں بار در سوز
 پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
 بس اب توبہ کر اور ہوش کے ساتھ
 عبادات و طاعات اللہ کی
 و گرتے ہمیشہ رہے گا تو قید
 ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
 تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
 رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
 جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
 مخالف ہوں گشتہ کا کافر ہوں میں
 کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
 ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
 اگر بہ شہنشاہ نہ رکھے قبول
 مجھے حکم رہنے کا ہووے وہاں
 مجھے شاہ ان دو سے دے اے مقام
 یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
 مقید ہے تیر بھی اندر دماغ
 تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کر
 وزیر خرد نے کیا عرضی جا
 کہ صر ہے تری عقل اب اے وزیر
 کہ تاملک میں جا شرارت کرے
 اسے پانی اور دانہ دیں پیش و کم

ضرورت کی وقت اس سے لیں خوب کام
جدید چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت
نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
قبولا بدل راہ حج و زکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ
تو کرتا شرت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
میں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیان کر دیا
چلا جاوے جنت میں تلے خلل
رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھا اپنے لشکر کو آراستے
کہ جو شاہ رٹنے میں کال ہے ہو یا نہ
کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
لیا نفس سے ک حساب ہر گھڑی
خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیری گئی عمر سب
ڈرا خواب غفلت سے ایجاں شتاب
کرد ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مثال سے تو خواب غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے

سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
وہ ملکوت و جبروت اور لات میں
تو ناچار یا وحی کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
میں سے نبیؐ نے رجعت کہا
بیان کی ہے کر غور اے نیک نام
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
منہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
ریسان لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا نہ
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جو ان دوسے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے ادھر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز

مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں بالراس معین
لگا کرتے طاعت صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو مومن کریں کافروں پر جہاد
بیان کر دیا اس کا میں مدعا
کری عمر تفصیل میں صرف میں
کہ تار و زخمیر میں ہو سرخ رو
کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تپا وے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر
یہ بس نفس ہو روح پر فتیاب
بدی پر سزا اس کی دینے رہو
تو کربا میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدار نگ
جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ نمیز

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے کے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت وال
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دُرات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو،
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آنِ سُست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صفا

الہی آہی آہی آہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شبہ آفاق ہے
شرابِ محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تباہیاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ گنہ کا ر کے
رہا خوابِ غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جس میں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غمِ عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جاسر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی کر دنیا پہ مائل نہ ہو
آہی بحق نبیؐ پاک ذات
اٹھا کر اب اندادِ دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصدالتجا

مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
ہو آ باد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو غم و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیان اول آخر یہاں کون ہے
الہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور تباہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ المِ بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشی عشق یار
کرے ہر روتیرا اُسی میں طلوع

سوا حسرتِ افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمد علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات

لیا گھیر اب فوجِ اغیار نے
کرے قتل گر فوجِ اغیار کو
آہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع
آہی آہی براے آہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترانا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جہر
بحق نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحق علیؑ اور عثمانؓ رضی پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سو اتیرے آوے نہ کوئی نظر
بحق ابو بکر صدیقؓ رضی
رہے مجھ تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درد اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر
ابھی دعا میری ہووے قبول
بحق عمرؓ شاہِ والا یقین
پڑھان سب پہ اندازِ توجہ و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطان سے وہ بے خلل
غرض جیب ہو ایہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا
سن و سال ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوستِ صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سواڑ سٹھ ہو واجب تمام
۱۲۶۸
ابھی تو کر رحمِ شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطان کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور
مولف و کاتب و خواہ نندہ پر

نَمَہ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی علی

مثنوی تحفہ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے	اور سو اس کے جو ہے نابود ہے	میں احمد میں محو سب حمد و حمد	حمد ہے اسکو کہ بے شان و نشان
حمد ہے اسکو کہ باچندین دھڑوں	سب میں ہے اندر بے بچون چنگوں	وحدت اپنی کی ہے کثرت سنگیاں	حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر	ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر	ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود	حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
ہے وہ بے حلت سزاوار ثنا	علت و معلول میں ہمیں فنا	اول و آخر نہاں و آشکار	حمد عالم میں ہے جس کی تو
کیونکہ عالم میں نہیں ہے غریار	حادث و محمود ہے آپ آشکار	سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو	دو جہاں سے آئینہ رزار جاں
نقش کی گرجہ تو نے فاش کی	در حقیقت حمد ہے نقاش کی	ذہ زہ سے ہے حسن اسکا عیاں	گر کرے اوصاف و تعریف و ثنا
ہے صفات ذات اک کب فرق ہے	نور خود نور شید میں بس عرق ہے	میں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات	میں عجب کف کو بحر سے دبی ہے کب
یعنی موج اور بحر سایا دراصل	ایک ہمیں رکھتے نہیں پس فی فضل	اصل کو سایہ سے جبوری ہے کب	حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
تہہ کیا اسکی کرے کوئی بشر	عقل اور اور اک کے جلتے ہیں پر	کیونکہ ہے مخلوق ک اس سے نبار	حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
ہے حقیقت میں ہی بس حمد یار	یاد تو اسکی کرے بیل و نہار	ماورج محمود وہ خود آپ ہے	ہے یہی توحید و تہجد و ثنا
ہے یہی تعظیم و حمد کرد گار	روبر و اسکے ہو تو بس نوار و زار	اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا	ہے یہی تزیین و توصیف غفور
ہے یہی تشریف و مکریم خدا	حکم پر اسکے کرے جان کو فدا	وصف اوصاف خودی کر اپنی دور	ہے یہی تبلیغ و تحلیل تمام
توں پیغمبر ہے لاہ حصے ثنا	کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا	محو کر تو دوسرے کا دل سے نادم	جنتی موجودات و مخلوقات ہے
دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب	ظاہر و باطن کر ہی میں حمد رب	سب اسی کی حمد میں ذرات ہے	آسمان شمس و قمر انجم تمام
عشق کی اسکے زمین پیکر شراب	ہے بڑی بدست و مدہوشی و خراب	عشق میں اس کی ہیں سرگرداں ملام	ہے جو نہ ہوش و بے آہ و فعاں
ہے زمین و آسمان میں جو کہ شے	عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے	کرتی ہے درد کہیں دریا و دلاں	فرش سے تلخ موجودات سب
دیکھ لے ذرات عالم کو تمام	میں شراب عشق سے بخود مدام	مست و لاعقل ہیں اندر عشق رب	

اصل ہے سوائے عشق ہے اسکی تمام	سب درخان جہاں تھاں ملاں	کوہ دشت و بحر و بلاد و پست	سب شراب ثوق سے اسکے میں مست
کیا ملک کیا انہیں کچھ کیادش و بطر	عشق نیکی ہے ہر اک کی حسین میر	جملہ عالم کیا عقل و کیا وحوش	میں شراب عشق سے سب مدفونش
مست انسان ہے شراب خلص سے	عشق میں دیتا ہے جل اخلاص سے	انبیاء و مسرور جام وصل سے	اولیاء و مخمور بارہ اصل سے
مست جام عشق ہے ہر عشق و اشتاق	فانی و باقی ہیں اس سے عارفان	اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست	اہل ظاہر دروغ کثرت سے ہیں مست
مومنان و مخمور از جام ظہور	کافران ہیں مست بیکر آب شور	زادہ اسکے جام سے گم کردہ ہوش	رنڈا و راو باش اسکے درد نوش
صومع و مسجد کثرت و دیر میں	شہر جنگل جاد و شر و خیر میں	مومن و ترسا و رنڈ و خوار	عاشق اسکے میں نہاں و آشکار
گر نظر ہے ہر اک کا یار اور	پر ہے باطن میں دی کیجیے جو غور	اس کا جو با ہے ہر اپنے طور پر	ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے جہاں حق سے بدل آشنا	ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا	ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور	ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور
سارے عالم کا وہی معبود ہے	سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے	ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور	رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے	بازو ہر اک ہے اس کے خوان سے	ایک سے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش	کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
ایک جرعہ سے ہوا میہوش ایک	گر گیا دریا سے کو نوش ایک	الغرض ہر اک بانداز خمار	بیخود و سر مست ہے جو پائے یار
غرق ہیں دریا میں سب جو پائے آب	مست ہیں مستی میں اور انگلیں شراب	غرق ہیں پانی میں اور بیا سے ہیں آہ	بیخود و سر مست ہیں اور بارہ خواہ
میں عیب بیخود تماشا ہے عجیب	در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب	ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب	کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
منظر بادی شہ آگاہ ہے	منظر اسم مصل گمراہ ہے	کر چاک دریا کی میں کو جو میں ضرور	ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور
میں اسی خوشید کے سائے تمام	بر حجر بر شجر بود بر دیوار دہانم	عارضی ہیں چند مدت کو میاں	ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
چھوڑ سائے خور کی ہوجاں رواں	تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں	کر نظر دریا میں موجوں کو گذار	تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار
جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم	ماراں مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم	یعنی مبت پیمال اس میں قال کر	حال ہو کر تو کشادہ بال کر
رکھو تو فرق مراتب پر نظر	تاکہ ہو ایمان میں تیرے ضرر	بس نہ کر املاد تو زیادہ کلام	تا خبری میں نہ چڑھا فہم عام
ہوش کو تک ہوش سے بیہوش ہو	اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو	ہر طے ادھر سے اور اٹھا کر تھک تو	کو طلب اس سے اب اسکی ذات تو

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اے مرے محبوب اے میرے حبیب	اپنے لئے کا بتا کوئی نشان	اے مرے محبوب اے میرے حبیب	اے مرے محبوب اے میرے حبیب
جو نہ دے تو جان کو راہ وصال	اس سے بہتر ہے کمر جاؤں کہیں	جان لے تجھ بن ہے جان تجھ پر وبال	بچے زیادہ مصیبت کچھ نہیں
کب تلک یارب نہوں تجھ سے جدا	جان ہے جان ایک غافلین جان نہیں	جلوہ گر ہو تجھ کو کر تجھ سے جدا	کیونکہ جو جان واصل جانان نہیں
دو جہاں سے کچھ نہیں تجھ کو طلب	تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر	تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب	یا الہی تجھ کو مجھ سے دور کر

مناجات دیگر

دو دنوں عالم سے نہ مجھ کو کاہیے	یا الہی تو ہے رحمان و رحیم	یا الہی تو ہے خلاق جہاں	گرچہ در عالم ہے تو بے نیاز	مونس غمخوار گاں ہے تیری ذات	ہے مریض لادوا کی تو دوا	ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا	مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی	تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب	لیک صد حسرت بایں لطف و عطا	ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب	ہو بطور عتیر اگر ماہ نجات	لطف و احسان کیا کروں تیار قم	گھر میں مومن کے مجھ بید کیا	یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال	تھا گناہوں کی نجات میں بھرا	اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر	لایا اگر گلشن میں خارستان سے	ہوں پڑا اگرچہ برا ہوں یا بھلا	گر نگاڑا تو نے اے شاہ جہاں	یوں ہوں ہے اب تو بے پروردگار	ہے مجھے شاہی گدائی میں تری	عزت و ذلت تمامی شکرو صحو	الغرض پھر بھر کے آخر در بدر	بہیجی آنکھوں کو بھی میری سر بسر	مالک دارین شاہ انس جہاں	لیک بیچاروں کا نو بے چارہ ساز	چارہ بیچار گاں ہے تیری ذات	ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا	ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا	میرا حافی بے بسی ہی ہے تو ہی	دوسرا تجھ ہی ہے میرا کوئی کب	میں کروں ہر دم تری جرم خطا	پیش خورشید کرم ہوں محوسب	ظلمت عصیاں ہو نو صالحات	کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم	عقل و علم و نور میں مجھ کو دیا	لایا بیت اللہ میں بے نیل و قال	ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا	کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر	دور منت کیجو اباس بستان سے	چھوڑا اس دیکو کہاں جاؤں بھلا	پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں	یہ تیرا کوچہ ہوا در میرا اخبار	ہے تو اسب مینوائی میں تری	ہے ضا و نازہ میں تیری جھو	اب تو آکھیا ہے تیرے در پہ سر	جلوہ دیدار سے روشن تو کر	تو ہے سلطان دو عالم سب فیر	دستگیر بیکساں ہے تیری ذات	ہے پناہ ہے پناہاں تیری ذات	آسرا ہے آسروں کا ہے تو ہی	ہے انیس و حشت فرقت تو ہی	رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو	الغرض ہر کام کا میرے کفیل	پر کروں کیا آہ تیرے علم و دیر	گر تری بخشش کا نکلے آفتاب	گر تر دریا رحمت جوش کہا	قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل	پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا	گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی	کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر	کر دیا اپنے مشرف دار سے	گرچہ میں نالایق دربار ہوں	منہ مرا اس دے کے گر قابل نہیں	اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں	کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے	خواری و صوائی و ذلت مری	تو ہے گراخی تو ہے عزت مری	مومن کو سر کو مرے اے سرفراز	کر مرے کانوں کو اسرار و کا گھر	پر تو ہی مجھ مجھ درکار ہے	صاحب جو دو کرم فضل عمیم	تو ہے نذر اور قوی اور سب حقیق	مستغنیٰ غلجیاں ہے تیری ذات	ہے غمخیز گناہاں تیری ذات	ہے سہاؤں کا سہارا ہے تو ہی	ہے رفیق شدت غربت تو ہی	تنگی و سختی میں حامی کار تو	ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل	کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر	ہو شب جرم و خطا روز ثواب	منزل خاص دے سب گناہوں کو بہا	کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل	اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا	پر تری رحمت نے کی غمخواری	کر کے اپنے لطف احسان پر نظر	رکھی موت محروم اب دیدار سے	پراسی گلشن سے ہوں گوخار ہوں	پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں	آستان تیرا ہوا در میری جہیں	جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے	تیرے کوچہ کا ہے پے عزت مری	تیری ناراضی ہے بس ذلت مری	گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز	سر بسر میں ہواے شوق بھر
---------------------------------	----------------------------	-------------------------	----------------------------	-----------------------------	-------------------------	----------------------------	-----------------------------	--------------------------------	----------------------------	--------------------------------	---------------------------	------------------------------	-----------------------------	-------------------------------	-----------------------------	----------------------------	------------------------------	-------------------------------	----------------------------	------------------------------	----------------------------	--------------------------	-----------------------------	---------------------------------	-------------------------	-------------------------------	----------------------------	------------------------------	-----------------------------	------------------------------	------------------------------	----------------------------	--------------------------	-------------------------	--------------------------------	--------------------------------	--------------------------------	------------------------------	------------------------------	----------------------------	------------------------------	-----------------------------	--------------------------------	---------------------------	---------------------------	------------------------------	--------------------------	----------------------------	---------------------------	----------------------------	---------------------------	--------------------------	-------------------------------	---------------------------	-------------------------------	---------------------------	-------------------------	---------------------------	------------------------------	-------------------------------	-------------------------------	-------------------------	---------------------------	-------------------------------	------------------------------	---------------------------------	-------------------------	---------------------------	-----------------------------	--------------------------------	---------------------------	-------------------------	-------------------------------	----------------------------	--------------------------	----------------------------	------------------------	-----------------------------	---------------------------	--------------------------------	--------------------------	------------------------------	-----------------------------	-----------------------------	---------------------------	-----------------------------	----------------------------	-----------------------------	-------------------------------	-----------------------------	-------------------------------	----------------------------	---------------------------	----------------------------	-------------------------

چشم کو کرچشم آہ زلال	بہتر ہوا گشتی ذوق وصال	پاک ہونے سے مراد دے داغ	ہونے دہرے معطر کرد داغ
محو کر بینی کو اندر ہونے یار	جس سے پہنچوں تابا باغ روئے یار	گرمی و صحت سے لب کر بلب	محو ہوں جس سے خیال غریب
دو جہاں سے کر کے چھ کو بے نیاز	دولت دیر سے اپنے نواز	غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور	کر عطا چستی و چالاکی و نور
دور کر کر وریا عجب غرور	بخش غنیمت و مسکنات اخلاص نور	بخش گنج فقر و درداشی مجھ	سکر و مستی محو ہے ہوشی مجھ
دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام	روح دل سے محو کرستی کا نام	دھوم دے دے روئی کا حرف نام	تا تیز ماؤ تو اٹھ جا تمام
اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا	سو رجوع اب جانب خیر اورا	کر وسیلہ اسکو اے امداد تو	وصل سے حق کے ہوتا دلشاد تو
گر تو طالب ہے وصول اللہ کا	چل پلڑا دامن رسول اللہ کا	جو کہ اے امداد اللہ کا وصال	بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال
ختم کر کے یہ مناجات نکو			
حامد و محمود و حمد و خدا			
زینت تاج رسالت ہے وہ ذات	روشنی تحت نبوت ہے وہ ذات	ہے وہ آئینہ جمال خدا جل جلالہ	محرم خلوت سرائے لایزال
پے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی	بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی	ہر باں مثل پدر سب پر میاں	دور محشر شافع خورد و کلاں
عزت شاہی و فخر سروری	شان بخشش مسند پیغمبری	بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو	بہتری کے بحر کا گہر ہے تو
ہے امین فخر افلاک وہ	تا جدار کشور بولاک وہ	روشنی عرش نور لامکاں	شمع بزم عالم کون و مکاں
روشنی گلزار محبوبی ہے وہ	عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ	شہ سوار عرصہ چرخ و سما	باز خوش پرواز معراج و علا
راحت و روح دان کائنات	زندگانی پرورد جاں حیات	باعث ایجاد عالم ہے تو ہی	موجب بنیاد آدم ہے تو ہی
گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ مگو	یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں مذتو	ہے وہ سراپہ وجود کائنات	دونوں عالم ہے مقصود کائنات
ہے وہ بیشک بالیقین نخل وجود	اول و آخر وہی اصل وجود	ہے یہ سب اکے لئے ایک بخت	واسطہ چل کہی بوتے ہیں رفت
گر ہو آخر میں وہ شاہ جلیل	پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل	گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہر	پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا
گر چہ آخر ہے ثمر اول شجر	کب شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر	جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا	پس ثمر ہی اول و آخر ہوا
کیا کمال میوہ میں نقصان ہے	جو وہ اول سابق بستان ہے	میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر	ہے وہ اول وہی آخر سرسبز
بس سمجھ لے اس سے تولد نہیں	رمز غن الاخرون السابقون	ہے وہی شاہ مناسب اسکے خیل	ہے وہی مقصود کل باقی طفیل
پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام			
چار بار اس کے میں چاروں خلعت			
میں ابو بکر و عمر عثمان علی			
زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار			
در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین			
دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی	چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر		
روشنی باغ طریقت ہیں یہ چار	میں یہ ملک معرفت کے شہر یار		

قلعہ دیکھ کی ہیں یہ دیوار چار	ملت حق کی ہیں یہ دیوار چار	میں طریق حق کے چاروں رہنمون	میں بیایوں طواف کے ستون
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار	جو ہو باہر انے ہے مرد و خوار	نہر وحدت میں ہیں چاروں غولان	ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جو کہ دو سمجھ اینیں احوال ہے وہ	دو جہان میں بے شبہ بیکل ہے وہ	جو کوئی انے ہو ابد اعتقاد	ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد
جو ہیں اہل بیت اور آل رسول	در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین		
ہے ہر اک ان سب کا بیشک یقین			
جس قدر سوانے الفت میں کمی	اس قدر ہے دین ملت میں کمی	ایک کا بھی ان سے جو مد خواہ ہو	راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام	ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام	اک صحابی سے بھی گرو سوظن	ہے وہ بیشک لائق گردن زدن
بیچے تو ان سب چلوت و سلام	در بیان باعث نظم و تصنیف این		
سو گیا اے دوستو یوں اتفاق	مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح		
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل	عشق و قدح عقل جزوے		
ایک دن پڑھتا تھا میں نغاث انس			
جوش پر تھا بحر علم عارفان			
۴ حاضر کے دلیں وہاں لے شائق	کھل رہا تھا گلشن عرفان حق	اولیا کا حال سن مسرور تھے	ماسوائے جو غرق نور تھے
رفتنہ رفتہ حضیۃ تحفہ کا ذکر	آگیا اس عاشق شستہ کا ذکر	سن کے ان کی شان شوکت جاہ عشق	بہت مردانہ اندر راہ عشق
بول اٹھا ہر اک بصد زدن سرور	ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور	خاص کو قطب زماں شاہ وفا	آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل	عاشق ذات خدائے لم یزل	صاحب ارشاد و تلقین سبق	عاشق صادق شہید راہ حق
برگزید و جہان مقبول رب	مشرپ حشقی و فاروقی نسب	یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ	مجھ کو فرمانے لگے کر خطاب
نظم کر اس قصہ پرورد کو	گرم کر اک بار ہر دل سرور کو	مثنویاں میں مجازی عشق میں	پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں
قصہ تحفہ اگر منظوم ہو	رتبہ عشاق حق معلوم ہو	ریختہ میں نظم کو اسکو تمام	تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عالم
جان لے تاہر کوئی بے قیل و قال	عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال	دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا	سہوٹی میں ہوں سکے رتبہ عشق کا
تا بش گھسا عشق حق سے گرم	ہو کے بس دل سنگ ہو چون موم نرم	عاشقان صادق بھی نہ کر جاہ عشق	چاق اور چونید ہو اندر راہ عشق
جان لین عاشق کی سب ہم راہ	چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ	عاشقان سستہ میں سرخیل پر دم	ہے یہ راہ عشق نے فانی کا گھر
عشق چھاں اک بلانے جا گلدار	ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز	عشق کا سب آگاہ ہے رنگ و دو	ہے ازل سے عقل میں اور سیم جگ
عقل چاہے بکبر عیش و فراغ	عشق ہے چارچ غم سینہ پر داغ	عقل چاہے غربت جاہ جلال	عشق ذلت خواری دور و طلال
عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت	عشق عجز و فقر و فاقہ نمکنت	عقل چاہے عیش و عشرت خرمی	عشق درد کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ تیر و شکر	عشق کہتا ہے کھا خون چکر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عشق لیجا ہے کوئے یار میں
عقل چاہے ہے قیادیر میں	عشق کروانا ہے سامان کفن	عقل کہتی ہے کہ عیش و طرب	عشق کہتا ہے کہ سرخ و نعب
عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں	عقل چاہے دولت مسروریاں	عشق چاہے سو بلا و خواریاں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ
عقل میں اور عشق میں ہتی ہے لاگ	عشق جب آیا تو جاؤ عقل بھاگ	ہو محض عشق کا جسم ظہور	عقل سر سے جانے اور دل سے سحر
عشق کیا ہے دردغم کی کان ہے	غیر دلبر کا عدوئے جان ہے	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	رہج میں راحت کو کتنا ہے عیاں
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق	دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق	خاک میں جس کو ملا دیتا ہے عشق	تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
درد میں اس کے دوا ہے سرسبز	مرض میں اسکے شفا ہے سرسبز	توڑنا اس کا جلا دیتا ہے جان	توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جان
رہج میں اس کے گنج بیکراں	مرگ ہے اس کی حیات جادواں	عشق کے برعکس میں سب کل و بار	نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار
اس کی دیرانی کو آبادی سمجھ	خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	فقر اور فاقہ کو سودن تو مان
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	عشق کی تعریف ہو کس سے بیان	بے تتم میں اسکے سو شغفت جہاں
قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق	اد و طبیب درد بیدار ماں ہے عشق	اول آفر ظاہر و پنہاں ہے عشق	دونوں عالم میں اور جاں ہے عشق
<h2>الرجوع بقصہ</h2>			
ہے بیان عشق تو میں بے بدل	انکے فرما نیکیوں نے بے عذر	اب کرو ارشاد حافظ پر عمل	رکھ لیا سر پر سعادت جان کر
گرچہ جگو شعر کوئی نہ تھا	لیکے ان کے گوہر ارشاد کو	نہ کہ حکم بادشاہ بحر و بر	حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید	ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ	جان جانا پہ فدا کی بید رنگ
خوش بزمائی اس جہان کی رنگ و بو	وہ تو باں جام شہادت پی رہے	سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر	پچھے میں حسرت سے ہم نہون جگر
ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول دماں	آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر	چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب	مانیر راج و الم بیاں دے گئے
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	عیش عشرت میں ہوئے مشغول پنا	رکھ دیا سر پر بہارے کو غم	خنی الفت اور قرابت سب گیا
دعویٰ حب و قرابت کر گیا	خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا	ساختہ اپنے لئے ہم کو نہ کیوں	ساختہ اپنے لئے ہم کو نہ کیوں

مگر چہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہنے شاہ کے شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی گو بہت غلام نہیں تھوڑے سی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشال

آہ وادیلادریغا حسرتنا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلے صاف لڑکے
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
نرگس و ریحان کو جا آہوئے
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر نشان
گو ہر مطلوب ہر اک نے لیا
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہو گئے وہ جو نعمت اس قدر
آہ وادیلادریغا حسرتنا
دلی دلیں رکھ کے چپ رہتا نہیں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر فلم
عشق کی باتیں سناتا ہوں نہیں
گر نہ عاشق ہے تو عاشق کا ذکر
عشق کی باتیں ہیں وہ نہ دہن
ہوش سے ہوش ہو کر ہوش کر
تامر ادبوں مری باتیں تجھے
وے وہ پینا شہر الفت میں تجھے

معدا دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچٹ رگیا میں زیر خاک
بوم ویرانہ میں مگر آنا رہا
زارغ و نہ گریہ خارستان میں
سگ ہے بہر استخوان کو چو نیم خار
اور شریاں خار بن جرتے رہے
مرغ خاک کی لٹتا ہے خاک پر
ہم سے دوں میں نفس کے ہاتھ غمخوار
خوٹ خور میں بحر حراں میں رہا
حال دل جس سے کروں اظہار آہ
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
جو سے میری مصیبت کے تیش

پہنچا ہر اک منزل مقصود پر
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر
گھر کیا قمری نے شاخ سر پر
ماہی حق نے تولی دریا کی راہ
جا ملا دریا سے آب سبیل بار
دست شہر جا ملا شہباز پر
پر تھے جن کے سوئے بستان اٹکے
حیف ہے صدف یاران طریق
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور سفر وصل کے چلتے ہیں داں
نے مرا مہم نہ کوئی غمگار

ساتھ والے چلے میں رگیا
رگیا میں ہی پڑا بس دور تر
رگیا سایہ کے جو نہیں خاک پر
جھاڑیں ہلکی ہے چگاڑا دھڑ
موش سوراخ زمین میں ہے تباہ
رگے منشی کے اندر سنگ و خار
کھول پر کر گس پڑا مردار پر
مرغ بے پر لقمہ گر بہ ہوئے
جاہوئے دیئے مطلب میں غرق
جاہوں کسی سے مصیبت آہ آہ
زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
غم مرغخوار ہے میں غم کا یار

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

|| معینہ قدس سرہا ||

راہ اس رہے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کاں
تجھ کو بھی آجاکہ شائد بولے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

گر وہی سے راہ پر لاتا ہوں نہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے مکر
مردہ دل زندہ ہو اندر کو رتن
گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گاتیں تجھے
غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے

حق سے ملنے کا سچا راہ جو
گر چہ تیرے بھی ہر دل بخت تر
خشک مغز و ناکا ہو جس سے ماغ
جمع کر کے کھڑی باتوں پہ دھبان
کھینچ لیجا تجھ کو بتا کوئے عشق
سنے سے تجھی خود ہوتا ہے عشق

میں بہت عاشق کہہ دیکھ جمال
بلکہ کال عشق ہے عشق شنید
کیونکہ ہوش خبر دل سے حصول

در بیان نمبر عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تاج دل کے ہے نہ دل تنج
حسن محبوبانہ عالم سر بسر
دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جودل
اس سے زیادہ چاہے تفصیل گر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تاگل اوصاف حق عاشق سے

یومنون بالغیب ہے مقبول حق
اصل کو ترک کر سایہ دیکھ کر
گر ہے دل پر گل سے کم کمال ہے
سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقرر
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین

۹ ہے ازل سے نابود وہ ایک سا
ہے منور بالکمال و باجمال
لاوہود و نون فی اثبات میں
تاکہ بخشد لاوہود قوت ترا
کیوں تباہ ہوتا ہے انداز و گل
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
سب میں نیری عشق بازی کے منزلے
ایک صد افسوس کسرت بے حساب
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
گرتو پھیل دل میں پانے در عشق

عالم الاسرار ستار العیوب
اول اور آخر وہی اور جزو کلی
ہے وہ ظاہر بالکمال استتار
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانیں
فرمطلق لا الہ الا ہو
کیوں ہے اسی گمراہ غافل سدا
حق سے باحوص و ہوا تو کب ملے
حضرت آدم سے تا آخر نبی
وہ صفات و حال و خوبی جناب
تاکہ تو یہ دیکھ سکر حال و قال
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں نے نظر
مکرب تو بہ عصانہ راہ لے
میل غفلت کے کانون کو پاک

گوش دل سے من سر سقطی سے نقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سر سق
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

سنکے پانی عشق سے بس گوشمال
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید
عشق مصورت کہے دیدہ سے نزول

یومنون بالبعین ہے مغرور حق
عاشق ناقص نے دی جاں عکس
عکس پر جو اصل سے ماثل ہے وہ
کھول دیکھ آنکھ سر کی بند کر
تاکرین اوصاف حق تمپر عیاں
خالق و رزاق رب العالمیں

غالب و قہار غفار اللہ نوب
ظاہر و باطن وہی معبود کلی
ہے وہ باطن سخت و ظاہر آشکار
جو کر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹
بیچوں کی کیف روشن چار سو
لاو کو ترک تو درد دل سدا
ترک جب لاو کو کرتے تب تو ملے
وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
جس میں تصنیف ہو گئیں صدائے
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
اور نہ سن سکتا ہے کانوں نے خبر
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

جسکے سننے سے تجھ آئے کچھ عقل
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
نے راہ و رد و ظائف اور نہ خواب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر	سب عبادت کا ہوا دیران گھر	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی	مہر خاں پر گھٹا سی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز	لذت سجدہ نہ کیفیت نماز	فوج بینابی نے کر کے اژدہام	لوٹ لی پو بجی عبادت کی تمام
نے رہا درد و طائف تے درود	نے تہجد کی تلاوت کی نمود	مختی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار	لیک تھا بصیر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	لیکہ کیفیت تھی اک دل میں عجیب	ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز	تھا مگر بول میں عجب سوز و گداز
بجگر کی لذت کو عشاقان رب	وصل کی لذت سے کم جانے میں کب	عاشقان حق وصال اور بچر میں	ایک سالزت مزا دونوں میں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف	کیا کہوں اس شب کی بچوئی کا لطف	لطف بچوئی کا بچو اور نہ پوچھ	حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
ذوق بچوئی کا تو چاہے اگر	کوئی بچو میں میں کرک نشب گزر	لطف بچوئی کا ہے مطلوب گھر	عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہے گر کیفیت سوز و گداز	خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز	کرتا ہے روشن در چشم طالبان	سرمہ گرد قدم عاشقان
اضطرابی بے قراری کا مزا	جانا ہے جس نے دل میں ہے رکھا	لذت درد قلق رنج و بلا	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو	عاشق بیتاب جانے میں نہ تو	جانے کیا بیدار لذت درد کی	درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے بے جاں	مرد کے حق میں حیات جاوداں	زہر مارا وروں کو ہے گرچہ مہمات	سانپ کے حق میں ہے پراجمیات
جو پڑے آتش میں ہو چلکے فنا	ہے سمندر کی وہی عیش و بقا	سورشی خورشاخ تر کو دے ثمر	خشک کو دے آگ میں کر نشک تر
خون ہو فرعونوں کو آب میل	قوم موسیٰ پر پہو آب سلسبیل	نار ہو گلزار ابرار ابرہیم پر	لیک ہو نور و پر تہر و شر
زخم گز و تیغ و تر آبدار	ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار	درد و غم ہے زندگی عاشقان	متر ہے میں اسی زندگی سے فاسقان
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب بار	اس لئے عاشق کرین غم اختیار	جانے میں عاشقان بے قرار	رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
غلام میں گل گل میں گز نہیں	غم میں شادی اور شفا ہے درویش	رنج میں راحت فقیری میں غنا	مسکت میں سلطنت و بے غنا
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب	گر یہ میں خندہ ثواب اندر عذاب	رحمت ہے رحمت میں اور ظلمت میں ظلم	ذلت و خواری میں عزت ہے حضور
نستی میں سستی پستی میں علو	زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو	موت میں جینا بقا اندر فنا	عاشق جانا باز کو بے بے غنا
ببخودی و بستی غم کی بہار	دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار	خاکساری رنج و عادت ناسزا	عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پیری	ببخودی و بخودی و بے بری	آہ سرد و رنگ نہ در چشم تر	بے قراری انتظار در درد سر
نستی و سستی و مرگ و فنا	ذلت و رسوائی و رنج و عنا	لذت اور کیفیت ان سب کی ذرا	عاشقان با وفا سے پوچھ جا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے	کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے	سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ	لطف تن چرنیکا ذکر یا سے پوچھ
سر کے رکھ دینے کا نیچے تیغ کے	پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے	آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ	درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
جنگلوں میں ٹھوکرین کھانیکا لطف	اور سپاہوں میں مگر نیکا لطف	فرش سے ناعرش پھر نے کا مزا	پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹ کر	جان دینا بے خطر با ذوق تر	پوچھ سب کا شہیدوں سے درد	لذت و کیفیت و ذوق مزا

ہو کے سبیاں جاں فدا کر نیک لطف	پوچھ جاننا زونے وہ مر نیک لطف	پوچھ لے ہر تھم سے بستان میں جا	خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ	شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ	سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ	کیسا سے سس کے جا جلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو	باغ و انار جہاں سے پوچھ تو	گرینہ ابرار و سوز آفتاب	باغ عالم اس سے ہے آب مہتاب
گرمی دل چشم تر ہو دے نہ گر	باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر	عشق سے دل گرم کر اور دیو تر	گلشن جاناں تر ہو تازہ تر
عشق کی باتوں نے مجھ کو لے عزیز	کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز	سر بسر بکواسکی حالت میں چھوڑ	عشق بھکھو لگیا کس طرف موڑ
عشق نے اٹکے کیا مجھ پر اثر	نقل سے ان کی ہوا میں پیغمبر	ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر	جس طرح ہوا ہو پیش شیر نر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل	خواب غفلت سے گئی بس بیکھل	یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات	یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیک ذات
ہندوئے شب کا جو گزرا حد سے جوڑ	ترک خود اس کا ہوا قاتل بزدل	الغرض کی رات اس طرح بسر	ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
اٹھ چھو کر کے بعد غم و نیاز	کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز	صبح کا جسم ہو روشن چراغ	نکلا جل بل گھر سے لے سینیہ داغ
چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال	گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال	چل کہیں ایسی جگہ تا ہو دے کم	اضطرابی اور بیتابی و غم
آخر نش گھر سے نکل پھر نے لگا	در بدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا	ماہ کی ہوں کو بکولا گھر بہ گھر	شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گندھاتا بازار میں ہو غم بسر	اور دل مضطر تھا چون کو نہ میں نر	گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی	مٹتی زیادہ اور دل کو بیکی
جو گیا سحر میں تسکین کے لئے	اور اٹھے دسے بگولے آگ کے	سیر دریا کی کم کم ہوا اضطراب	جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
گر تسلی ہو گیا اندر پہاڑ	اور غم کا آہڑا سر پہ پہاڑ	اور مزار اہل دل پر بھی گیا	پر ہوا ہر گز نہ عقدہ دل کا وا
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب	تھا ترقی پر جلن اور اضطراب	آتش درد فراق میدلاں	کب کبھے بے آب وصل دلبران
غنیچہ دل کب کھلے عاشق کا یار	بے ہوائے جل کب یار گلخندار	کب ہو نکلت زہ کا اضطراب	جب تک دیکھ نہ روئے آفتاب
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار	باغ میں ہو دے اگر چہ سو بہار	ہوئے کب قمری کا کو نہ غم دراز	گلشن و گلزار سے بے سرو ناز
دیدہ حیران نہ ہو کیوں اشکبار	بے نظارہ نر کس بیمار بار	جائے کب عاشق کے دکھا پینچاں	ہوئے گزلف صنم کا سایہ یاب
ہو فغاں بیدل کے دسے درد کب	تانا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب	لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو	تانا نہ ہم بستر جانا نہ ہو
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جزو بیدار یار	الغرض تدبیر کہیں میں سو بہار	پر نہ آیا دل کو میرے کچھ قرار
مرض جبک نے جو گھیر اجان کو	دلیں آیا چل بیمار سنان کو	کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل	دیکھ ہمہ دردوں کو نکلے کا ردل
دیکھ کر ہمہ درد و ہم مضمون کا حال	ہو دل غمگین مر اشد سجال	نقل سے کھلتا ہے جب آپس میں دل	جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب	غیر جنسیت سے ہوا نذر عذاب	ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار	جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
آرتی ہم جنس میں صورت میں ایک	مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک	جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار	فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ رنگ	اسلئے ہے راہزن آپس میں جنگ	نہ کریں اوصاف کو سنجھا	پھر ہے کا ہو کوا ایسا اختلاف

<p>آتش دلیں یہ اپنے ٹھان کے جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹمک</p>	<p>رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ</p>	<p>در پہ جانکلا بیمارستان کے کھول در بیمار خانہ کا ذرا ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹمک</p>
<p>دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال اہل ابتلا کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں سہو رہا بلب نمط نالوں کوئی کوئی پیکر داروئے تلخ فراق سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی ہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار ہو کے مرض لادوا سے بے اماں دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب</p>	<p>با ادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی خفچہ دل میرا کچھ بارے کھلا صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی کوئی حیران کوئی پیچ و تاب میں مثل بمل خاک میں غلطاں کوئی زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق سایں دل سے لکھ آہوں کی روی پتی رہا ہے شربت زار و نزار جان بلب کوئی ہے کوئی نیم جان ہو گیا موقوف میرا اضطراب</p>	<p>بعد ازاں اسنے دیا جو درد کو کھول دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک کوئی رکھتا ہے بعد زار و نزار اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل درد سر پہ کوئی بیتابی کا لپ کوئی ہمیش سے شکم کی ہوتا تباہ زندگی سے نا امید ہو کر بہوش خفچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار</p>

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق و قدس سرہا

<p>تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز بیٹھی ہے ایک طرف کو چوں شیرست قید میں بھی تھی یہ اس پر آب تاب دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب دیکھ یہ الفت بھری صورت حبیب اور بندہ ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں دست بردل نغمہ خوش بر زبان</p>	<p>دیکھتا کیا ہوں کہ اک ٹمک قمر قامت اسکا گلبن باغ حرم خال اسکا تخم شوق پاک باز دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب کھاتا تھا ناظر سو پیچ و تاب ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب شاخ طوی سے ہی لپٹا سانپ جوں عاشقانہ نفی غزل منہ سے عیاں</p>	<p>بالباس خوب وزیر باک کنیز لعل اسکا ہے جلن تشنگاں چرخ کو دیتا ہے پھر نیسے قرار نرگس و آئینہ تھے حیران و زار ذوق مستی سے کہتے اندر دماغ پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ غماز مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے دی لگا آنکھوں سے آنکھ کی جھڑی چندر شعر اسنے پڑھے باسو زور و</p>
--	---	---

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیا خطا اس بیخطانے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے جملہ زنداں چونکہ در زندان نشوند قید آب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں حرص جو قید فزاعت میں ہو بند بخی کو اندر سخاوت کے چھپا بند یاد مرگ میں کر طول امل کر تواضع میں تکبر کو تو بند عشق حق میں بند کر توجہ غیر کر خودی کو تو خدا میں جو نیک تاکہ ہوان کو بایں قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لوٹدی نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنوں میں سکے اس سے ظاہری یہود قال نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سر میں ادھ لکھی کروں	پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو ہے بھی چنگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے منتقی وزا بدوق خواں شتوند جو ہر انسان حب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں ہو غنا قلی وہی الے ارجمند تاجیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند تابو باغ وصل حق میں تجکو سیر تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک گوہر مقصد زمر مقصد حصول تاحصت پر ہوئے تک اسکا مزاج روٹھی اکبار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مغتوں میں ہو گئے نخصتہ نہ دیکھا دلکا حال	تانش گری دلے اس کے میں پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر وطوق اس شاہ کو بولا داروغہ یہ سکر اے عزیز اسکے مالک نے کیا بند اسلئے طفل نادان کو کریں مکتب میں بند نطفہ زندان رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو یوں زروسیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طمع کو محو تو کل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو کوریا کو محو تو اخلاص میں کوصفات حق میں کم اپنے صفات اسلئے درویش فقر اسوش مند اسکے مالک نے بھی اس امید میں ہوئے شاید عقل و ہوش اسکا بجا دردناک اک کھینچ کر کے دل سے آہ سمجھو تم موسیٰ کا چروالہ مجھے یونہی جگہ کو بھی دیوانی جان کر	جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و حیل کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو تھی یہ ایک مولیٰ کی شالستہ کنیز تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اے عالم ودانا ہوتا اور ہو شمند شکل انسان نب ہو خوب اور پسند پاویں جب نیت گراں رونق عظیم اسہو عرفان کو جب کرنا ہے قید تاجیب اللہ کا پاوے خطاب ہمکلام حق سے ہونو تاتا ہے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تاہو حق کے بندگان خاص میں ۱۳ ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات چلے عزت میں ہو یوں آپ بند اس کنیز کو کیا ہے قید میں نافع لے اس سے وہ بے انتہا بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ جس کے دل سے بیخبر موسیٰ رہے کر دیا قید اور نہ لی دلی خبر
---	---	--	---

تمثیل بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیرا دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم نگین تجھے ہونے نہ دوں چلیں میں تیرے پیچھے اچھی سیوں	ہے بتا کس جاتاوے جان جہاں خوب سال ل کے نہلاؤں تجھے ٹھونڈ کر ڈونکی تری ماروں جو نہیں	تاکروں قرباں تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
---	---	---

ہوا اگر بیمار تو اے کردگار	جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار	ہو کچھ تکلیف اور زحمت کچھ	کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھ
پاؤں دلوں اور چوموں ہاتھ کو	اور کروں سونیکو بستر رات کو	اے مرے رب جان مری تجھ پر نذر	اور سب اولاد گھر بار مرا
ہے کہاں تو ناتاری خدمت کروں	سینوں کپڑے تیرے اور بچہ کروں	دیکھ باؤں میں تیرے گھر کو اگر	دو دھ گھی لاؤں تیرے شام و سحر
مرد غنی روٹی پکا کر اور کھیسر	اور بہت لھی دہی مسکہ پنیر	لاؤں میں تیار کر آگے ترے	روز ہو کھانا تر اگھر سے مرے
اور کاہر گز نہ کھاتے دوں طعام	اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مرام	رنج و غم ہرگز تجھ ہونے نہ دوں	تیری راحت کے لئے محنت بھروں
تیری خدمت سے نہ ہو فحش تجھے	میرے خدمت سے ہونے نہ دے تجھے	اے خدا تجھ پر ہو قربان میر بجاں	اور سب بکریاں اور خانماں
اس طرح بیہودہ کہتا تھا شبسان	پوچھا چروالہ سے موسیٰ نے کہ ہاں	اسکو کہتا ہے بیٹو مجھ کو بتا	بولادہ جس نے مجھے پیدا کیا
اوسکے جس نے زمین و آسمان	عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں	اور کئے جن و بشر اور درجہاں	ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں
بولے موسیٰ ہائے تو نے کیا کیا	ہو گیا کافر مسلمان کبر رہا	ہے یہ کیا بیہودہ ہزبان کفر و جہل	بند کر نہ کر مجھ کو کچھ اسکو نہ سہل
اس نے کہنے سے اے بیہودہ گو	ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو	کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ	کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ
کھانا بنایا پھر بنا تیرا ہے کام	اور یہ کب خوشید کو زبیا ہے کام	گر نہ روکا اس سخن سے خلق کو	آگ آ کر بھونکے گی خلق کو
گر کہے تو جرم کرتے ہیں سمجھی	آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی	گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں	ہو گیا کیوں دل سیاہ مرد دریاں
۱۴۷ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا	پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا	دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی
کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو	یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو	جسم تن حاجات بشری تو قرار	دیتا ہے اندر صفات کردگار
کھانا وہ کھائے جو کھتا ہو شکم	کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم	وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما	چلیں پہنے جو کے ہو محتاج پا
وہ منترہ ذات حق دانا ہے راز	پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز	بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو	صفت اسکی صفت حق میں بات ہو
اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا	اس طرح کی گفتگوئے نامسرا	نے کہ در حق جناب کبریا	بے بدل بے مثل بچون و چرا
اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات	دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو تار	گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ	گر چہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ
وہ کریگا قصہ تیرے قتل کا	گر چہ ہو خوشخو حلیم و پارسا	فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح	مرد کو بولے نو وہ ہو رنج و قدح
ہاتھ و پاہیں ہمو آسائش تمام	اور خدا کے حق میں آلائش تمام	لم یلد لم یولد اسکی ہے مسرا	ہے وہ خالق والد و مولود کا
ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو	جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دُ	کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے	خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے
بولا چروالہ کہ تم نے یا نبی	سی دیا منہ میرا لب پر مہر کی	اوریشیانی کی آتش سے بھلا	جان و دل میرا دیا تنے جلا
کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے بیک آہ	چھڑ کر پڑے یا جنگل کی راہ	بیخود و سرسبت با آہ و فغان	نالہ و ناری ہو اکر تاراں
آئی موسیٰ کی طرف وحی خدا		میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا	
میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو			
عقاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ چروالہ			
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو			

ہو سکے جنگ نہ لے نام فراق	رکھتا ہوں کردہ میں لفظ طلاق	ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں	ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں
ہندیوں کی اصطلاح ہندرج	سندیوں کی اصطلاح سندرج	معنی دو ہوں اور ہو دے بات ایک	ہوئے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم	حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم	حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار	حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بل	حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد	پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	اور اگر اجانی و جالاکي سے ہم
نے کیا میں حکم تالوں فائدہ	بلکہ بخشش کروں بندوں بہتا	انکے کسب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک	بلکہ خود آپ ہو جائیں پاک
میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قفل کو	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	دیکھتا ہوں دلکامیں سوز و گداز	لفظ بیجا سے زبان ہو گرجہ باز
ہو زبان یاد دل حقیقت یا مجاز	چاہتا ہوں سب میں سوز و گداز	دل میں اپنے عشق کی آتش لگا	سرسر فکر عیادت کو جلا
موسیا آداب والے اور ہیں	اور سوز و تاب والے اور ہیں	سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	کان ویران پر نہیں عشر و خراج
گر گناہ ان سے ہو مت عاصی کہو	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	ہے وہ خون پانی سے افضل بے شبہ	سو نواہوں سے ہے بہتر بہ گنہ
گم ہو رسم قبلہ جب کعبہ میں ہو	پارہ نہ غم ہے کیا غواص کو	رہبری منت ڈھونڈ رہے متون سے نو	جامہ جاکوں کو نہ کرو اتور نو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخد مت شبان یعنی چروالہ

ملت عشق از ہمہ دین با جدا	یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا	اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے	رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا
اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ	اے معاف لعل اللہ را مایشاد	مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے سر سے	کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
مژدہ دیکر اس سے موٹی نے کہا	جو ترادل سوختہ چاہے وہ کہہ	بے محابہ تو زبان کو کھول جا	اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے
گفت ترا دین ہے اور دین نوجاں	بولا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا	پا گیا میں گو گو کی بات کو	حاکم میرے کہاں پہنچے کلام
کھول تو اپنی زبان کو بر ملا	تیری برکت سے ہے عالم میں اماں	ہو گیا کچھ اور حال عالی سرا	آفرین تجھ کو بہ تیری بات کو
تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے	کھول تو اپنی زبان کو بر ملا	اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام	اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سرہا

گرچہ بھیدا پنا نہ کہنے دے ہے عشق	ہو سکے کب بند عاشق کی زبان	بے کئے معلوم میرے دل کا بھید	رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں	لیگیا ہے وہی میرا عقل و ہوش
گرچہ بھید اس کا نجانیں مردماں	کر دیا جنوں کچھ کر مجھ کو قید	سب سے غفل اس پر آگاہ ہوں	وہ ہی بلاتا ہے اب مجھ سے خروش	
جبکہ تمہیں انبیا کم راز عشق	ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست	عشق سے انکے ہونہیں مست و خراب	ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ	
کس طرح ہوں عام چہر ہمزاد عشق	لیک ہو نہیں اپنے مستان کی مست	مست چہستی سے جسکی یہ شراب	شمع روئے یار کی پروانی آہ	

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے	جان آسودہ مگر تن خوار ہے	ہو گیا البتہ یہ مجھ سے گناہ	جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
بے گناہ بس یہ کہیں بکھتی ہوں چاہ	غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ	گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ	اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
عشق نے اسکے کیا جو جان میں گھر	تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر	شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں	اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دل سر کا خیال	نوحی ہوں اس لئے میں سر کے بال	جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار	پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار
چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال	میں طماخوں سحر ہوں منہ کو لال	خیر ابرو کو اس کے یاد کر	کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کروہ خال روئے گلغزار	داغ دلتے ہوتی ہوں باغ و بہار	چشم میگوں اسکی جب یاد آگئیں	جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر آگئیں
نوک مرگال کا خیال ہو سکے جب	میزنہ چھن چھن کر مچا چلی ہو سب	یار کے شیریں دہن کو یاد کر	نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آویں جب دردندان یار	گور اشک سپہ کرتی ہوں نشانہ	ہو لب شیریں کا اسکے دھیاں جب	تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قد و قامت یار کا	کرتی ہوں شور قیامت کو سپا	یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال	خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور سا غریب یاد کر کے یار کا	زیر کیسے گھونٹ بھرتی ہوں آہ	کر لباس ویریں کا اسکے دھیاں	کرتی ہوں دامن گریریاں دھیاں
یاد آوے جب سراپائے صنم	جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم	یار کی ہبسنری کو یاد کر	لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
کر در دمان لب خندان کو یاد	گاہ روتی ہوں کبھی سنہتی ہوں شلہ	جانتی ہے خلق دیوانی مجھے	عقل سے یکلفت بیگانی مجھے
کوئی کہتا ہے اسے آمیب ہے	کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے	حال زار من نمی داند کسے	ہستم اندر آتش غم چوں جسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں	ہوں میں اندر آگ کے جیسے دھبی	بے مری ایسی مثال ہے مردنیک	ناک والا ہو کئی کلموں میں ایک
اسکو سب کو بنادیں سر بسر	عقل و ہوش اسکا اڑا دیں سر بسر	گر چہ اپنے کام میں عاقل ہوں نہیں	خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں نہیں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم	سکے ہنس دیتا ہے مجھ کو یک قلم	نے مرا غبار نے مونس کوئی	کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کے از ظن خود شد یار من	وزدروں من نجست اسرار من	اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں	کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جیسے سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ	ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ	اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد	ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج	کرتے ہیں وہ جس سے اور کڑے داغ	بندر کرنا کب ہے وحشت کا علاج	وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک	جائے مریم زخم پر پتھر کہیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار	دیں ٹھنڈائی کی جگہ زاروئے حار	نشنگی جھنجھکا کا کیا بھی ہے راہ	جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بجیا نیکا یہ کھیل	اڈلے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل	ہے مروت بہ کہیں تم نے سنی	دوستی کی جا کر ہے جو دشمنی

سہ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سورہی کہ سانک از کیفیت آں اطلاع می شود کہ مراد تجلیات کہ در میخوردی و خواب میثوندر ۱۲۴ مراد صفت بصیری لک قالی نظر و عنایت ملا بان خود کہ مرکان مراد اشارت الہی باقی صفحہ آئندہ پھر

چاہتے ہیں در عشق اس سے ہو دور ماہِ راحت ہے بجو اس کا غم عشق جان محرم ہے میرے جان کا پوہے درد عشق سے جو جام دل میں نہیں مجنون ہوں بس ہوشیار میں مسخر میری عقل و فہم عام شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے دل جلاسن گفت دل آویز کو یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بنا اس کے دھونیر ہو جب عالم فنا اسکے اوپر کتنی ہوں میں ایک مثال نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے	اور ہے میری زندگی امیں مژور مونس وحشت ہے مجھ کو اس کا غم زخم غم مرہم ہے میری جان کا ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل آتا ہے طہنے جلوسے عکس عار اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام عشق کے دل میں نہ تحفہ چنے دی اجازت اشک گوہر زیر کو اُسکے صفو نیر ہے بیرون ترا تو رہے یا عقل منہن تیرا بجا عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا	درد جانانی سطرچ چھوڑوں بھلا درد کی میرے دوا ہے اسکا درد عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جاکنی گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار یش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ماندم ردقید زنجیر جنون درد کی گس گفتگو عشق کر گئے تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی اسکو سچا نہ اگر تو نیک بخت گر بہ بینی یک نفس حسن و دور جان و دل ہیں جب مجازی عشق تہی	زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا اور تپ بجران کی دار و آہ سرد دائی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی دھوئی ہوں اکونے اسکو بار بار جاہلوں کے آگے دیوانہ ہونمیں بہ کہ باشم اہل عقل و دونوں جان و دل اندر وہ غم سے بھر گئے دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت اندر آتش افگنی جان و وجود کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں ناکہ ہو معلوم جاں بازی کا حال جو بصورت پاک طبیعت نیک ہے
صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ پڑھنا تھا اک میر کے مکتب میں وہ گلبن نوحس کے گلزار کا شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر حال سب بولکوں کا پوچھا آن کر یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر کہنے سے استدلا کے ہر چشم تر مٹی نہ اسکو کوئی بیماری شاق عیش دیکھتا نہ شب سوتا تھا وہ	خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ تھا بڑھادیں و ذکا میں سب ہیں وہ آشیانہ طائر انظار کا ایک دم رہنا نہ بے ابن امیر اسرا اس بڑکے کو مغل جس جان کر صحبت اسکی میٹرا دے کو مضمر اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر کھا گیا تھا میر زادے کا فراق خون دل پیتا تھا اور دوتا تھا وہ	حسن کا اس کے رونمیں کیا بیاں میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں ہو گئی ناگاہ الفت در میاں ہاگاہاں اک روز امیر بیوقوف حکم اٹھا دیئے اس کے دبیر یا الغرض اسناد نے مجبور ہو پھر سنا کھوڑے دنوں کے بعد یوں آتش فرقت میں اسکے روز و شب کھانے پینے نے دیا اسکو جواب	تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان شکل صورت میں تھا یکٹائے زباں میر کے بڑکے کی اور اسکی بجاں آگیا مکتب میں حسب اتفاق اور سقلم سے یہ مضمون کہہ دیا جا کہادرویش کے فرزند کو ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں جلتا بھٹتا تھا البدر سچ و تعب خواب و راحت نے کیا آرام خواب

حکایت بطریق تمثیل

۱۴۳ سنہ ۱۲۷۵ھ میں مراد صفت متکلی و اشارت الہی است ۱۲ھ مراد صفت مہرودتہ و مراد زکریا

۱۴۳ سنہ ۱۲۷۵ھ میں مراد صفت متکلی و اشارت الہی است ۱۲ھ مراد صفت مہرودتہ و مراد زکریا

بھوک زیادہ ہو تو کھانہ کے کباب	پیس خالص ہو تو دلے اکھوئے سر	بے کھی ہنستا نہ کرنا بول چال	عم کے کوئی نہیں پڑا رہتا نظر حال
حاکمو اس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا	اندر اندر کھاکے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر توجہ نہ تر	جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد مل چھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیماریں	اب کوئی دم کاہوں مہماں یا میں
جان لے القصہ میرا بیگماں	جسم تڑپے ہے مہیاں اور جاں دہاں	لوگوں کے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کا لایا پیام
میر کا لڑکا یس کرنا ز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اسی طور پر
گر تراد ل چھ پر یوں ماٹل ہے اب	بھیجے میں کون چیز حائل ہے اب	دل ترار رہتا ہے گرچہ بن اداس	بھیجتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا	وہ طبق سربستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا	اور زمین پر اک طرف لڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اسجا سے جلدی سے اٹھا	میر کے لڑکے کا آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا	میر کے لڑکے نے پھر سنگرزرا	اس طبق کو دیکھا جو رد مال اٹھا	دل تڑپتا پایا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سیف پر چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ لوٹ	وہ دول کو دیکے راحت پا گیا	دلو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکے دل آرام اس کو ہو گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جانب زاری لا تو خبر
سننے ہی خادم گیا داں جلد تر	اور اس جان دادہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا	جانکو جانان پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کاٹنے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نورے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جان بحق تسلیم آہ	سکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس رور کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب زیر سٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دید یاد لبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکین نے اشارہ دلر با	دید یاد ل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں دیا دل بخیل	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دلدادہ لاکھوں خریدے ہننے دماغ	اک کلی دیکر لیا چھو لوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عشقان ذوالجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم	کیوں نہ ہوں مجنوں میں اسیر یقیناً
شیخ پروردانہ ہو جل کر فنا	عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زنان مصر مست	ہو کے کاٹیں جاے بیوں اپنے دست
حسن یوسف عکس حق ہی ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت و ہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگرد و پہلو سے صدق	غلط غلطان و زخم چو کان عشق	عشق حق میں توجہ دے اک جاگو	پاؤے بدلا دس سے لیکر سات سو

[illegible]

جس براندرودہ ہے یہ خوبی خلق	عکس مجبوی ہے مجبوی خلق	اگر کیا حب زہر ہوئی ظاہر مسمی	اسکے عاشق پر حب آتی ہے مسمی
سایہ اپنے اصل کو جب چلی گیا	خالکس عشق مجازی رل گیا	ہوئے گرا عشق مجازی کو کچھ نقل	ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا	عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا	حب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز	تب حقیقی عشق میں کر ترک و تاز
یعنی جب معشوق اسکا مر گیا	بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا	ہو گئی باہر بدن سے روح جب	ہو گیا عشق مجازی سرد سب
چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے	عشق تھا جسپر کہ وہ کیا تھی شے	پرتوہ جن حقیقی کا وہ تھا	جس پر یہ عاشق ہو ا تھا مبتلا
پرتوہ حب اصل کو اپنے گیا	رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا	کھل گئی جب آنکھ تب فریاد کی	عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق	چھوڑ دیا کو ہوا قطرہ میں غرق	دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر	غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب	اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب	حب خیال ماسوا باطل ہوا	عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق بر مردہ نباشد پائدار	عشق رابرجی و بر قیوم دار	عشق زندہ در روان و در بصر	میشود ہر دم ز غمچہ نازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار	زندہ اوقاف کا مر عشق اختیار	عشق زندہ کا ہر دم نازہ تر	دل میں اور آنکھوں میں با صبر و فر
ماسوا حق کے کچھ موجود ہے	شکل ہستی ہے ولے نابود ہے	بندر کرا آنکھوں کو کر دل سے نظر	ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیری کب ہے وہ ہے موجود یار	اول و آخر نہان و آشکار	ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک	دو نظر آتے ہیں احوال کو ولیک
۲۰ احوال کو دور کر کے کر نظر	ہے وہی خوشبید ہر جا جلوہ گر	ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور	گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور
شعاع گرا لکھوں تجھے آویں نظر	ایک ہی جب نور پر جاوے نظر	ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک	عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ	عقل جزوی اس کثرت سے ہے دنگ	پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر	حق کے اسماء و صفات میں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا لکھو	ہر اک ان کا ایک سے خالی نہ ہو	وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو	وہ بھی ہے نا چیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو	ہے وہی نور منورہ چار سو	ذرہ کہ دو نہ پڑھ اور دو نہ جان	جان اسمیں آپکو مجموعہ نہان
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا نہیں	ہے یہی بہتر کچھ رہتا ہو نہیں	ہے ہمارے وحدت اب پرواز پر	آوے کب دام سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح	ذرہ میں خورشید آوے کس طرح	باد اندر مشک آسکتی ہے کب	آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ			
شیخ سری بی سخن تحفہ سے سن			
سنتے اس سے بیدل میٹھے کلام			
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا			
بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی			
دیکھ اس کی حالت مضطرب کو شیخ			
رجوع بقصہ			
قد و حدت سے ہوئے شیریں کام	کر کے اس سے گوہر معنی گوشت	کر کے اس سے گوہر معنی گوشت	شربت توحید کو بس کر کے نوش
روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلیر کہا	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	بند چھ آزاد کو بس کر دیا
شیخ نے جان لائی مراں گھڑی	ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے	ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے	چند شعرا پیے مناسب حال کے
اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ	صاحب بیمار خانہ سے کہا	صاحب بیمار خانہ سے کہا	بہر حق کرا اس ولیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ مگر تو آزاد و عالم کو آزاد پھر کہا یوں شیخ نے لے سنہ جاں قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں طوق رنج اور یہ زنداں میرے اب	آہود ہے حشر لے وحدت کو تو چھوڑ دو جہاں میں تاک رہے حق تجھ کو شاد اب چلی جاتی ر دل چاہے جہاں قید باطن کی ولے پابند ہوں اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سکے اسے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا گھر شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنا اے تو تخلص	تاترے برلاوے حق امید کو انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ میرے جانی کا ٹھکانا ہے کدھر بند کر سکتا ہے اب تجھ کو کون قید میں منصور کی قوت کا حال
---	--	--	--

حرکات حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو ہاں اگر چاہو تو دوں میں تم کو چھوڑ قیدیوں نے آپ کو دیکھا جو خاص اور میں درباں دروں پہ مستم شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر بولے سب تم کو یوں نہیں چلتے ہو گھر بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر رہو گی دے بند شیخ سری نے کہا ہنس کر کے یوں	اپنے اپنے حرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پیرے اور چوکی کے اوپر مستم ہو گئے پھٹ کر دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بندہ کے بند ہو جا امیراں بہاں گر بند بند ہے عجب تو نکتہ داں اے زونوں	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے کالے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل پے مرے سینہ میں اک ستر نماں اس طرح میں بھی ہوں حکمتیں بند اس مرے محبوب نے کر دی مجھے گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی اس سخن سے ہو گیا اب آشکار	تم اگر چاہا تو دوں میں سب کو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہر اس بند و مست و پاسے انکے گر پڑے کسی طرح جائیں در زنداں ہے بند کہہ کہ یہ اور کی سوئے زنداں نظر اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں میرے اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے ور نہ صابر ہوں نہ میں گھبراؤنگی میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
---	---	---	---

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از

تاجر مالک تحفہ

آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدرا کا بے شمار الہاں تعظیم مسجد جی کنسند	ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا رکھ دیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر شاہ معنی کو کیا ہے دنوار درجہ اے اہل دل جدی کند	پاس اس کے بیٹھے میں حضرت سری بولابرت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کر لے تاہمیز لائق تعظیم پر تو ہو ستم کب سے مسجد جز ورون اولیا	جانب زنداں بندی بے اماں سکے بیخوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہو گئی میری صب مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز اور ہو نالائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فراکبا
--	--	--	---

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز	باز کو پیشہ کہیں پیشہ کو باز	ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار	خار کو جلانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جلانے ہیں راہ اور راہ کو چاہ	شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ	نیک کو جاہیں ہیں بد اور بد کو نیک	ایک کو سمجھیں ہیں سوا اور سوا کو ایک
غم کو شادی جاہیں اور شادی کو غم	نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم	خوار کو سلطان سلطان کو ذلیل	دانا کو نادان اور نادان کو عقل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل	اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل	عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں	اور جو ہیں مجنون انہیں عاقل کہیں
خلق جسکو جانتی سردار ہے	پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے	اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل	ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کینزک کو کہ ہے سلطان جان	کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان	کیوں کیا اس گبدن کو خوار و زار	کیوں کیا اس آئینہ کو پرغبار
جان کو اپنی ستا تا ہے کوئی	خاکیں زر کو ملاتا ہے کوئی	کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا	قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کریمیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو	اول اور آخر سے یکسر مویہو	حال کیا کھتی تھی اور کید پر جو	یہ جنوں اھکو ہوا کیونکر شروع

بیان نمودن تاجر حال تحفہ راجہ ہا اللہ

ہو گئی ہے کب سے یہ نعمت اسے	اشک سے لعل و گہر کر کے نثار	سینے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش	کافینے کے کبھی در تحفہ بگوش
کان دینے نامرے دل کا دھواں	خلق کا دیکھا وہاں اک اثر دھام	بکنا ہے اک شاہد خوشبید نام	وصف اس گھر و کا جب مجھ پر کھلا
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا	نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں	سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا	لے لیا میں مول آخر کو بجاں
خوبی و معرفت کا تھا پس اسکا خل	شوق کی پیکر کے اکرن بنگ کو	تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس	چاہو بیجاری کا بیکس کا رفیق
دل بہندہ میدلاں عاشق نواز	پردہ دلیں مرسلی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا
میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا

اظہار شدن عشق تحفہ وزو رشوراد

میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا
میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا
میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا
میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا

دلم غم میں تیرے جیسے میں پھنسی	ہے قسم تیرے جمال پاک کی	غیر کا کد دفع بند بندگی	بندگی تیری ہے میری زندگی
غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی	ہر گ و پے میں سما یا ہے تو ہی	تخم الفت تیرا دل میں جم گیا	دو جہاں کا دلے میرے غم گیا
کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص	ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص	دستگیری کر کہ بس بیس ہوں میں	بیکسوز کا تو ہے کس بیکس ہو نہیں
اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو	بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو	کھول دی منتر گانے مرجان کی طری	کہہ کہ یہ پھر بے تماشا رو پڑی
تا جبر اور ساتھ اسکے سب چھوڑا بڑا	جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا	آرزو میں دلے اپنے چھوڑ دیں	ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں
زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے	تیر عشق چھینکا کسی خوش ماہ نے	سر میں اس زینا کے سودا پڑ گیا	بول تھا ہر ایک کسی سودا سے آ
جس جو اسباب کی ادھر ادھر	لیک کی ہر چند سب نے باہر	پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر	عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر
زخم دل کھایا جو اس معشوق نے	ماری تیغ عشق کس معشوق نے	کو ن سے بت نے ہے مارا اس کو آہ	پر سوار روشن نہ وہ ہے کون ماہ
لب یہ خندان نے زباں سے گفتگو	عیش دکھو تھا نہ سونارت کو	کھانا اور پینا تھا اس پر سب بال	گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال
تا درامی میں نہ چھوڑے بات کو	مٹھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو	بھاگتی تھی مثل جوشی سب سے یہ	انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ
گاہ خاموشی سے کھتی تھی کلام	شور افغان کی کبھی تھی دھوم دھام	اپنے بیگانے سے تھی دشت کمال	آہ نالہ سے اسے الفت کمال
مجلو ہونے دے نہ خود سوتی تھی یہ	رات بھر ہنستی تھی یار تو تھی یہ	گاہ جاجنگل میں درواز کو توڑ	گاہ سر رہتی تھی دیوار سے چھوڑ
جان میری اس سے آئی ہے ہلب	کام تھا گر بہ ہے اسکو روز و شب	گم چلا پنچوں سے کرے تھی منہ کو لال	نوجوتی تھی گاہ اپنے سر کے بال

مقید کردن تحفہ رادر بیمارستان و بیان روزشور اور غلبہ عشق الہی نو

بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار	گرچہ تدبیریں کریں میں سو سہار
پڑھ رہی تھی شعرا اپنے حسب حال	چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال	کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق	کر کے پس آہیں ولی سب نے بذوق
گر یہ افغان و آہ سرد تھا	جس کا سب مضمون سوز و درد تھا	عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں	اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فعاں
سمہدی ہے آہ و زاری سے اسے	دشمنی ہے خویش داری سے اسے	عقل جس اپنے سے بیگانی ہے یہ	جیسے ابتک وہ ہی دیوانی ہے یہ
جب پیاسی ہو بیٹے خون جگر	کھا کا ب دل لگی ہے بھوک اگر	خواب اور آرام اس کا سو گیا	کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا
اور ٹپنے ٹپنے میں طاق ہے	راحت اور آرام اس پر شاق ہے	ٹوٹا جگتا ہے پیہوشی ہے خواب	نقل غم اس کا ہے رونائے شراب
رچ و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ	گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ	عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا	ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا
مرتی ہے نہ نیستی پستی پر یہ	غش ہے اپنی بخودی مستی پر یہ	اپنے دے پروانہ جان کو جلا	ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا
شور و غل میں شہرہ آفاق ہے	اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا	ہے محبت اس کو وحدت سمدا

اسکی آنکھوں کو بے منت رونے سے عشق	اشک کو میں خودی دھونے سے عشق	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب	کر دیا ہے عیش میرا سب خراب
اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ	گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ	بامہم حال اسکو میں سوز و نار	ہے خریدار کیے درہم میں ہزار
رکھتا تھا امید تالوں میں بغور	ہم مثل قیمت کے اس پر سوز اور	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کالی ہنر	جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر
رکھتی ہے ظاہر جو چسپن و جمال	اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے محوم	شوق کا خلقت کی ہے اس پر محوم
شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر	جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ	دل کو اک نغمہ میں بجاتی ہے یہ
فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال	قال سے اسکی ہو عالم اہل حال	جو کوئی آواز کو اس کی سنے	ذوق سے دو دو بہر سر کو دھنے
ذوق میں اگر کہے یہ گاتی ہے جب	مست ہوتے ہیں درد و دیو سب	لحمن داؤدی اسحق نے دیا	اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا
واسطے نغمہ کب کھولے زباں	جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ	جائے گلزار رم کو بید رنگ
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ	صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ	مرغ دل پر آں مہربان کھولے باں	ہو صدا سے اسکی حیراں کل جہاں
جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو	ہوتی ہے بریا قیامت چار سو	اور سو اسکے ہیں جو اس میں کمال	اس سے واقف ہے خدا نے لایزال
سکے ستری نے کہا تحفہ سے یوں	<p>پرسیدن شیخ نسری سقطی از تحفہ مطربہ</p> <p>حقیقت حال او</p>		
حال دل کچھ تو بھی گرا بنا بیان			
روئی اور ہنس کر کہا ہے شیخ دین			
کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی	حال سے میرے نواقف ہر کوئی	بہر کئی اشعار عربی کے پڑھے	جسکے معنی میں نے ہندی میں لکھے
یعنی حق نے مرے دل سے کلام	حق زباں محبوب اپنی اسمقام	بعد فرقت کے ہوئی قرب حصول	کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول
لے یا بس کو جو الفت کو میں	پر نہ چھوڑ اس درد و دل کو میں	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے	ہو گئی حاضر یکا را جب مجھے
سب گناہوں کو مرے کر کے معاف	کی عطا جنت مجھے بے اختلاف	ایک جنت کیا جو اس کا ہو یا	ہو گیا وہ وارث ہر دوسرا
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں	سیر باغ وصل میں مشغول میں	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند	زہد ناقص تلخ و تیرہ مثل قند
زہد نامرغوب ناچیز و حقیر	<p>ذکر عطار بنی اتہائے الہی در عبادت</p> <p>بندگان خود</p>		
ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں			
سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر	بر لے اکدن کے دے خرمن تجھے	لیکے شاخ خشک دے بستان تر	بدلے اک دینار کے دے کان زر
نے گل پر مردہ دے گلشن تجھے	جام کو تر دے ہے بامشک و گلاب	لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور	لے ہے گندہ یو دے حور و قصور
لیکے تجھے سے کوزہ آب خراب	بدلے اسکے دے ہے قرب بیگیوں	ہیں جو اعمال حوارج خاک بار	لیکے دے نعمائے جنت نامراد
سجود مہر جو نہیں جز خاک و خون	آہ دل لیدے دم حملت مجھے	دست تا بال دپر دے اور زبان	دل کے بدلے جان جان کون جان

لفط احسان کا ہوا جس کے کب بیان	بخت سے ادنیٰ کو اک ملک جہاں	تحت پر بخشش کی جو ہو جلوہ گر	بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
پیشہ کو شہباز کے دلے ہاں دپر	روئے مسکین کو طاقت شیر نر	دتر کو خوشید کر دیتا ہے وہ	قطرہ میں دیا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا	وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا	ہوش کراے بار سہر وصل جاں	مر نزع دنیا ہے کچھ بولے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار	کر کے طاعت لے حیات پائدا	وہ حیات جاوداں ہے انتہا	گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جہا
پیش عقیٰ دنیا ک ساعت ہے بس	ایک ساعت وہ بھی بیرحت ہے بس	ہے کہاں فسوس نیری ہوش و عقل	سانس تیری لایگاں کرتی ہے عقل
مت کر ان انفاں خوش کو خوار دار	غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشید	تین دن کے عیش پرمت ہو نواں	آخر ہو مثل عقیسمہ نامراد
نوش تو سب چھوڑ کر م جائے گا	جو ندامت کے نہ لیکر جائے گا	تو حیات جاوداں چاہے اگر	پیلے مر نہیںے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا	مر جا سکر جو ہو اس پر فدا	مر ناس رہ میں ہے تنگ زندگی	نہے یہ مر ناز زندگی پائندگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر	ذکر حق سے ملک دل آباد کر	غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر	پاس کر انفاں کا الے بیخبر
پاسبان ذکر کا کھ زور و شور	نانہ آجائے کہیں غفلت کا چور	ایک دم نسیاں اگر نہجہ کو ہوا	عمر کی دولت سے لجا گا چورا
ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق	نانہ آئے غیر ذکر و فکر حق	غیر حق کو دلے اپنے دور کر	نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو دے عیاں	نی کہ جس ذکر سے جاری زبان	ذکر تن طاعت ہے ذکر دل فہم	ذکر سری نور سستی سے نفور
۲۵ ہے ستارہ حق کا ذکر روح یہاں	رویت اور دیدار ہو اُردن و ہاں	ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز	ذکر روحی جو ہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر	اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر	ذکر اور مذکور ہو جا ایک بار	غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دلیں جہاں جان عیاں	جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں	یہ جہاں نہ ہے وہ یم بے انتہا	تم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما
پیش خورشید کرم اے جلن غم	ہیں یہ دونوں مافور ذرہ سے کم	الغرض برق تجبی نہاں	پھونک کر کر دے تجھے بس نینشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں	ہو ترے ہر جزو دے جو کچھ عیاں	جب کرے عشق اجد دلے ظہور	میم احمد دریاں سے ہو دے دور
دل سے جس دم عشق کا شعلہ اٹھا	جز واحد کے کون اے احمد رہا	بند کر امداد اب آگے زبان	قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و تحریرین شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تا جبر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال وقال	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال	خاطر نادر میں اپنے با کمال	بویا ایک اسکی تمنا کا منہاں
اور کہلا دین کہ رطلوں سے گہر	مول لینا ہے بہت آسان تر	دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر	اور ہے تا بر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ	لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ	گر جو تیرے پاس ک درہم نہیں	لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	بیچ میں تحفہ کو دوں سکی بہا	بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں	جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں نہیں

جس قدر زرجا پتے تجھ کو سولے
میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر
جو کہ تقدیر میں میرے پاس تھا
یہ رہا نہ وہ میں سیکس رہ گیا
شیخ نے اس سے کہا ملک صبر کر
بعد ازاں اٹھ کر کے باہر دیکا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک لنگ
جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
پاس میرے کچھ نہیں پر اے حواد
کھول گنیمت کرم کے اپنے در
ہو مرا یارب تو اب حاجت برار
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
اور کئی ہمراہ خادم باادب
شیخ نے اس سے کہا سو فتنہ تو
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
ہاتھ احمد کا پکڑا کہ آن میں
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
غیب سے کل آئی تجھ کو یوں نہ
ہے خدا کا قرب اس کی جان میں
یعنی خوش بیٹھتی تھی میں اے کبریا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا
خلق میں جو ہو گیا مشہور زر

ایک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے
کب ہے تمہارا سفردولت کثیر
سب کا سب میں اس کی قیمت میں دیا
مثلاً عاشق بیدل و بیدل رہا

عرض کی سکر کے تاجر نے کہ آہ
تم ہو خود سسکیں کہاں تمہارا پاس
ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں

مناجات شیخ سمری سقظی طلب قیمت تحفہ رحمہ اللہ

رات بھر روئے بصد سو بھر
بے ترے فضل و کرم پر اعتماد
اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر
کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار
آگیا دریا کرم کا جوش پر
بالباس فاخرہ روئے منیر
تھیلیوں پر زر لئے ہاتھ میں سب
کیسے آیا کہا اے نیک خو
جا کے سری کی نظر کو اس زماں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں یہی
باہر آئے شیخ با شوق دراز
لیگئے اس کو بیمارستان میں
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا
نور و عظمت اس کو ہے ہر آن میں
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا
کھل گئے سوا فتنوں کے اسپر

عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
کو دے اسدم اپنی رحمت کی نظر
سرخ و کر مجھ کو تاجر کے حضور
بہتر حق ہو مگر رحمت موجزون
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
سکھڑا در پہ با آداب تمام
کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
مجھ کو اس رات اے ولی با خدا
دیکے سری کو کراس کا جی خوشی
شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
میر کر لے ساتھ اپنے با شرف
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
یہ کہ در گاہ خدا میں بے گماں
چاہتی ہے رب کو وہ اور اس کو ب
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
بند حکم میں ہے جو ہے مستہر
میرت و رشک و جد غصہ و چشم

ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ
جو خرید گئے اسے اے بہرہ ور
نے کینرک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
کس سجا اپنی مصیبت کو کہوں
لانا ہوں میں اس کی قیمت بے فطر
روئے روئے شیخ اپنے گھر گیا
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ
حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار
مجھ غریب و مفلس و نادار پر
دعا کر آیا ہوں میں اس پر ضرور
کر مجھ رسوائی اندر مرد و زن
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در
اور شمع روشن لئے ہمہ غلام
ہوں میں احمد بن منشی اے جناب
خواب میں یوں پہنچے ہاتھ کی ندا
جان تو اس کی خوشی میری خوشی
سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا
لیگئے تشریف تحفہ کی طرف
بیٹھا ہے آنکھیں لگا لئے چار سو
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
فضل رب کا اسپر ہو خوشب
اور یہی اس سے مناجات اس گھڑی
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
بے یہ بند اس سے بھی بس سخت تر
بغض و حرص و دشمنی کینہ و چشم

دامن عزت پکڑا اور امن چاہ	آن کر رہے ہے جیسے ابرجھوم	بہر طرف سے اس کے اوپر کر جھوم
کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار	آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ	مگر عزت ہو گمنامی کی راہ
بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو	عظمت عزت کو اسمِ عظم سے پوچھ	شب قدر سے قدم ہو نیکی پوچھ
جس کا نوطالب ہے وہ لایا ہوں	آنسو کی سیل جبرہ پر رواں	آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں
قیمت اسکی دلیکھا کوئی کب	عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر	شیخ نے پھر پیش کی ہیمان زر
بڑھتے بڑھتے پہنچے ناچالیس ہزار	پھر بڑھائے اور درم چند بار	قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا
پاس میرے غوش بیگانہ سے دور	یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور	روکے تاجر نے کبھی آخر یہ بات
کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا	ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ	جانے میری طرف مال ہے یہ
کرد یا آزاد تحفہ کے تشیں	خالصا اللہ اب میں بالیقین	اب اگر دنیا کی دولت دو تمام
تا کروں حاصل رضا کے کردگار	کرد یا سب کچھ حق میں نثار	اور جو کچھ ہے سیم و زرا کے سوا
ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا	میر نے جو حال تاجر کا سنا	حق کی صفی پر شاکا تاجر نے گھر
جل گیا ستر تا قدم حسرت سے میں	جو رہا محروم اس حرکت سے میں	اور کہا گویا کہ رب العالمین
تم رہو اسباب کے میرے گواہ	شیخ سے پھر میرا لاجب کے آہ	مجھ سے رضی ہو تا گر پروردگار
راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر	پھوڑ کر کہتے شہت و جاہ و سرور	پاس میرے مال و زرقنا ہے اب
باندھ لی موٹی کی مرضی پر کمر	دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر	الغرض دولت لٹا کر میرے
کرد یا کیلجنت سب کو راہ پر		پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر
گھر دے ہمسایوں کے سب ہی جلا		عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا
پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ دن		عشق کے دریا میں خود حق غوطن
بیان تاثیر صحبت کا ملان و تحریر صحبت و خدمت الیشال		
صحبت کامل نہ دے کیوں کر شمر	جو گرے کان نمک میں ہو نمک	کر لیا اپنا ساسو یک بیک
سنگ و آہن جس سے ہو لے لعل و زر	رنگ عارف کیوں نہ ہے پتھر کی رنگ	پکڑے خر بوزہ سے خر بوزہ تو رنگ
پھر شکار معرفت کا کر شکار	تا وصال حق ہے ہو تویم قریں	تو بھی ہو کامل کا بھائی ہنشنیں
صحبت نوری سے دیکھ سو بہار	تا کہ ہو حاصل تجھے آسجیات	ہو وے اُن مرغابیوں کے ساتھ ساتھ
تا خدا تیرا ہو بار و زنگار	صحبت کامل سے ہو لعل و گہر	گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تہر
رکھ سناروں پر نگاہ تا ہو پناہ	بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں	رات اندھیری اور وہ میں گھلیاں
زخمِ خو جو گوی شوخو گال مباحث	نانوا نبندہ شو سلطان مباحث	خدمت کامل کو کر تو اختیار

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن آواز خلق

خاک پائے کا ملاں ہواے پسر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر

سہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
ہو گئے اکسیر سے چون مثل زر

تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فخرہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک

تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کردیا راحت کا پاس
منفسی و فقر کا تو شہ لبیا

اشک کے دانوں کی تیسیج بنا
درد و رنج دغم کو کرنا بیار فینق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا باب

اور مصیبت عجز کا مونڈھے پہ دھر
شیخ ستری نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں

اس سے اسپر روتی یا ہنستی ہونہیں
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جب تک ہو گا نہ دلبر کا وصال

اور روزنا اس سے ہے اس پھر صرف
جان کو اپنی بوہنی کھو گئی میں
ہو نہ جب تک بھرتک اس کا گزار

ہو قرار و صبر کب بلب کو آہ
تا نہ دیکھوں شعلہ رضاء ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل

میں رہو گی خون دل سے اشکبار
جان اوتن کو کو روں گی میں فدا
لیک مستحق کی کب بچھتی ہے پیاس

گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کہ یہ اور اٹھ کے بازاری و آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد انہیں

ہرچہ بروے میری بروے الیست
ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

چھوٹے ہے جیسے نفیس سے جانور
روح صالح تن سے جون فرقت کرے
مٹھرتی ہے کب وہ جنت سے درے

ماہی بے آب کو دریا کا راہ
کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ
بہل میں جس خوشی بچوہ میں واہ

۲۸

رفقن شیخ و تاجر و امیر احمد بن ثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ ملاقات شدن

شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجس

بند کھتے ہی ہوا مثل ہوا

کردیا پھر عزم بیت اللہ کا

حب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

وہ ہوا صحرائے نق و دق میں گم

دام میں قید آہوئے وحشی جو خنقا

اب نشان اسکا کہاں پاتے ہوتم

شیخ و تاجر مینوں ہو بہم مرگیاں میں سے رستہ میں امیر میر تو ان سے گیا مراہ میں اک صدا پر درد آئی کان میں اے مرے معبود اے محبوب دل رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو پیاں تیرے شوق کی رکھتا ہے جو جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطراب جا کے دیکھا کطرف اک خستہ تن سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو سن کے بولی لا لہ لا اھو تم گئے کیا بھول اے سری مجھے شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر ہو گئی ہے زہر سے جیسے نیال ہو گیا قامت الف سے اسکانوں شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا عرض کی تحفہ نے اے والا قدر میں وہ پایا خاک میں عزت کی دل سیم وزر کے ہوں مجھے لے لکھتے سنج لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ دفع درد و غم مرا سب کر دیا شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ	منفق ہو کر کیا قصد حرم حسرت و دھواں کھا کے تیر شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں جس سے خوش اکی پڑا آجائیں اے مرے مقصود اے مطلوب دل دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو تیرے آب وصل بن کب سیر ہو بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار سر سجدہ خاک میں ہے نعرہ زن اور کہا اے شیخ سرتی خوش تو ہو جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے مثل تنگہ ہو گئی ہے سو کھ کر ہے گل پڑ مرہ کاٹے کی مثال مار مرہ کی طرح کا کل نگوں نخل تنہائی سے پائے کیا شمر کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر خاک سے پاتا ہے جو ہر تخم پھل ملگیا کان نہاں سے ایک گنج دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ عشق سے اپنے مراد دل بھر دیا دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر بیگا ہمسایہ مرا اندر ہشت آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا	جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو دولت دنیا بھی کر کے سب غناہ ایک دن باشوق دل اور صید صاف متھایہ اک مضمون اس نالہ کیسہ تھ ہے چراغ شب سیر و زوں کا تو در دے ہے نیر اشعا ہمار کی عاشق حق نت ہے دنیا میں بیض سنکے اس سے شیخ مضمون دعا سنکے اسدم شیخ کی آواز پا شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا میں ہوں تحفہ جسکو کی تھنے رہا ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن سر سمیں قدم ہوا اس کا خلال قطرہ خون تھے ہزاروں چشم بر کیا ہو حاصل تجھے کہ بعد از ان جب سے چھوڑا دوتوں اور شہر کو اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیاں قدر و قیمت پائی میں چھینے یوں خلق سے جہدم ہوئی ہوں میں نہا تخت پر اپنی محبت کے بٹھا قررت حق سے ملے انت مجھے تھا قمر سے ہوا عرب کی راہ میں حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ شیخ بولے وہ کریم ہے ریا	چلے تھے پھر تینوں بیت اللہ کو جاں بھی جان آفریں پر کی نثار کر رہے تھے کعبہ کا طواف یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات شادی دل ہے شب اندوزں کا تو زخم تیرا ہے دوا دن زار کی آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض مثل سیل اشک اس جانب چلا چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا جسکے نالہ سے مراد دل خوں ہوا آشنا کے بعد ہونا آشنا پائی پردہ سے تیرے میں سو نوا خاک میں غلطان ہے اسکا تن بدن بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں تو نے کیا دیکھ کر مہم حق کے کہو کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں تاج الفت کا مرے سر پر دھرا غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں سمہ قری بیگا مرا جنت میں وہ خط آزادی تجھے جس نے دیا
---	--	---	--

تا جہ دل خستہ الفت میں نری	چار چشم ہے شوق زیارت میں نری	بے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سکے تحفہ نے دعا لک دی ہیں کر	مگر گئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مگر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جہاں مت دی جہاں اسنے رائیگاں	جان جاناں پرند کی اسنے جہاں	عمر طاعت میں گزاری یار کی	مردوار آخر کو جہاں بھی وار کی
چھوڑ کر اے دل یہ رویشا نگی	سیکھے اسے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں کر تجھ کو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدی سے وہ بھی کر خاک پر	مگر کیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انالشا الیہ راجعون
بعد ازاں تنہیز اور تکفین کر	خاک میں دونوں کو مونا سپر بسر	شیخ نے دونوں کا گورود کفن	بعد رہی ہوئے سنوئے وطن
رحمت حق ہو جو شام و سحر	ان شہید دن کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تحفہ اور اسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم بودی و فاضل لمعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول
بدرست آمد

آہ کہ وہ بار مرا یار نہیں	آہ وہ دلبر مراد لدار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا	آہ مرا کوئی خبر بدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں	آہ کوئی مجھ سا بھی پس خوار نہیں	آہ جسے دل دیا پس رنج لیا	آہ کوئی یار و فادار نہیں
آہ سنے کون مراد درد و غم	آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں	آہ کہوں کس سے میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ اے امداد نہ کر آہ آہ	آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

کس سے حمد و ثنا اُس ذات کی	کُن سے پیدا جسے موجودات کی	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں	ہو گئے دُحُوف سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کُن سے یہ کوئی کالِ نقشہ بنا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکمل	اُسکے پُر او صاف قدرت میں عیاں	یا الہی تو ہے بچوں و جگلوں	راہ اپنی کا مرا ہو رہمنوں
ہے تو ہی پُروردگار دو جہاں	ہے تو ہی پیداکندہ انس و جان	خوان الوان عام ہے سب پر ترا	شکرِ احسان پر کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تیری آوے بجا	ماں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	تجھ کو جولا لُق ہے اطاعت اے خدا	ہوے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کز تو اب کام و زباں شیریں ذرا	نام پاک الکا ہے احمد مجتبیٰ	ہیں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے جوئے نعت ختم المرسلین	جن بذات پاک رب العالمین	ذاتِ احمد ہے وہ بحرِ سیکراں	جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے وائش و الضحیٰ	جسکے یہ ذرے ہیں سارے اولیا	ہے سزاوارِ اسکو تاجِ سروری	زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری
سز و عالم محمد شاہ دیں	پیشواے اقلین و آخریں	حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہوئی مگر	ہوتے کب ارض و سما جن و لشر	اُس پہ چھ امداد تو لاکھوں صلوة	تجھ کو جسکی شفاعت سے نجات
	آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	چلے تو اپر تیرا درود اور شتو سلام	

مدح مبارک ہر چہاں خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسوارِ جن جہاں مردان دیں	چارید مصطفیٰ اہل یقین	اولاً بوکر صدیق اہل دیں	دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان با علم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم	ہیں ہدایت کے فلک پر دے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا	ہے ان ہی چاروں سے دیک کو ارتقا	اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش میں انے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے اے لہو اب	رہ فدا نیر سدا ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا	ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان میں نبر کا حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا واولانا قطب میان و و آب نور الاسلام حضرت خداوند میان حیو نور محمد جھنجھا نومئی

نام سے مشرکے اے امداد آ	دے زبان دل کو اب کچھ ذاتقا	سرورِ عالم شہ دنیا و دین	عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحید خدا	منظرِ حق مصدرِ سر خدا	واقعہ اسرارِ حق دانائے راز	بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیلِ جملہ اولیا	تاج بخشِ اصفیاءِ تقیہ	پیشواؤ شاہ شامانِ جہاں	مفتدائے جانِ جانانِ جہاں
رہنمائے زبدہ اربابِ علم	رہبرِ ہر فردہ اصحابِ علم	حاجی دینِ متین خیرِ الامم	دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
اخترِ حیرتِ ہدا مادِ عطا	بحرِ علم معرفتِ نجمِ الہدایا	قبلہ اربابِ اصحابِ یقین	کعبہِ عقاد و زہاد اہل دین
یعنے پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے	حضرت نور محمد نیک پے	حضرت نور محمد اولیا	پیر و مرشد میں مرے اور رہنما
میں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق	سر سے پاتک مصدرِ انوارِ حق	دیکھ تک جلوہ در اُس نور کا	جس سے میں پُر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ
خاص جلوے کی چمک جیسے پڑی	چرخِ غیبی کا ہوا مادِ جلی	چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے	قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا	ہو گیا ذرے سے خوشیدِ ضیا	پرتوؤں کا اُسکے کیا ہو دے بید	ہے ہر اک انمیں سے خوشیدِ جہاں
آگے اُنکے ذرے کے ذرہ مثال	ہے وہ خوشیدِ فلک بے قیل و قال	کیونکہ یہ سب کے سب خوشیدِ جلی	اور وہ ہے آفتابِ آسمان
ان میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار	ان سے حاصل کا خیر اور اُن سے یار	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	نور سے اُنکے ہر حاصلِ دے یار ۳
دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر	چاہئے تجھ کو اگر وصلِ خدا	سایہ نور محمد میں تو آ
عکس سے اُس نور کے تا اے سپر	روئے جاناں پر پڑے تیری نظر	الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے	ہا قدم لے دو تیرے پیر کے
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال	فیضِ باطن ہے دے اُنکا جمال	بلکہ سوچنا اس سے ہے نورِ ضیا	کیونکہ پردہِ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	سالِ تاریخ اور تولد اور وفات	انکی دونوں مجھ سے اے نیکنات
جب ہوا پیدار نور معرفت	شبلی دورانِ ادہم کی صفت	ہجرتِ نبوی کا اے فخر و فال	بالہٰ سو پر تھا زیادہ ایک سال
بارہ سو اٹھ میں کر کے انتقال ۱۲۵۹	اس جہاں سے جا لے باز و الجلال	جسکو ہو لے شوق دیدارِ خدا	اُنکے مرقم کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقد شریف اُن کا سپر	خلق میں روشن ہے جونِ شمس و قمر	گزنہ آوے تجھ کو کوری سے نظر	پہچھ لے مجھ سے تو اب لے بے خبر
شہوِ مخمخِ جانہ ہے اک جائے بُرا	مسکن و ماوہ ہے اُس جا آپ کا	مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار	اس جگہ تو جان لے لے ہوشیار
متصل اُس شہر کے اے نیک نام	ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام	سید محمود ہے نامِ شریف	ہے مکمل وہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی	ہے زیارت گاہ میرے پیر کی	اُس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب	سر جگہ کاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاہ
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں	اُسے سب اسرارِ باطن ہوں عیاں	دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقین	اُسکو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی	ہو ویں ظاہر اُسے اسرارِ خفی	کیوں پھرے ہے جا بجا سمراتا	سایہ نور محمد میں تو آ

ہونے ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مُہید اور طالب اُنکے بشمار اُن کا رتبہ تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو توائے میاں	اُنکے خلفا سے تو حاد امن سے لگ جنکی برکت ہے جہاں میں آشکار ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر دوں پنا خانہ کا میں اُنکے نشان	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض کر تجھ کو اب منظور ہے راہ حق تجھ کو اگر مطلوب ہے	پاسکے ہے اُنکو کب تو لے سعید چشم بینا دل مصفا جسکے ہو دوں پنا بعض نکان میں سے تجھے قصبہ تھانہ جھون کی راہ لے
میں خلیفہ آپکے چند اک وہاں صحبت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں لے اخی ہیں خلیفہ اُنکے گرجے بے شمار	نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں چنکے ملنے سے ہوس خالص طلا ستو برس کا بت پرست ہووے ولی لیک انہیں ہی دوا علی باوقار	فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں اسقدر اُن کی اثر اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہدا	چھوڑ گھر اور جد لے جانکا در سنکریزے جس سے ہوں شک فمر چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
نیرِ برج کرم ماہ عطا عالم و زاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف اُن کا ہو سکے کس سے ادا	گو ہر دُرجِ نعم بحرِ سخا متقی و پارسا و نیک نام علم و زہدان کا ہے عالم پر حلی بحرِ عرفان کے ہیں دونوں آشنا	صاحبِ ارشاد و لائقین و مہرا یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب بحر ہے مواج دونوں علم کا جمع البحر میں ہیں عرفان کے	عاشقِ حق نائبِ خیر انوری فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب ظاہری و باطنی باہتدرا جن سے باغِ دو جہاں سرسبز ہے
دیکھنے کو حق کے بیہ آگھیں ہیں دو ملک غلی کے ہیں دوشمس و قمر	بے حجاب ہو دیکھان سے بار کو نور سے دیکھ اُنکے روئے سیمبر اسپہ بھی پھر تو اگر اندھار ہے	دیکھنے کو مصحفِ خسار جہاں شمعِ دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے فقر گر ہی میں پیشک جا پڑے	چشمِ عید تک ہیں دونوں یکساں راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دور کر	اپنے کوچے کا ذرا راستہ بتا دور تجھ کو اُل کر مت کر تباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا پر تجھ کوڑوں گا کبھی میں تیرا در	ساتھ کامیرے ہر اک اصل ہوا گر چہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے یا انتہا	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا گفتش بُرا دوسوں مگر اُس نور کا دوسرا در تجھ کو اب ملتا نہیں پر نہ تجھ کو تجھ سوا ہے دوسرا
دیکھ عزت پھر مجھے مت کرو تھوڑا تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے سو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ وزاری سے اٹھا دست دُعا	اور نہ کر ذلت گمہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو مجھ کو بخش دے مانگتا ہوں تجھ سے تجھ کو اے خدا	مت مسلط مجھ پر کہ شیطانِ نفس شامتِ اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں عذر تقصیرات کا تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں	ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس ایک ملت تک رہا ہوں دور تر اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں جن سے ہو میں سب خیال غیر پست

دکڑ چھاب ہوئی یارب اسقدر	تھچہ دیوانہ ہوں اٹھوں پہر	دکڑ ہوئے نور ہوئے سدا	فکر ہوئے نور ہوئے سدا
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو	تیری الفت سے یہ دل معور ہو	فکر باطل دل سے میرے دور ہو	مظہر انوار سے پر نور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی	ایک دم آرام ناپاؤں کبھی	شغل ہوئے درد غم کے جام سے	ایک دن بٹھوں نہ میں آرام سے
درد غم کو اسقدر یارب عطا	جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا	سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب	عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
کرمنایت بیخودی اب مجھ کو دو	آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو	درد الفت دے وہ اب دل کو میرے	درد میرے کو دوا ہو درد سے
خاک راہ درد مندوں کو مجھے	جان بریاں چشم گریاں کر مجھے	دے وہ گریہ کو میرے شورائے غفور	جس سے ہو جا چشم طوفان کا نور
تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو	ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو	کر عطا ایسی پیش دل کو مرے	ماسوا جانان کے سب کو چھوٹ کرے
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار	تاکہ آوے سیر کو وہ گلخدار	خانہ دل کو مرے ویران کر	گنج الفت اس میں بھر دے سر بسر
ننگ غیر آئینہ دل سے دُور کر	تاکہ دیکھوں اسمیں دُورے سیمبر	دام الفت میں چھنسا کر حلیہ تر	دو جہاں کی قید سے آزاد کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر	حرف غیریت کا ہو دے بدر	دوست سے کر پُر مایوں لحم و پوست	پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہائی مجھ کو یارب آپ سے	آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے	کو جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے	غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
ہر گ و پے میں سماوے مثل جاں	دُور ہو حرف و دُنی ازور میاں	ماؤں کامرض دل سے دور ہو	تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا ہادیان و مرشدنا قطب میان
دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مملوئی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ کا کارہ
بیچارہ بدر راہ روسیاء امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوہ نور محمد نے اب آ	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا	خود دکھا برق تجلی کا جلال	خبر میں میں مرے دی آگ ڈال
دیکھ کر اُس شعلہ زو کی بہار	سہرین مٹو سے مرے نکلے شرار	اُن شراروں کو اجازت دوں اگر	خاک کر دیں ماسو کو چھوٹ کر
دیکھتے ہی لالہ رخ کی بھین	داغ دل سے ہو گیا باغ و چین	پھنک کر اس کی زلف میں امداد میں	دونوں عالم سے ہو آزاد میں
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی	جو تجلی اُس نے پانی نور کی	بحر عرفان لطف سے اس نور کے	موجزن امداد کے سینہ میں ہے
ایک چشم بھی جو اُس سے کھول دوں	غرق اُس میں دونوں عالم کو کر دوں	اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما	اک ذرہ ہے یہ نور اُس نور کا
گرد کھاؤں اسکا درشتا ہوار	دو جہاں کو اسپہ کر ڈالوں نثار	جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک	چھوٹ کرے ہاں سے لیکر مادتک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو	بل نہ حرف ہو رہے بھر جان تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیے	سہر باطن مت زباں پر لائیے	رکھ قدم امداد اس جہاں تمام	غور فہم عام پر کرو اسلام
لطف و احسان اسکا کھٹکتا ہے کب	سہر قلم کا بھی قلم اس جہاں ہے اب	دیکھ یاں مت مار دم امداد اب	بندہ ہو کرتی سے کر حق کو طلب
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھے جو جگہ دے تھا اُس آن میں	پھر تھا صحرا بھر اکو بہ کو	اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوق محبت الہی کا بیان

اے حیرانے ملک ہر دوسرا بے قرار ہے بہت اے کبریا بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں اس دُنی نے کر دیادور اسقدر دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہبر بحر وحدت میں یہ جان تھی غلط قید ہستی میں پھنسا تو اس قدر عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	درد فرقت سے مراد دل بے ہوا دھوٹ پڑھتے تنج کو کہیں جاؤں بتا تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھنا خبر جلوہ وحدت دکھا جب ملو شتاب تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر کچھ دُنی کا تھانہ واں رنج و محن اصل کی اپنی نہیں تنج کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تنج کو یار	تیری دُوری سے بہت بیتاب ہوں تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بحر وحدت سے مجھے لا کر یہاں تاکہ قید راؤ من سے چھوٹ کر وہ بھی نواک وقت تھکاے کبریا ملک میں ہستی کے اے امداد آ عہد و پیمان جو کتنے تھے تو نے وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریک پرچوں ماہی بے حساب ہوں جس سے پہنچوں تنج تلک اے بادشاہ تاکہ جی قید دُنی سے چھوٹ جا ڈالا یوں کثرت میں اے جان جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جو وجود پاک کے کوئی نہ تھا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں ۴ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
---	---	--	---

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و علوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھال لکھا

سُن تو اے کنتو راہ قدیم بے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبل دستان سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا آفریں اے نیک فرخ فال من میں نوا میں کیا تری آتش بھری آفریں اے ہر بُد شہر سبا کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صنم پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر مسکن و ماویٰ سے پھر میر کھڑا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب جس سے ہو سکیں کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلبر با	اور اے گم کردہ راہ مستقیم پوچھ پاتیں اُس سے اُس دلدار کی آفریں اے قاصدِ بستان سے اور مال بھی ہے کچھ سُوئے وفا آفریں اے مایہ اقبال من اگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصدِ دلبر با بیگیا تحقیق دل سے رنج و غم زمرم و خیف و مینا سے کچھ خبر دے خبر بہر خدا بہر خدا عہد و پیمان توڑے کیوں ملکیت سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان کا خوش ہو نہ تھا اور کا سے خفا	گوش جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبلِ بستان جاں قاصدِ اجلدی خبر مجھ کو سنا یامیشتہ ہجر پر مسرور ہے آفریں اے بلبل خوش خواں تجھے سوز دل سے میری با آہ و فغاں آفریں اے طوطی شکر شکن بند کے یادوں کی دے مجھ کو خبر ہے دل و جان دفنوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یار بے پروا سے کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ ہم خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلدار کی تو داستان کہتا ہے خن میں مرے کیا دلبر با بیج بتا جو کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر سُن مٹو سے نکلتا ہے دھواں تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن تاکہ ہوویں مست سب دیوار و در تاکہ چھوٹیں سنکے حال دل رُبا کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے از زبان آن نگارِ تند خو مثلی ہو گئی تھے آپس میں بہم مارتے راہ و فانیں تھے قدم
--	--	--	--

آتش اک شب بصد رنج و الم جان بوں پر صبر گفتار سے	میں کروں تھا گوشہ میں یا صبر دل بھرا نو میدری دیدار سے	سربز انوغم سے اُس کے بیٹھ کر وہ قیامت قامت پیمان شکن	کھیپتا تھا دل سے آہ پر شر آفت دُور ابلائے مرد و زن
فتنہ آیام و آشوب زماں تاگہاں در سے مرے وہ بے حجاب	خانہ سوز صد چوں بے خانہ ویاں لب گزاں ڈالے ہوئے نصے نقاب	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہر صمیر زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کار عالم کا کئے
بے حجابا پاس میرے آن کر آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال	پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو مجھ سے تو اپنے نکال	یہ کہ اے شیدا دل محزون میرے میں کہا اُس سے قسم اللہ کی	دے بلاکش عاشق مفتوں میرے جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سہر بالین پر میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا	اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر پھر میں کب کیونگا تجھ کو یہ بتا	ساتھ اپنے لگیا وہ خود پرست یہ لگا کہنے مجھ دیکھے گا تو	عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساسی قبل و قال میں اے نریم اب کش پاسے دور کر	پھنس رہی غفلت سے اسچ خالیں بہر موی ہے وہ آتش جلوہ گر	اے نریم اب بہر حق اٹھ تو سہی دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جل کر خاک ہوتن اور بدن
اور پلا جلدری سے مجھ کو وہ شراب دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیر حق تو جس سے جل کر سب کباب مست ہوں پیٹنے سے جسکے اس قدر	وہ شراب اب مجھ کو دے تو لیبیب جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر	راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا	تا کہ فارغ ہوں ز قید یا سوا کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	اور مئے خمر الحنا ہے لاؤ تم خوف مت کر اب تو اے صاحب شجر	چھوڑ پیاووں کو لگا دو منہ سے خُم کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب علم بھی دور کر مجھ سے انہی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمر علم ہم میں گذری مری	آہ صد افسوس یہ عمر عزیز علم بھی سارا قبل و قال ہے	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز اُس سے کچھ حاصل نہ خط او خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر علم کا برتن زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے بہر خطر علم کاں بدل زنی یارے بود	طبع کو افسوس کی بخشے مدام خروج تو نے علم تن پر کیا	مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام ہو گیا حق میں وہ تیرے اذہا
علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشق کا حکم حق ہے اور درست	ہے وہی پھر تیرا بار و غم گسار اور سوا اسکے میں سارے علم سنست	علم حق ہے جان علم و عاشق جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی	باقی ہے مگر ابلیس شقی ہے بلا شک وہ تو قابل نار کی
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر	جسکے دل میں ہو نہ مہر گلر خاں کھنہ ابنہ ہے وہ پُر انا ستخوان		

رازِ باطن اس سے کب کچھ پر ہوا جو کوئی قربان نہ ہو دے یار پر جس کسی کے ہونہ دلیں مہر یار علم دیں ہے فقہ و تفسیر وحدیث سُن تو اس سنیغے میں اے مردِ خدا یہ علوم اور بیخیا لاتِ صورت دل کو علم عشق سے خالی اگر حیف ہے کھتا ہے جو تولدِ غل چند خوانی حکمت یگانیاں علم معقولات بے بنیاد ہے دل کو روشن کر بانوارِ جلی ان کو جو بڑھتا ہے تولدِ زشت خو	گوتے شاکر دہوں سو فخر راز اسکے لائق ہے مجد ہوتی سے سر اُسپہ لائق ہے کہ ہو بالال کا بار جو سوا اُس کے پڑھے ہو وہ خبیث اب پڑھے گا علم تہا کون سا فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر دیکھتا ہے بے حیا ملک غور کر سنگِ استیجا دیواندر بغل حکمت ایمانیاں راہم بخور مغز کو خالی کرے گا تابکے کیوں نہا ہے کاسہ لیس بوعلی خوک اور کتوں کا جھوٹا کھانا تو کب شفا حضرت نے فرمایا اخی جا کے کھائے زانی تا ہوئے شفا شرمِ کرم حق اور نبی سے ابتو یار تو رہے گا مبتلا اے بے حیا کبتا تھا کیا خوب از روئے طرب عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقا لیغے اسی مضمون کو جی جان سے جز خیال اور موملہ لے نابکار تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز جان اور تن کو کیا ناحق تباہ کچھ نہیں غنی ہیں اب تمکو نصیب دے تو اب امداد کو بہر کرم	علم رہی کو تو کیسا ہی پڑھے جو نہ ہو دے مبتلا نے ماہِ رو الغرض اس علم سعی میں اخی عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم جو ہو دل خالی ز عشقِ دہراں سنگِ استیجا شیطان ہے وہ دل روحِ دل سے فضلہ شیطان جھو پڑھے چکا تو حکمت یگانیاں بحثِ نحو و صرف میں کی عمر صرف فخر رازی اور اسطو بوعلی سورِ عالم شہر ہر دوسرا جھوٹے ہیں مومن کے ہوتی ہے شفا سینہ اپنا جا کے نوصد چاک کر کبت ملک یہودگی سے گفتگو فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو گوشِ جاں سے سُن ذرا اے نیکو ایک دن فرصت سے وہ بے رنج غم ہو دے تم قوم اے مردانِ کار جو کیز نا تھا کیا تم نے نہ کام پر کبھی تم نے نہ ذکر اُسکا کیا چھڑ کر کے تم نے کو چہ یار کا روح دے دھوا مے لے نکذارت تا کرے شق پر دھک پندار کو	رازِ باطن اُس سے کب کچھ پر کھلے نام اُسکا لوحِ انسانی سے دھو کھو چکا تو عمر اپنے کام کی سات دن باقی ہیں امیں تنک منکر ہندسہ یار دل یا اعدادِ رسوم سنگِ استیجا شیطان اُسکوجاں دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل اے مدرسِ درسِ عشق سہم بگو حکمت ایمانیوں کو بھی توجاں ابنِ فضلِ عشق سے پڑھ یک محرف ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا دل کو تو آلودگی سے پاک کر تو کرے گا اب بتا اے زشت خو درد و غم کا تیرے حاجی کار ہو قول اک مردِ عرب کا جھ سے تو دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار عمر باتوں میں گئی ناحق تمام جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا لے لیا ہے آہ رستہ نار کا علم جو دیوے نہ غنی میں نجات یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو
--	--	--	---

اے مراد زان امامِ جمیع الاسلام فخر الدین رازی مستند تادم کدر دل تو بخت گلخانِ خوابدوسر باطنِ مکشف خواہ شد از شرفِ فخر الدین رازی ہر تلمیذ تو
بود ہر ۱۲

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خالائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین	ہو وہ قیل وقال سے عزت گزین	تجلی خلوت میں ہے عزت اے فتنا	اختلاط خلق سے ڈھونڈنے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا	خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا	دامن عزت سے پامت کر بدر	کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر
گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر	پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر	جو تو دیونفس سے پاوے اماں	جا پری کی طرح سے ہو جانہاں
جس طرح پریاں جو رستی پہنچ چھی	دلیو کے ہاتھوں سے رستی ہیں بچی	اس طرح جب دور ہو تو خلق سے	نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پر در	تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر	ہو بے حاصل کب تجھے راہ خدا	جب تلک چھوڑے نہ دینا کا مزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دین	خلوتے از مردم دنیا گزین	جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا	ہو گیا وہ دو جہاں کا بیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب قیل قدر	ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر	چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتنا	اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے	سارے ناموں کا وہی سرور ہے	ہو تو گرا عالم سے پنہاں اے ولی	بیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد	اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد	گنج مقصد ہے بی خلوت اے پیر	لیک علم اور زہد ہر سو میں جمع گر
علم بن منت بیٹھ گوشہ میں فتنا	اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا	اور برا ہے علم بھی بے زہد کے	تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پلے
اسپہ یاد آیا تجھے قصہ لطیف	غور سے سن اسکو اے مرد شریف		

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش حال	عالم و فاضل ولی صاحب کمال	عالم و زاہد سخی اہل کرم	مستقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا کلب پیر	صورت ظاہر میں مانند قمر	گر چہ ظاہر میں تھا افس خور و	لیک باطن میں تھا بادل و زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پیر	رہنچ تھا اس بات سے اُس تنہا پیر	الفن پیری سے پر اے نیک پلے	علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پیر	بھاگتا تھا چڑھنے سے ابھر ادھر	کرنا تھا صحبت بد و نیک اختیار	نیک باتوں سے اُسے آتی تھی حار
کہتا تھا جس بات سے اُس کا پدر	کرنا تھا برعکس اُس کے وہ پیر	آخر نش اک روز تنگ ہو کر کہا	باپ نے اُس کے کہ سن اے بیجا
جو کہ تجھ کو کھنا اور پھینا نہیں	دور ہو جا پاس سے میرے کہیں	میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا تامل	گاؤ و خرمی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے	دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے	دور ہو گھر سے نکل اے بیجا	نو کری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ پیر	ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر	عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے	جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب سالے دیکھے	اور خرچ راہ کچھ دیدر کیجئے	تا کہ جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں	قوت بستی اُس سے میں اپنی کروں
سکے اُس کے باپ نے پھر حلد تر	کر دیا تیار اسباب سفر	ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا	اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا	ساتھ اُس کے روپے اور یوں کہا	جا تر حافظ خدا اے بد گھر	پھر قدم ہرگز نہ رکھو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	پھر نہ منہ اس طرف کو اُس نے کیا	شہر شہر و در بدر چھنے لگا	نو کری کی جستجو کرنے لگا

رفعتہ رفعتہ آخرش وہ نوجوان اُس امیر نیک کی اسے خوش ادا سرخ کی اُس نے جوں ہی جا کر کہا پھر جو کی قسمت نے اُسکی یادری عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا اُس پسری جس گھڑی اسے نیکی نام نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ پھر تا تھا صحرا بہ صحرا در بدر دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا الغرض کی رات مسجد میں بسر سوچنے دلیں لگا اپنے جواں بہن کر پشاک اور گھر سے نکل اس جواں کے دلیں یہ آیا خیال کہہ کہ یہ اور اٹھ کے وہ مرد خدا غار کے اندر ہی اندر وہ گدا اسلئے اُس غار سے باہر اخی تھا معین ایک دن ہر سال میں خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے تھا وہ دن عالم میں گویا روز عید الغرض اُس دن اُسی معمول پر اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے اور درویش بھی بالالتجا شام کے ہوتے ہی وہ پیر بُرا سوچنے جی میں لگا اپنے جواں	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں نوکری کا تھا قلم جاری سدا نام اُس کا جھٹ سوار نہیں لکھا فوج ساری کا ہوا افسر یہی بے غم وہ بے رنج وہ بے محنت سدا عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ فقر و فاقے سے وہ خستہ جگر رات کو جا ایک مسجد میں پڑا ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر یا اہی اب بنا جاؤں کہاں جاتی ہے جنگل کو دھڑی بے خللی دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا رات دن کرتا عبادت کو ادا وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے واں کا جانا سمجھ تھا ہر اک سعید جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا بس دُعا نے خیر سب چھوٹے بڑے اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا میں بھلا اے دل تبا جاؤں کہاں	کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو ایک مدت تک سوار نہیں رہا چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ایک مدت تک رہا اس رتبہ پر کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ پھر نہ تھے تھے الغرض باسوز و درد تا مسافر جان کر اُس شخص کو صبح ہوتے ہی وہ مُرد بے نوا تھا اسی حالت میں وہ مُرد گدا اپنے اپنے گھر سے ہر اک مردوزن ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا حق تعالیٰ اُسکو قدرت سے ملا اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا اور کچھ خیرات بھی کرنے تھے وہاں یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر اپنا اپنے دُعا کے واسطے الغرض اُس دن صبح سے تابش نام خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا	صاحبِ حشمت امیر بے نظیر اُسکو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ ہوتے ہوئے عہدہ پھر بڑھنے لگا صاحبِ حشمت امیر کا مراں جب تک چاہا خدانے وہ پسر دم کے دم میں ہو گیا زبرد زبرد دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو باہر مسجد کے در پر ہو کھڑا دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا جانبِ صحرا رواں ہے بے محنی بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا اس میں اک درویش رہتا تھا سدا بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام غار سے باہر نکل کر بیٹھتا آپ کو دکھانا سب کو دیکھتا اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا لائی اپنے ہر کبیر و ہر جواں دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر لوگ اُس سے ہی دُعا کرواتے تھے تھا رہا اُس کوہ کے گرد اژدھام رنگیاں وہاں وہ جواں اجنبی تو کر لگا شہر میں جا کر کے کیا
--	---	---	---

گرمیوں میں اس رات کو	صبح کو پھر دیکھے جو سو ہو	کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر	پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اسے تینوں	دل میں اس کے یہ خیال آیا وہیں	کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خل	اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار	کر تو درویش کی خدمت اختیار	صحبت درویش سے مسرور رہ	اور ساری خلق سے بس دور رہ
حسب درویشاں یکہ جنت ست	دشمن اینٹاں سزائے نعت ست	دوست درویشوں کا ہر کلمہ جنتی	دشمن اُنکا ہے بلا شک روزی
چلے اُس درویش کی خدمت میں اب	سیکھ کچھ راہ خدا لے بے ادب	واسطے دنیا کے کیوں اے بھجر	ٹھوکر کی کھانا پھرے ہے در بدر
کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے	اتراک دن یار مچانا تجھے	آخرت کے کام سے غافل نہ ہو	دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو
دل میں اپنے پختہ کر کے یہ خیال	غار کی جانب چلا گھر کی چال	اعتقاد دل سے وہ اے نیک ہے	جا کے قدموں پر پڑا درویش کے
دیکھ کر درویش بولا اے جواں	کیا ترا مطلب ہے کہ مجھے بیان	عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہمارا	ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا
اور مجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں	راہ حق بتلائیے میرے تینوں	یہ کہا درویش نے اے نوجواں	گر یہی منظور ہے تو رہ سہیل
میری خدمت میں رہا کرتو سدا	نا ترا مقصود برلاوے خدا	بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں	خدمتی محروم اب جاتا نہیں
ہر کہ خدمت کرو او محروم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد	جس نے خدمت کی ہو محروم ہو	کی خودی جس نے رہا محروم وہ
جو مجھے خدمت پسند آئی تری	ایک دم میں تجھ کو درد لگاؤ لی	جہل سے اپنی وہ درویشی غبی	آپ کو مجھے تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے	جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے	جہل سے دل میں سخت اور غرور	رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور
جہل تن میں اک بلائے جان ہے	آدی جاہل بھی کچھ انسان ہے	ہو سکے فقرا تو رہ جاہل سے دور	جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار	صحبت جاہل نہ کرنا اختیار	تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ	جاہلوں کی ہودے صحبت مثل آگ
ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند	آخرت میں اُسکا سوا انجام بد	جیتنگ زندہ ہے جاہل خوار ہے	عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدائے آہ آہ	غیر کو ناحق کیا یارو تباہ	جہل کا اُسکی کرو نہیں گریاں	قبضہ مارے ہر اک پیر و جواں
الغرض پھر وہ جواں با صد خوشی	پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی	پاس اُس درویش کے رہنے لگا	اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تینوں	جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا	ایک مدت جب گئی اُس کو گذر	پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اس کو واخی	سامنے اپنے بٹھایا باخوشی	ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا	اُس جواں سے وہ فقیر بینوا
اُس جواں نے خوش ہو یا یا پیر کو	عرض کی اُس نے کہ اے فرزند خو	ہو جو گستاخی مری اسدم معاف	عرض خدمت میں کروں میں صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجواں	جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے بیان	عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی	آنکھ پر ہے موم کی ٹمکیا لگی
اس کو تم وقت وضو اور غسل کے	دور کیوں کرتے نہیں ہوا کھ سے	دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے	اُسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جواب	تاکہ ہو موقوف دلکا پہنچ و تاب	یہ کہا درویش نے اے یار غار	جب کہ کی میں نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عین نے اُس گھڑی	جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی	میں کرونگا نفس کے برعکس کار	گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب رات دن میں بر ملا	بر خلاف نفس کرتا رہوں سدا	ناک کی بتی کا سُن مجھے سبب	نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا کہ روز مجھ سے نفس نے	عطر مجموعہ کا مجھ کو چاٹنے	میں نے بدلے عطر کے لئے پسر	گوہ کی تپتی ناک میں اسدن سے دھڑ
تاکہ آوے نفس قابو میں تمام	ایسے ایسے کرتا ہوں کام	اور میں تو دوسرا مجھ سے یہ اب	آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب
بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا	حق کی نعمت میں نہ ہوا سرفا تا	کیونکہ دوسے دیکھتے ہیں جہت قدر	ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر
اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی	گرچہ میں نے بند کر لی دوسری	بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر	تاکھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
اس قدر شکلیا جمائی موم کی	حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی	شکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا	گرچہ میں جاں ہوں اے مرد خدا
عالم و فاضل ہے پر میرا پدر	اُس سے میں اکثر سنی ہے یہ خبر	غسل کرنے سے جنابت کے کبھی	خشک رہ جائے اگر اک بال بھی
اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ	گو کرے تنو بابت کو شست و شو	کیونکہ دھونا فرض ہے گاہ سبب	گر ہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب
اور تیرا عضو سارا اے عزیز بند	خشک رہتا ہے سدا کرتے تیز	یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے	خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے
دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی	ایک تپتی گوہ کی جو حد سے سڑی	کسی طرح تیری نماز ہو دے دیت	جب تلک غل و وضو ہو دے نہ چست
اسکے اوپر آپ کو آب اے فقیر	کہتا ہے تو صاف پاک اور بنظیر	ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ	دین و دنیا جو کرے دونوں تنہا
اس طرح کے زبرد تقویٰ اسے ترے	یہ تیرا خادم بہت حیران ہے	سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا	دل میں کر انصاف اور چپ رہ گیا
زانوں میں کھکر کے سر اپنا فقیر	مارے خفوت کے ہوا ایسا حقیر	شیک کے آگے ہوں جوں وہ باہر پیر	اُس جواں کے سامنے اُس دم فقیر
ایک عصہ تک تامل میں رہا	پھر یہ اپنے دل سے اُس نے کہا	کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا	اُس جواں کو اپنا تو مرشد بنا
آنکھ میراں سے کر کے تو بہت تر	اس جنابت کو بدن سے دور کر	غسل کامل اور وضو کو حجت کر	باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر
الغرض نہادھو کے اٹھ کر بنیاز	کی ادا اُس وقت جو اُس نے نماز	وہ مزہ اور خطا اُسے حاصل ہوا	جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا
وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی	پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی	ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا	اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا
علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے	پھر سکھایا کر سہاں آ کر مجھے	شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے	اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے
اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بڑلا	جو کہتا تھا پیر نہ وہ ہی لیا	سیکھنے سے علم کے اے سہرہ در	ہو گیا درویش راہِ راست پر
ہو گیا درویش پھر تو بے غل	عالم و زائد روتی ہے بدل	ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا	جب ہو مقبول درگاہ خدا
ہو نا علم اور زہد آپس میں بہم	رکھ سکے کب رہ میں عزت کے قدم	علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے	دھو و رنگ گر ہی دل سے ترے
زبدہ ہے جو اکھاڑے بیچ سے	ماسوا دلبر کے دلیں جو ہے شے	جو جو ہے دلیں سوا حق کے بھرا	زبدہ شے ہے کرے سب کو فنا
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے	اور دلیں خوف و ڈر ظاہر کرے	ڈرتے ہیں حق سے وہ مردان خدا	علم حق جن کو کیا حق نے عطا
انما یحیٰ ہے اُنکی شان میں	کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں	یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ	عالم و عال میں جو بندے مرے
نشریۃ اللہ کو نشان علم جان	انما یحیٰ قرآن میں پڑھ جواں	دل کو علم خوف سے آباد کر	جا حدیث کو علمِ تم یاد کر
یعنی فراتے ہیں یہ حضرت نبیؐ	جاننا ہوں میں جو تم جانو کبھی	ذکر کیا منسنے کا بلکہ بر ملا	روتے روتے غم سے دو نالے بہا
لے یہ اشارہ ہے طرف آیت انما یحیٰ	الشر من عبادہ العلماء	یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔	

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
مکڑے مکڑے جس سے ہو سینہ مرا
در در غم سے کر کے ٹپاک جام لا
جلد دے امداد کے منہ سے لگا
تاکہ دیکھ جا دل میں سما
در دے ہو در داسکے کی دوا
علم کان بہر شاخ و باغ بود
ہجوم دروز و راجہ راغ بود
اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امرا کی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے ز باغ و زراغ واسپ دگا و خر
فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی
فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی
علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
مومنوں کا فقر نبی معراج ہے
مولوی کو یہ گماں لاریب ہے
علم کا انحصار ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منال دنیوی
تو کریگا زیب و زینت خوان کی
اور کب تک مرغ و ماہی سے انہی
استقرار مال و منال اے بادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
اور تیرا استقرار مال و منال
نان و حلوا قند و شکر قورما
علم دیں سے یوں کرو جھٹکا کھڑا
آخر شجھ کو کرے دیں سے بڑی
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتون کرے
ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سن
یعنے اک دانہ اگر ہو شبہ ناک
تخم اسکا کاڑے اپنے ہاتھ سے
اور اسکے کاٹے کے واسطے
اور گوند جس اسکو جو رہی جنتی
اور جلاویں لاکہ حضرت جبرائیل
اور پکاویں حضرت مرثیم اُسے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل
نور عیسیٰ کہتے ہیں حضرت نبی
فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی
علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
مومنوں کا فقر نبی معراج ہے
مولوی کو یہ گماں لاریب ہے
علم کا انحصار ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منال دنیوی
تو کریگا زیب و زینت خوان کی
اور کب تک مرغ و ماہی سے انہی
استقرار مال و منال اے بادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
اور تیرا استقرار مال و منال
نان و حلوا قند و شکر قورما
علم دیں سے یوں کرو جھٹکا کھڑا
آخر شجھ کو کرے دیں سے بڑی
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتون کرے
ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سن
یعنے اک دانہ اگر ہو شبہ ناک
تخم اسکا کاڑے اپنے ہاتھ سے
اور اسکے کاٹے کے واسطے
اور گوند جس اسکو جو رہی جنتی
اور جلاویں لاکہ حضرت جبرائیل
اور پکاویں حضرت مرثیم اُسے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل

عمر تیری کام کی گزری سناہ ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال کر شروع آہ و فغاں چھیڑ بنال
اب بھی تو سہر خدائے بے خبر اس بیٹھاپے کو غنیمت جان کر
جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام کراڈا اُس کو بٹھاپے میں تمام
غرق دریائے گناہی تابکے وز معاصی رو سیاہی تابکے
اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ کب تلک رکھیکا اے حال تباہ
حضرت آدمؑ کہ داد اسب کے تھے اور خلیفہ تھے خدا کے جانے
اک گنہ کرنے ہی سُن اُن کو کہا مذہبی مذہب نکل ابیاں سے جا
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال حق نے جنت سے دیا پھر دُرُ ڈال
حد سے گندہ انتظار اب ساقیا کر مذہبِ وقت ہے انداد کا
اس داستان میں بیان ہے مُراد قولِ نبی صلعم کی حُبِّ الوطنِ مِنَ الْاَیْمَانِ
کہ کیا غرض ہے اس سے

قیدیں عسبان کی جو قید ہیں بے زنجیری سے وہ ناامید ہیں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
بند تن کو تو طرزِ زنداں سے نکل یار کے کوچ کو اٹھ کر جلد چل
اٹھا کہیں بہر خدا تک سوچ تو یار کے کوچ کو اور اس عہد کو
ظاہر اور باطن عیلم اے نیک بن کہتے ہیں ایمں سے ہے حب وطن
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخى کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن جنکو رغبت ہے مومنے اصلی وطن
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر جوں مسافر چاہے کرنا گذر
شہر تن میں اس قدر تو آچھنسا اس وطن کو کر دیا دل سے جدا
موٹر منہ اور تن سے جا لگو شاد کر اپنا تو اصلی وطن آباد کر
ہے یہ دنیا خانہ سو میران یار اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ جنت واسطے کفار کے ظالم و فساق و بد اطوار کے
یار کے دیدار سے محروم ہیں جو گناہوں کے پڑے ہیں جال میں
انکے گزوں میں سچلے قن مَسَدُ لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بدر
یاد کر او طان اور عبد قدیم اٹھ توجہ کر سونے ملکِ نعیم
راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
وہ وطن ہے اور جس کا نام لے یہ وطن ہندو عراق و شام کے
ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا
اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر ہیں سعادت مند جو سب چھوڑ کر
کر لیا تو نے وطن ہی اختیار دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن اس وطن میں ہے جو یہ خود بی وطن
کوئی ویرانے میں رہتا ہے پڑا چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا
اُنوں اور چغندر کے رہنے کا گھر ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر
عیش اور آرام زنداں میں کہاں اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں

فکر کو ایسی کوئی اے بے خبر چھوڑ کر کے اپنا خانہ زر نگار کب تنگ اے شاہ باز پر فتوح کب تنگ اے ہرگز شہر سبسا کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل اس نجاست پر پر سبزہ دیکھ کر واسطے تصویرِ بچیاں کے میاں لوح دل سے سب خیالات کو دھو جب نہ تجھ کو پس پسند ہو جائی یار	تاکہ تو اس قید سے ہو دے بدر اس نجاست پر ہے تو مفتون یار تو رہیگا دور از اقلیم روح تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا گرتو یوسف ہے کنوئیں میں سے آنکل ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر آپ کو سو کیا اندر جہاں جان سے اک یار پر مفتون ہو کیوں نہ ہو نیز اس سے کردگار	آشیانہ ہے ترا عرش بریں کیوں تراب آباد میں ہے تو پڑا حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر کر کے کوشش بند پاسے دور کر تا عزیزِ مصر بانی ہو تو ایک دانے کیلئے اے زشت خو بھر ہے دل میں خیالات جہاں یار ہو جائی نہ بن اے بیوفا ایک سو ہو کر یہ مٹن مجھے مثال	تو پڑا ہے قید میں اندر نہیں دیکھ چل گزرا کی آب و سہوا ایسے دیرانے میں کھولے بال و پر اور اڑا تو آپ کو بھر عرش پر جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو جال میں تو نے پھنسا یا آپ کو ذکرِ فکر حق بھلا اس میں کہاں خالصا اک دل رہا سے دل لگا تاکہ ہو معلوم تجھ کو سب یہ حال
تھی اک عورت تو صورت نازنین ایک دن باناز با صبر کو فر اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال اُس کو یوں محنوں و شیدا دیکھ کر کیوں کھڑا ہے کسا تجھ کو دھیان اُس جوان نے یوں کہا جانِ جہاں عشق نے تیرے مجھے بے خود کیا حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار سکے یہ ادھ چھوڑ کر اُس کو وہ خام اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال جو سوا حق کے ہے دے سب جلا	سیم ناز کبدن اور مہ جیس ایک کوچے میں ہوا سکا گذر ہو گیا وہ مثل تصویرِ خیال عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر کسلے آئینہ ساں حیران ہے چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا جسپیشِ شمس و قمر دونوں نشان ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بچیا غیر پر ایل ہو ظاہر یا نہاں کعبے میں چاہے بنا نادیر کو جہنم دے دیکھ بھر حق کا جمال ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا	زلف و رخسار و لب اسکے رنگ حور اتفاقاً سوختہ دل اک جوان اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار یوں کہا زن نے اُسے اے سادہ رو جا ہیانسے دیکھ اپنا کام کر عشق تیرا لیکیا اے میرِ بجاں یہ کہا زن نے اُسے اے بیخبر دیکھ اُسے شکر ذرا اے سادہ رو جب لگا جانے نوزن نے دوڑ کر میری صورت پر اگر عاشق ہے تو کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر رکھتا ہے دل پر تو داغِ حب غیر دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا جو وجودِ مطلق اور سستی پاک	جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور دیکھ اُسکو ہو گیا عاشقِ بجاں ہو گیا کل محو اندر روتے یار حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان ہے مری ہمیشہ مجھ سے خوب تر آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہِ رو دھول اک سر پر لگائی جلد تر اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو غیر کو کیوں دلیں بھر دیتا ہے جا ہے حقیقت میں وہ مشترکِ سرسبز اور چاہے کو چہ دلبر کی سبیر کیلئے احوال بنا ہے بے حیا دھیان میں تیرے جو آدے سے خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں	ہے یہ اک نورِ مینرۃ اے جواں	اول و آخر نہان و آشکار	ایک ہے خوشید اور ذرۃ ہزار
ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر	ایک صورت جان لے اے بیخبر	ہے ہزاروں آئینو نہیں اک جمال	اس تکثر سے ہے حیران عقل حال
ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں	میں سب اسماء صفات انے نکتہ داں	اس سے زیادہ کہ نہیں سکتا ہوں	قدر وحدت سے ہوئے میں بند لب
اس شکر کرنے بند لبوں کو کر لیا	گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا	سا قیاس دشت و حشت سے چھڑا	یار کے کوچے کا دے رسنہ بتا
جام وحدت دیکھ ساقی جلد تر	ماسوا کی قید سے آزاد کر	تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بندن	بحر درد عشق میں ہوں غوطہ زن
اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور سہولتیں ہے اوپر عاشق آزاد کے			
میں طریق عشق میں صد بلا	اے دل نلکین غم میں مبتلا	عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم	آفت و درد و بلا درج و غم
محنت و خواری و ذلت اور حذر	انتظاری و بیکاری درد سر	کھا نا و پینا نہ سونا ہے وہاں	ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں
نے عزیزوں قریب دے شفیق	لے کوئی غمخوار اٹکا نے رفیق	ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر	آہ سرد رنگ زرد و چشم تر
ایک عاشق باہر ان عشق ہیں	میں وہ خوش ہر دم بلا درج میں	عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں	بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں
جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام	بود سے اپنے ہیں بے خود لاکلام	تو بھی اے املا اپنے سے نکل	ہو کے بچو کو چہ دلبر کو چل
غار خس کو غیریت کی آگ دے	بافرغ دل تو تنہا راہ لے	سُن نہ ہونے میں ترے کب بیکرا	مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فائدا
ڈھونڈت اند خودی کے بہتری	بہتری ہے بی خودی میں اے اخ	راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے	جسم و جان کو چنے غم گر پے بے پے
رج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی	جبکہ حاصل ہو دے مقصود ولی	بکریوں کا دیکھ گمہ جس طرح	بھیڑا ہوتا ہے خوش اور با فرج
بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار	بھیڑے کی آنکھ میں باغ و بہار	ہے اسی صورت سے حال عاشقان	سُولا و درد و غم میں بے گماں
انکو حاصل یاں جمال یار ہے	گرچہ تن اُن کا منالِ خار ہے	عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی	سر بسر ہے درد و غم آلودگی
عیش و عشرت جہنمک چھوڑے نہ تو	غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو	ہو نہ جب تک تجھ آسائش حرام	رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام
کب بھلا حاصل تجھ ہو راہ عشق	مبتلا ہے تو تو اندر جوہر و فسق	غیر ناکامی کے اس جا کام نے	عشق کی رہ ہے وہ حرام نے
تو شہ ہے اس راہ میں تقویٰ اترا	نان و حلوا طاق میں رکھ لے فتا	نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال	باغ و فراغ و حشمت و اقبال حال
نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند وزن	تیری گردن میں پڑے جو طوق بن	نان و حلوا کیا ہے فکر نام و تنگ	جسکی خاطر ہے بے ساری صلح و جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار	مسند و تکیہ و خانہ زر نگار	نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل	اور فریب نفس و علم بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سُن اے بد قماش	یہ سعی تیری ہے از بہر معاش	واسطے دنیا نے دُور کے ہوشیار	زیرِ منت ہو گا کس کس کے تو یار
بے بفا کی واسطے لے خود پسند	ہو گا کس کس کا تو یاں احسان مند	عیش و آرام تیرا اے جواں	لیکیا یک لخت یہ حلواؤں نان
تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا	دردِ بدر رسوا چھڑا نا ہے سدا	دھو دیا لوحِ تو کل سے سمجھی	نام تیرا جان اے مردِ غمی

گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر
کیوں پھرے سمرات تابدھر ادھر
یعنی ہے رزاق وہ پروردگار
رزق سب کو دینا ہے لیل و نہار
جاقناعت پیشہ کرائے بیخبر
صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
اس میں بیان اس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ
اللہ تعالیٰ کا اس کو امتحان اور نصیحت لینی اس کو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم
غائب جب طرح اصحاب الرقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
رات کو کرتا عبادت بیشتر
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا
اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا
فکر کھانے پینے کا اس کو نہ تھا
ہو گیا موقوف وہ حلواؤ نان
آخر ش اک روز سہر امتحان
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر
اور نہ اُس نے عبادت کچھ ادا
آخر ش اٹھ کر وہ با صدف خطر
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر
سُ تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام
گہر اور قوم نصاریٰ لا کلام
گہرنے دور وٹی اس عابد کو دی
لیکے اُس کو وہ چلا با صدف خوشی
گاؤں سے باہر نکل کر وہ جوان
غار کی جانب ہوا جسم رواں
بھوک کے مدد یہ تھا احوال سنگ
رہ گئے تھے سختی اور پروردگار
تو وہ کتا روٹی اس کو جان کر
کتا بوا کر کے عابد کی ذرا
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس بچو
دوسری روٹی جو اسکے پاس تھی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نکلا
سودہ دونوں تجھ کو اب میں بچا

کان میں تیرے پڑا بھی ہے لیٹم
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا
تاکہ دے تجھ کو دکھا راہ ہدرا
چھوڑ کڑا ہر کی ساری حق و بقی
قدرت حق سے اُسے اک وقت پر
الغرض وہ رات دن مُرد خدا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا
انتظار سی کی نہ آیا پر طعام
بھول سب جاتا ہوا صوم و صلوٰۃ
الغرض کی رات توجیوں توں بسر
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخی
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا
اور کیا عابد نے پھر قصد مکان
ایک کتا گہر کے دروازے پر
گرجہ آگے اسکے کوئی جو کبھی
جوز باں پر آتا تھا لفظ خبر
جب لگا عابد کو پہنچا نظر
کتا جب اس سے فراغت پا چکا
دیکھ اس کو پھر ہوا عابد رواں
پچھ اس کے مثل سایہ وہ چلا
تیرے مالک نے دور وٹی سے سوا
اور کیا چاہے ہے تجھ سے اے پلید

حرف الرزق علی رب کریم
پھر تا ہے پھر کس لئے نور بدر
تاکہ دے تجھ کو دکھا راہ ہدرا
اس میں بیان اس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ
اللہ تعالیٰ کا اس کو امتحان اور نصیحت لینی اس کو ایک کتے سے

قدرتِ حق سے وہ کتنا ناگہاں
گفتگو کرنے لگا جوں مردمان
بچنے سے اب تک اے نامور
رہنا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر
گاہ تو دنیا ہے جھکویارہ ناں
اور گاہ ہے دے ہشت استخوان
گذرے ہیں تجھ بہت شام و سحر
روٹی ٹہری کچھ نہیں آتی نظر
بہفتہ بہفتہ گزرے ہیں یہ ناتواں
خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشان
گرچہ صد ہار بج اب بہتا نہیں
در پر اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں
کھینا ہوں عشق کی بازی سدا
ساتھ اُسکے میں بصد رنج و غنا
اور تجھے جو ایک دن اُنے نوجوان
نے ملا تقدیر سے حلو اُٹان
اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر
گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر
واسطے روٹی کے اپنے دست کو
چھوڑ کر یا تو یاں اے نیک خو
اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا
بے حیا تو ہے کہ یامیں ہوں بنا
اے سنگِ ملعون نفسِ امار کی
یہ نصیحتِ گبر کے کتے نے کی
ساقیا میری خبر لے جلد آ
نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا

اس میں مذمتِ ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکرِ شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ عینی
واسطے زر کے بنے تو متقی
زہد کا دعویٰ تو تجھ کو بے شمار
جاہ و عزت کیلئے اے نابکار
ہے گمان تجھ کو کہ ایسے مکر سے
سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں
ایسے نظریں پاس نیرے سیگماں
میں بہت عالم ہیں عاقل نکتہ داراں
جاتے ہیں سب کی خوبی و زباں
پر یقین ہے تجھ کو اب بیشک یہی
حال سے میرے نہیں واقف کوئی
لکریں ہر دم ہے تو اس بات کی
جسکی یاں کی عزت اور دولت ملی
واسطے زر کے بنے اے نابکار
متقی و عاقل و پرہیز گار
جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر
دین و ایمان سے پڑا تو دور تر
مال کھا ناش ہونکا باکر و شید
چھوٹے غنبت سے نہ تیری عمرِ زید
پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود
ایسے جھوٹ کے ہے قائم اے جہود
یہ ہمیشہ برقرار اور پائدار
ہے

سنگ و آہن سے بھی میضبوط ہے

جو نہیں نقصان کسی شے سے آئے
نے غل اسکو کسی شے سے عزیز

کچھ نہیں نقصان فریب و کمر سے
چوں وضوئے حکیم بی تمیز

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن ٹکالے عزیز

جو کہ نور کھتا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر ہر امین تھی سن اک بیوہ زن

کہندہ رند و حیلہ ساز و پُر زلف

نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار

کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار

بس عبادت سے اسے لیل و نہار

تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا

با وضو رہتی تھی اے مردِ خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تھی

گرچہ پھر چوڑھا چار ہونے کوئی

آتا جو اس بے عیا کے پاس یار

اگے اس کے پڑتی تھی دامنِ پَسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد

نامرادوں کو سدا دیتی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات

ایک دم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لا تا مراد اپنی دہاں

جھٹ رقم کرتی وہ اس پر بیگیاں

رند اور اوباش کے مقصود کو

خوب بر لاتی تھی وہ اے خوب رو

اسکی جکی شیخ کے مانند یار

پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار

کرتی تھی حق کی عبادت بشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھنی بناز

ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا

خوب کرتی تھی رکوع سبحدا ادا

اسکے اوپر کبھی تھی وہ بد گہر

کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا

اس طرح کے کار سے تیرے مجھے

حیرت آتی ہے بہت ایندیک پے

ایک دن اک رند نے اس سے کہا

خوب رہنا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ حکم وضو

کرمیاں کچھ حال اسکا مجھے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر

سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر

بلکہ ہے سدا سکندر سے دو چند

جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے

ہر طرح کے کار سے قائم رہے

جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو

سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا یار

سوفریب و کمر سے ہے پائدار

بے خدا کی مارا ایسے شخص پر

بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا احد سے گذرا انتظار

جام دے وہ جس سے ہو سنیہ و کار

کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک

آتش دل سے میں ڈھوں سر پہ خاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند

اکر حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند

درس تیرا اسلئے ہے صبح شام

تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہار فضیلت اور عمل

آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل

تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے

خلف میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے

سو خرابی اور بلا میں تو پڑے

ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال

مرد و زن کیو اسلئے ڈالے ہے حال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں

سوفریبوں سے تو لایا دام میں

جاہل و نادان و بے عقل شعور

حال میں تیرے پڑے اے پر غرور

مقتدر تیرے ہوئے دے پر ضرور

کون شوئی کا نہیں جنگو شعور

جاہلوں میں ملے کر بنی سدا

علم و فضل اپنا جتا یا خوب سا

خوبی تقریر کو دیکر کے زیب	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب	دوسرے کو تو نصیحت ہو دمام	اور ہو دے خود نصیحت لا کلام
راہِ جنت کا بتا دے اور کو	آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو	رہ بتا دے اور کو گلزار کی	اور لیوے آپ رستہ نار کی
شہد و شربت اور کو دے پہلا	آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا	کرتا ہے اوروں کو سیڑھی راہ پر	اور ہو دے آپ گمراہ جان کر
بھجیتا ہے اور کو گلزار میں	آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں	ہے یہ سب اس واسطے اے پرخل	لوگ جانیں تا ترا علم و عمل
خوب سی شہی جنتی کھول کر	مکر اندر مکر لکھا ہے سہنر	پر اصول و فرع تیرے اے انخی	محکم ان دوسے نہیں ہے ایک بھی
کچھ حیا بھی کچھ کو آتی ہے بتا	حق تعالیٰ اور پیہر سے بھلا	جان اس رہ میں نرا کیا غول ہے	یہ ریائی درس نامعقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس	ہے یہی شیطان تیرا اور نفس	بیریا کا جو ترا ہے وعظ و پسند	زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند
ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا	درس ہے کب ہے وہ اک قبر و بلا	چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا	دولت ایمان کو ہے لوہا ستا
خنجر لا حول سے اس چور کو	قتل جس نے کر دیا اے نیکو	دولت ایمان لی اس نے بجا	باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض	ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض	آپ کو جس نے اگر اس مرض سے	کر دیا آزاد جان اے نیک پے
اسپ و دولت کو وہ اپنے باسمنر	ہے وہ دوڑاتا فرازِ عرش پر	ساقیا لے بہر حق میری خبر	نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا	کر کے امداد لکے بچوں سے چھڑا	تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا	اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا ۲۱ کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقبی کے سے

کیا ہے دنیا یعنی اسبابِ جہاں	آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں	بیرے قریب خدا سے تھ کو دور	اور کرے راہ ہڈا سے تھ کو دور
کر دیا قربان اُس پر اپنا سر	نہو گیا تو راہِ حق سے دور تر	کر دیا ہے تلخ تیرا یا رکام	اس طرح کے نان و حلوائے تمام
اور بھی اکثر تر اے نیک خو	لے گیا ہے رونقِ اسلام کو	جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور	بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دور کر
اور اس دنیا نے دوں پر خاک ڈال	آپ کو بارگراں سے تو نکال	سچی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہز	واسطے دنیا نے دوں کے سہرہ
سچی کچھ حانی نہ عقبی کی ہے کیا	سچی دنیا میں رہا تو مبتلا	اس کی رہ میں موشگافی شقی	اس کی رہ میں گندہ نمی اہمقی
پیچھے اسکے دڑے ہے انجانِ دل	اسکے پیچھے جانے جیسے خر بگل	باوجود اس سعی و محنت کفر	جو کہ چاہے تھانہ وہ حاصل ہوا
سچی دنیا میں رہا تو عمر بھر	کیا ہوا حاصلِ نچھے جُز دُر دُر	سعی عقبی کی جو تو کرتا میاں	کار دنیا کا بھی بر آتا میاں
کا عقبی کا جو کرتا بند و بست	کار دنیا کے بھی سب ہو دوست	اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر	جو کوئی دنیا نے دوں کو ترک کر
ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع	اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	کار اسکے دنیا و دین کے تمام	ہوتے ہیں آسان سب اے نیک نام

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال کان دھ کر سن گئے اے تو غصا

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اور پرکار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی ایک مرد صالح نوجوان کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں پاس اسکے کہتے ہیں تھا ایک شتر بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا اونٹ اسکا بھاگ جھل کو گیا اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا گریں دوں کھیتی کو پانی اب یہاں اونٹ اپنے کوئی پھر پاؤں کہاں اور نماز جمعہ بھی دوں ہاتھ سے ہوں ترابی میں پڑا اس بات سے گریں دوں کھیتی کو پانی اس زمان ہوتی ہے بالکل خراب اے نہر باں جوئی ڈھونڈوں اونٹ کو جھل میں جا بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا ہر طرح کے رنج میں تھا بقتلا آخرش بولا تا مل کر کے وہ کیونکہ اس دولت کو بے بیشک بقا اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا یعنی کار دین کو ہووے بقا اور کار دنیوی کو ہے فنا جو کہ فانی سے لگا وہ دل عزیز اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا جعفر بن تکیہ مسجد اُس نے کی اجبر قربانی کا پایا اونٹ کی جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر باخضوع دل بصد عمر و نیاز سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر ہے کھٹا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میاں عاجز و مسکین غریب و ناتواں اپنی بی بی سے پوچھا اُس نے جا اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں ہو کے گرد اسکو قوی سا بیٹھ یا یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو اب میں جا کر سنبھالوں کھیت کو اپنے اس معمول پر جتنا کہ ہو آخترش اٹھکر وہ مرد نوجوان کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں خود بخود اُس نہر سے بس بیگیاں اُسکی ہر کاری میں ہوا پانی رداں ہے نہ ہمسایہ میرا ایسا بھلا کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ خود بخود پانی ادھر کو مہولیا بولے سب ہی یہ عجیب اک ماجرا دھکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر پر بہ تیرے کھیت میں کرتا گذر ہو گئے ناچا جب اے باادب شکر حق کرنے لگا بس بیگیاں حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں ہر کاری میں ہوا پانی رداں جو کوئی دنیا نے دوں کو ترک کر باندھ لے حق کی عبادت میں کمر خود بخود دنیا ہوا اُس پر شمار دین کو دل سے کرے جو اختیار جس نے کی دنیا مقدم دین پر وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر قعر و زنج میں پڑے جا سترنگوں جو نہ حاصل دین اور دنیا نے دوں عیش دنیا جس سے بچے پر سر دہو

چھوڑ کر دنیا نے دُور کو سر بسر حکم پر دلدار کے باندھوں کمر
سوال کرنا کسی زائد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال	ایک منعم سے کیا اس نے سوال	یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر	در پے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیا نے دنی	کس قدر ہے کہ تو اے مردِ عجبی	یوں کہا اس نے کہ میخ و ستار	کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا	رہتا ہے اسکی تنگ و دو میں سدا	کیا ہوا حاصل تجھے میرے غلیل	یہ کہا اس نے کہ کچھ قدر قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر	پر نہ آیا اس سے کچھ عشرِ عشر	یہ کہا عارف نے اسکے بے ثواب	فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو بحث اسکے میاں	عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں	قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا	عمر اپنی اس پہ کی تو نے قدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا	اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا	مرد علول کا ترے اس سے کہیں	کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عجبے کا گھر	سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر	اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر حیاں	میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنی اس دنیا نے دُور سے اب تجھے	دارِ عجبی ہو دے حاصل کب تجھے	مرد وہ میں جو کہ دنیا چھوڑ کر	باندھتے ہیں راہِ عجبی میں کمر
اور تو میرا گواہ نفس بے حیا	کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا	یا دِ حق کو تو نمازِ فرض جان	اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زمان
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا	راہِ عجبی کو دیادل سے بھلا	واسطے عجبی کے تو اے بہرہ ور	چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل	یا دِ حق پڑتی ترے باقالت و قیل		

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے
دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے یہ حکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغِ وجاہ	باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ	اور گرد آئے فرید اور طالیس	جمع بیٹھے تھے بصدِ صدق و یقین
ناگہاں تہ جانور اک طرف سے	سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے	ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا	اور اسکی جستجو میں دوسرا
ان میں آگے تھا کونز بس رواں	سب سے علجز اور حقیر و ناتواں	اسکے پیچھے مرغِ ندیں بال و پر	اڑتا جاتا تھا ناگ بھی ایک کے
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا	جانتا تھا بد بخت کو آجوں ہوا	کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لہ	ہاتھ آتا تھا ناگ بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہِ دیں	ماجر ایسا کبھی دیکھا نہیں	کیوں کہ تو ترک ہے پیچھے مرغِ یوں	اور پیچھے مرغِ کے کو ا ہے کیوں
ہے کہ تو کا مطیع کیوں مرغِ یوں	زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں	جنس باغی مختلف میں ہے یہ کیا	ایک کا تابع ہو اجود دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی	جنس سے جنس کو میل اے اخ	جنسِ جانبِ جنس کے کھتی ہے میل	ساتھ دیکھ دن ہے اور ہے شبِ کلیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا	اور کافر پر سو کافر مبتلا	صالحوں کیساتھ مہوین صالحاں	ساتھ بدکار و نیک ہوں بدکاریاں
زنجِ بہرہِ زاغ کے ہو کر اڑیں	بلبلوں کیساتھ بلبل خوش ہیں	انہیا اسوا سٹے پیدا ہوئے	جنس ہے انسان کے اے نیک پے

آئی تملک اپنے جنس سے بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے جنس سے جنس اپنی کامیاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر کب پہلے اُن سے انسیت بشر کب بھلا انسان ہو کر نہ بھجبا
اک خلاف جنس سے ہوں سو جہاں اور ہوں بجنس سے لک قیمت فائدہ بجنس سے ہو جس قدر
روح جو آئی ہے ملک امر سے زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے جسم ملک خلق سے پیدا ہوا
اُس کی پیدائش اِن دُور سے ہوئی حق نے جو دہنوں کی اسمیں جمی جو کرے یہ میل جانب خاک کی
اور کرے جو روح کی جانب گذر نفس لوامہ بنے اُس وقت پر میل ملک امر کا جب اسمیں ہو
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا ملہمہ کی طرف پھر کھتا ہے پا بدستہ ندیب اور کمال اجتہاد
اسی سخن کی کب ہے آملہ انتہا ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا
حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں جو اڑے جاتے ہیں یہ ہیں جانور ہے مثال انکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور یہ مثال اُن کی ہیں مینوں جانور ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب بھاگتا ہے یہ کبوتر ہے بہ پے مرغ زریں کے فریب و کمر سے
اور درپے مرغ زریں اسکے بے تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے لیک ہرگز یہ کبوتر ناز نہیں ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا حرص سے جاتا ہے تو ایجیا پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا اگر چہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال جاتا ہے حق کی طرف قبلہ و قال اور زریں مرغ تو دنیا کو جان دھڑے ہے عارف کے پیچھے پیکمان
زانغ یعنی اہل دنیا حرص سے چوں زغن مردار دنیا میں پڑے کرتو دنیا دار کو کو شمار لیک وہ مکاھ اُن سے بھاگ کے
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار دھڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار دھڑتی ہے اُسکے پیچھے یہ سدا بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر بھاگے ہی جو اس سے اُس کے پاس جا اور جو اس کو طلب کرتے ہیں یہاں بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں میل
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا

تمثیل

اور مَن اِس پر تو مجھے اک مثال نیک لوگوں کا بیاں کرنا یہی حال ایک دن باروں رشید بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا باصد عروج و جاہ
اور گرد اسکے بکثرت لاکلام ختمے کھڑے آداب سے لوٹدی غلام جہر باں انپر جو کچھ سلطان ہوا حکم یہ مختار کاروں کو دیا

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لا کر دھریں ہر ایک شے	ستے ہی مختار کاروں نے جیھی	پیش شدہ ہر ایک نعمت لادھری
حکم چھ نوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیس یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
ستے ہی اس بات کے نوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پر نام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک نوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب تبا	عرض کی نوٹری نے جب اے نیکو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کہتی ہے کیا پھر جو شبہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بادشاہ ستے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے بادب	کر دیا آواز تجھ کو میں نے اب	اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام	کر دیے تجھ کو عطاءے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دلے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے	چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر	دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اس شخص سے	اترت کی نعمتیں سب اس کو دے	تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ماسوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خالصا اللہ حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونی کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دروضہ وں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش سرے سے بھی ہے اور دل سے سرور	قرب سلطان اس سے وہ تو دور دور
ہے سعاد مند وہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قرب سلطان سے بچ کر گریج سکے	کیونکہ تیرا د بال جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اسمیں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھنا ہوں اک داستان	کان دل سے تم سدا لے مہر باں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو نیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر	راہ حق میں جست و کمال بے نظیر	چھوڑ کو دنیا کے سارے کاروبار	کر لیا تھا اس نے کوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جہاں گنجل میں جا	گونا گونا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
بایر آتا تھا نہ وہ اس غار کے	پر کبھی حاجت ضروری کیلئے	بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا	کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اس کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اس عارف پر عنایات خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے	جہاد کو شش شرط پیے پرانے پیر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہ دل ربا	چل سکے بے راہ برکے کب بھلا	میں گاس رہ میں بہت سی گھٹیاں	طے ہو کب بے راہ برکے اے غلام
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے	راہ پر لے ساتھ پھر تو راہ لے	راہ برے تاتو سیدی راہ جا	گھٹائیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
اولیا میں راہ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو کھڑا اور راہ لے	عمر بھر گرجہ کرے روزہ نماز	بے مدد مرشد کے کب ہو ستر باز

تو عبادت گرجہ کیسی ہی کرے	گرچہ کی تو نے عبادت سالہا	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی	جو نہ جا حرص و ہوا دے لے ترے	اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
منع کرتی ہے گناہوں سے نماز	علاقہ ہے یہ تری روزہ نماز	بڑا باطن اس کے کب نہج پر ہونا
تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو	ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا	ٹھوکر کی کھاتا ریگا جاجا
بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے	تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا	بے کماں کے جانشانے پر لگا
بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم	انتہا رکھنا نہیں ہے یہ سخن	حال اُس درویش کا اب مجھے سن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے		
ذکر و طہارت میں رہتا تھا سدا	ناگماں اک روز اے فرخندہ فال	ایک عورت صاحب حسن و جمال
انگی خدمت میں اس درویش کی	دست بستہ با ادب ہو کر کھڑی	عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
ایک کرموں کے کرم سے دور ہے	نیری خدمت میں رہو گی میں ملازم	جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
کر لیا معلوم باطن سے وہیں	ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار	سامنے آئی مرے کر کے سنگار
دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ	بھاگ کر تجھے یہاں آبا رہیں	چھپکے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید	یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان	حکم سے حق کے میں آئی ہوں بہان
فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں	آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں	کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
اور عارف کو سوئی وحشت بڑی	یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی	جو تیاں مجھ سے بہت سی کھانگی
گور کا مصرف کو نکالیں اُسے	گرنہ جا مجھ پاس سے دنیا لے دوں	خرچ اسکو راہ عقبی میں کروں
گرا سے پاؤں تو اُس پر ڈال خاک	یعنے اسکو صرف کرنیک امر میں	تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
اُسکے بدلے پاؤں تو مجھے وہاں	کر سخاوت کا تو بیشہ اخنیاں	تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار	دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں	تھار ہا مشغول حق کے کام میں
کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر	گاہیں بکری اونٹ خیر اور گدھے	واں ملک آتے نہ چرنے کیلئے
قحط عالم میں پڑا حد سے پرے	خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے	آرمی حیوان گل مرنے لگے
پھرتے تھے چرواہے ادھر اور ادھر	کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو	دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
اُسے پاس اُس غار کے سب اعیان	چند اک چوپائے گرد اُس غار کے	دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
لے لے چوپائے چرانے کے لئے	ناگہاں اک دن وہ غار غار سے	آیا باہر ایک حاجت کے لئے
نور حق تھا اُس کے منہ سے آشکار	دور سے چرواہے صورت دیکھ کے	گرو اُس درویش کے آکر ہونے

اعتقاد دل سے جا رہا ایک لے رکھ دیا پاؤں پہ سر درویش کے
جس کو حاصل ہوئے وصلِ دلربا پھر ہے اسکو اور سے مطلب کیا
اپکو خواہش ہو اب جس چیز کی حکم کیجے ہم بجا لا دیں ابھی
کر کے اُن کی بجز و زاری پر نظر یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار تا میں مارِ نفس کا دولِ زہر مار
جب نہ اُنکو چارہ کھانے کو ملا شیر اُنکے خشک پستان سے ہوا
دیکھ کر درویش اُن کا اضطراب یہ کہا اُن کو کالے مردانِ کار
کر کے بسم اللہ ابائے نیکانہ سعی کرتو ہو گی امدادِ آلہ
گوشِ جاں سے سنِ ذرا اے ہر جاں کہتے ہیں کیا سرورِ معبر اں
بے سفر چلنے کے کب ہو رادِ طے جہد کر چل منزلِ مقصود پئے
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہِ چل عیش کے دامن کو چھوڑ تانا لُجھے اُن سے اندرِ خلوت جھاڑ
یعنی یہ کپڑے لُجھے کر جھاڑ میں خوب سائن کو ترے زخمی کریں
دُور ہے منزلِ بہت رہ میں پہاڑ اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
قطع کر یہ خارہ سے تاکہ تو جلد پہنچے منزلِ مقصود کو
یعنی لاسے تیز سے نیشہ تنا سنگِ غیرت کو بھر چہ سے ہٹا
یعنی یہ حرص و ہولے دینوی غیر حق کے ہے ترے دلیں بھری
یہ معنی ہے بے بیاں اے دستو یہ حال اُس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ - دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقاد سے

ایک چرواہا غرض اُن سے اٹھا پاس کا وانا سپردہ کے گیا
اُس جواں نے پاس اُس کا لے کجا ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا
ہو کے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
ریڑیوں کو لیکے سارے راغیاں شہر کو کجا نب ہوئے یا درواں
دن کئی گز غرض اس طرح پر آتے تھے چرواہے وے اسفار پر
نکھا خلائق کی زبان پر یہ کلام شہادہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام

تاکہ لیوے امتحان درویش کا تاکہ دودھ لے عارف نے اُس پی لیا
دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسے اُن شہر میں وہ سب سب داخل ہوئے
بعد اُس غار میں جا کر چھپا رفتہ رفتہ شہر میں جا بجا
اس کرامت سے وے حیران ہوئے اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
سب امیروں اور وزیروں سے بلا سنئے ہی اِس بات کے شہ نہ کہا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجے کہ جسے یہ اور اٹھ کے باصد التجا صحبت میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت ہے ہر اک حیراں ہوا پاسِ سلطانوں امیر و کنگہ نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہ عجز و زاری سے سدا ہوتے ہوتے چاہیہ سلطان نے باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ شہر میں ہوا اس طرح کا مرد جو بالدب کی عرض یہ درویش سے بولادہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافقِ طبع ویرانہ مجھے مرضی حق کا ہوں طالبِ میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ فائدہ وحدت میں ہوئے جقدر پھر وزیرِ حلیہ جوئے عرض کی یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیا لیک جو بیمار ہوا اے باشعور اوصحت جس نے پائی مرض سے ایک مجھ میں جس کو کچھ باقی ہے اب تارک دنیا ہو تم تو بالیقین تیرے نفس پاک سے اے مہرباں سامنے تیرے ہوا و حوص سب اشع جس سے ہو خلافت کو تمام	کیونکہ وہ دُورے میں اپنے فرد خدمتِ درویش میں حاضر ہوا ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ عاجزان کے مکر سے شیطان ہوا آپ کو ان سے بہر صورت بچا دین حق کے میں امیں یہ عالماں دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹے پاس اُس درویش کے رہنے لگا خوب ہو جو شہر میں عارف چلے سایہ انوارِ ربانی ہے یہ زیب شاہی رونقِ اسلام ہو شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے خلق کے ملنے سے مبتلا فائدہ اور ہر اک طالبِ آرام سے خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا اس سے شود وجہ ہو کثرت میں ضرر گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی و حق پاتی یہ کب خلقِ خدا چاہے پرہیز اُس کو بالضرور کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے چاہے پرہیز مجھ کو اس سبب آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں ہو گئی رشتِ ہماری جانِ جاں مخدول سے ہو گئے یک تخت اب فائدہ اُس سے اٹھاویں خلصِ علم	اُس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ ہے تکرار کئے دلیں یوں بھرا صحبت ان کی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہم نشین و ہم طعام سب ڈروان سے بچو اے مومن پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر سوچ کر دل میں کما دستور کو اس کے قدموں کے طفیل الحبور الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو مرد آزادہ تھا وہ مردِ خدا مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالبِ آرام نفس اپنے کا اب ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا جس نے کثرت سے بچا یا آپکو کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا یوں کہا درویش نے اے باخدا جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے اٹھیا اور اولیا نے راسخیں سنگ بولادہ وزیر نے نیک خو خود بخود آتے ہیں ہم با التجا تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام میں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجیے	عالم و کامل ولی سلطانِ دین شغل میں حق کے حرج بے لغت ہو تیرے مانند ان سے دُور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو چڑیا اور قناعت کا اثر لہجائے ہے ساتھ سلطانوں امیروں کے سدا تا تنہا رنج سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شبیر و شکر جو چلے مخلوق میں عارف خوب ہو رحمت حق ہوئے نازل شہر پر پاس اُس عارف کے باصد گفتگو بھاگتا تھا خلق سے کو سوں سدا اختلاطِ خلق سے ہے سونلا میں نہیں ہوں اے وزیرِ بادب کا دُور میں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا ملک وحدت کا ہوا سلطان رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متین کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر بُدا عیش دنیا سدا بالکل لاکلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین فیضِ اپنا صل کے سب کو دیجئے
--	---	---	---

<p>میری صحبت سے ہوں شاکر و لے بھی میں بھلا کسوا سٹے جلوں وراں یہ وزیر اب یاں سے طے کا نہیں وہ کروں گا تیری خاطر جان کے اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے چھوڑ دے سلطان تجھ کو اے ولی بھاگ کرواں سے گیا با در و آہ حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو آکے شہ عارف کے قدم پر پڑا جو میں نیرے ہزاروں لطف میں کر دیا سورطہ قائل سے پار ۶۹ مرضی حق تو اب یاں آ پھنسا چاہئے راضی رہے صبح و مسا شہر میں آیا نکل کر غار سے واسطے درویش کے با صد خوشی لیک باطن میں تھا وہ سب جدا کر تا تھا یاد خدا شام و سحر پر فقیروں کو دیا کر تا تھا لے نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا خوب ہے گر خرچے اندر کار دیں سانپ ہو دے دوست اسکا دیکھلے یاد رکھ یہ بات میری مان لے ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں عرف</p>	<p>کرتے ہیں کفرانِ نعمت جو کوئی جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں آخر شجہاں جو عارف نے کہیں بعد اس کے جو صلاح وقت ہے شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے تا کہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی بے حجاب اس قدر مارا کہ شاہ اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا اس مکان میں تانہ یہ دیکھ کر چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو صدق دے باہر اراں التجا کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار دلیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا الغرض کہنے سے عارف شاہ کے اور نعمت بھی ہر اک موجود کی عیش دنیا میں تھا ظاہر میں چنسا ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا مال دنیا کو بقا گرچہ منہیں جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے تانہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے الغرض درویش کو ہستے ہوئے زیندہ طاعت میں آیا کچھ بھی من</p>	<p>جو بڑے رستے میں غفلت میں ملے چاہے پیاسے پاس کب جا لے پیر عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر میں جلوں کا شہر میں سلطان کے سوئے دولت خانہ شاہ کبیر مارنے پتھر لگا سلطان کے مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان سے مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے تا کہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد لطف کا تیرے کو نہیں کیا بیان تا کہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے کیا ہے چارہ جب ہوا مر قضا زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے زہر بھی چکھئے ذرا سہرہ خدا کر دیئے تیار محل اور خانقاہ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز نفس پر کرتا جادہ ہر دم و لے فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو پر ہے مومن کیلئے بیت العمل در نہ تو کتا سا ہے مردار پر اور نادانوں کو بلا سلوب ہے سانپ کے من گرد پھرتو زینمار جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا پر ہاویسا ہی اپنے حال پر</p>	<p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام بولا عارف جائے نشہ چاہ پر ایک مدت الغرض اس طرح پر بولا بہتر تیری فرحت کے لئے سہو لیا درویش سہرا وزیر وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے با سز درویش و ان مستانہ وار بھاگ کر نکلا جھٹ اس طرف سے شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ چاہئے تھا یہ نہ ہو بد اعتقاد عرض کی اے پیشوا اے عارفان نظر نے کشتی جو توڑی جوڑ سے جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا شہ نے عارف کیلئے با عز و چاہ وہ فقیر پاک جان و راست باز پوتیں اور دل کو پیٹے ہوئے با خوشی رہتا تھا اس گدڑی میں گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل نیک کاموں میں تو مسکھ صرف کر واسطے دانا کے دنیا خوب ہے گر نہ ہونتر تجھے معلوم یار مال دنیا کے نہ کر گز کر و چا دس برس اسکو سے ہوں ہی نذر</p>
--	---	--	--

جو دغا کھاتا وہ اُسکے کمر سے قتل ہوتا ہاتھ سے سلطا لگے
 کی تھی اُس نے احتیاط نہ کیا مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
 حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک تو تو یوں نازاں بتظیم ملوک
 شیخ اپنا شہ نہجے ہر دم کے یہ ندامت کے نود ہوش ہے
 پوچھتا ہے گویا تو اُس شاہ کو کچھ نہیں کرتا ہے یا اللہ کو
 جرحہ اک بحر قدم سے نون کر آیت کا قشر بُو پر گوش کر
 عیش کے سامان سب موجود ہیں تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دینے دوں گرو مت جا اسکے تو اے پُرفزون
 روئے آسائش کو دیکھ گاتو جہاں اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
 راہ حق سے دُور جو تجھ کو کرے اور ڈالے کوئی قزق میں تجھے
 مایہ بدنامی اس کا نام ہے سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
 واسطے اُس زہر کے تو دن اور رات ہوگا تو کتب تک خراب الحیکذات
 منصب دنیا ہے وہ اے پُرفزون اس طرح جس نے کیا تجھ کو زیوں
 اور اس حلوادنان سے اے فنا منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
 مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا خلد میں جوں شاہ مرزاں کیگیا
 ترک دنیا گبز تا سلطان شوی ورنہ ہم جوں چرخ سرگرداں شوی
 زہر دار در دردن دنیا چومار اگر چہ دار داز برون نقش و نگار
 زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
 اس سبب کہتے ہیں شاہ ادبیا میں وہ مقبول ولی و انبیا
 حُب دنیا سب خطا و نکاح ہے سر ترک دنیا سر ہے طاعت کا پر
 پہلے تو تحصیل ہی اسکے تو یار کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
 اس میں اول تو مزاروں محنتیں اور آخر میں ہوں حاصلِ حشریں
 یا الہی مجھ کو بھی مہر خدا الفت دنیا نے دوں رکھ بچا
 حُب مولیٰ حُب حق حُب خدا فحجم کو اب مہر محمد کر عطا
 نہ ہوتا عارف ہے شہ زاروں میں زریغ شاہ دوں
 مکر سے دُنیا نے دوں کے وہ بچا جان و تن اپنا سلامت لیگیا
 ہے نہ آوے وہ ز صد غم شراب خاص لذت اُسکے جو وقتِ خطاب
 ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے مسست و مدہوش اس خطاب سے ہے
 شرک ہے یہ تو رب العالمین اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام دین
 دل مرا تجھ بن ہوا زہر و زہر ساقیا اب اکہیں مت دیر کر
 عیش و عشرت جس سے ہر دیر تمام آگیاں دے بہر حق اک بھر کبیا

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکمِ خدا و رسول کے کہے جاوے

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب کون ہے بد زبان سے ہو بچا حق پرست ہو یا کہ ہو دے خود نما

گو کہ ہوں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار گز نہیں سے آسمان تک تو اڑے پر نہ طعن خلق سے ہر گز بچے

گر کے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو جمع ہوں اہل نفاق آپس میں جب اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ چاہئے راضی ہو بندے سے خدا غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بداندیش کب آکا ہے خلق کے غوغا سے وہ بہراہ ہے چھٹ سکے ہے ان سے کب تو بے دلی گو کرے سوجیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا گر چہ تندی یہی کرے تو لاکھ ہا جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اُسکو کہ ہے یہ کرو یو آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو اور جو ہوئے خندہ رود خوش ادا اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں اُسکو بولے میں یہ فرعونِ زماں اور جو کوئی مردِ درویش نکو فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اُس کو جو یہ ناچار ہے اسکی بد بختی کا یہ ادا بار ہے اور جو کوئی کامراں تقدیر سے رتبہ شاہی سے اپنے گھر پڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کش ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر تنگ دستی سے وہ ہو جلوے امیر

کھولیں حق میں اُسکے کہنے سے زماں ہے یہ دوں پر در فر و مایہ زماں ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار سمجھیں تجھ کو بس حریص اور دنیا دار

اور جو بے کاری کرنے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار اور جو توبانوں میں ہو بولیں تجھے حتیٰ حق و بقی سدا کرتا ہے یہ

اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقش دیواری کہیں تجھ کو پکار اور کہیں نامرد جو ہو بُرد بار ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زنیہار

اور دلیری مروجی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے اور کم کھا دیں کریں طعنے اُسے مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے

اور جو خوش خوراک خوش لباس تن شکم پرور کہیں اُسکو یہ ناس بے تکلف ہو جو کوئی مال دار یہ کہ زینت باتمیزوں پر ہے مار

اُسکو بول طعنہ کریں یہ جیا ہے یہ بے نعمت نہ پہنے اور نہ کھا اور جو گھراچھا بناوے نقد دار خوش لباس اور خوش وضع ہو باقالہ

اُس کو دین طعنہ کر اپنے کو جوان رکھتا ہے آراستہ مثلِ زناں جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر مرد اُسکو کب کہیں اہل سفر

یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا کسی طرح عقل و ہمت آوے بجا اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب بخت برگشتہ پھرے ہے یہ شراب

یعنی یہ صاحبِ نصیب ہوتا اگر پھرتا کیوں شہر و شہر و در بدر مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ میں اسکے پھر نیسے ہے رنجیدہ زمیں

اور کرے گزن کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دلہن میں سر سے خر کے جوں گر کسی سے بُرد باری تو کرے یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے

اور سخی کو یوں کہیں کر اب تو بس ہاتھ تیرے ہو گئے کل کی پیش و پیش جو ہو ا قانع بنانِ خشک و دلق رات دن کرتی ہے طعنے اُسکو خلق

باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد جائیگا دنیا سے بالافسوسِ درد کون ہے جو زباں سے جو بچا باخوشی کچھ سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی ہے خدایے مثل بے انباز و بخت کیا کہا نرسا نے اُسکو تھے سنگفت

خود اور دنیا مقرر کر دیا	مریم عیسیٰ کو اس کا بر ملا	پاک ہے وہ ذات ازوجہ ولد	لہو یلد و کم یولد لہو یلد
کب چٹھے کوئی کسی کے ہاتھ سے	مبتلا کو صبر ہر دم چاہئے	کب کوئی یاں جو مرد سے بچا	نیک ہو یا بد بڑا ہو یا بھلا
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان	صبر کر کے فحش سے سن یہ داستان	گرتے تو دل سے ہمیر لے لیاں	خلق کے ہاتھوں سے حب پاؤاں
حکایت بوڑھے مرد بوقوف کی			
ایک بوڑھا مرد کتابیں بے شعور	عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور	ناگہاں غمِ سفر اس نے کیا	ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اس پیڑ کے	ہو سوار اس پر کیا رشتے کو طے	تھا پس اس کا پیادہ در رکاب	ہر دو یا ہم در کلام و در خطاب
مل گیا جو اک گردہ رہ رواں	یہ کہا سب کہ اے بوڑھے میاں	خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو	رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
باری باری چاہئے ہونا سوار	تاناہو تو اور بیٹا تھک کے زار	پیر نے جب یہ سنا اس کا کلام	ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار	خود پیادہ ہو لیا زار و زار	سامنے اک خلق آ گئی	دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی
بیچ ب بوڑھا ہے بے عقل و شعور	ہے بیخبطی یا کہ مجنوں بالضرور	طفل کو بے عذر رکاب کر دیا	خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
راہ طے آساں کرے طفل اور بچواں	پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں	یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے	طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اُسے
کر کے دونوں قول کے برعکس کار	ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سار	سوچ یوں گھوڑے کو اب کیف دیں	تاکہ پھر طعنہ سے اور دن کہیں
اتنے میں اور اک جماعت آ گئی	جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی	اے سنگم رحم کر بے زباں	بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو دہراں
چاہئے اک اسپہ ہونے اب سوار	رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار	یہ ستم اس بیڑیاں پر کب روا	گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا
شکر کرتی کاسواری تجھ کو دی	جہر بانی کرتو اس پر اے اخی	جو سنا بوڑھے نے یہ ان سے بغور	دل میں کی نادانی سے تدبیر اور
یعنے دونوں پھر نو گھوڑے سے اتر	پا پیادہ ہو لئے ہر سفر	گرتے پڑتے جاتے دونوں پائش	جار ہاتھا گھوڑا خالی پیش پیش
اور اک فرقہ ملا آ کر براہ	دیکھا اس بوڑھے کو باحال تباہ	گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پیر	اسب بھی ہمراہ ہے کو تل مگر
ہے سواری ساتھ موجود ان کے پر	ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جاگر	پہلے تو اس کے بڑھاپے پر ہنسے	بعد پھر اس کو یوں کہنے لگے
کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار	تاناہوں محنت سے پائیرے نکل	حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر	رہج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں	نے سنا ہے اور نہ دیکھا کیسے کہیں	اٹے ہوں سب کا ہم جی آوے قضا	عقل و ہوش و فکر سب ہو دیں فنا
عقل کامل پر ہو حاصل خیر گی	فہم روشن پر ہو مائل تیر گی	پیر مرد القصد حیراں ہی رہا	اور سہا ہی ہوئے مثل سہا
جا کے منزل پر کیا سب مقام	وہ رہا رہ میں پڑا بے عقل خام	گر نہ سنا یہ کبھی قول فضول	راہ چلتا ہے ملامت وہ طول
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل	راہ چلنے میں پڑا اس کے خلل	رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال	کام میں اسکے ہوں پھر سقوی و قلال
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا	آپ کو املاؤ تو ان سے بچا	خلق کے اچھے بڑے کہنے سے تو	رہج و غم میں ڈال مت بس آ بکو
کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال	کام کر ارضی ہو جس سے زوال الجلال	نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر	کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا کھو غم دنیا دین اس اُسی سے تائیں ہوں ناز و کس ہونہ دنیا میں خیال الفتساب اور نہ عقبی میں غم اجر و ثواب
 شغل ہو ہر دم خیال یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار
اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب تو بہوں و رعوتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال یہ جو ہے بچال تیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
 گزرتو خاموشی کی عادت اختیار جس سے جو جاوے ترادل ہو شیار ہووے بعضی گفتگو اے نیک پے ہو کے وہ زنا گر دہمیں پڑے
 خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یاد رکھ کر
 خاموشی پس ہے مقالِ ہل حال گر بلا دیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان تا خاموشی ہو تری نطق و بنیاں
 یوں رہیگا کب تک اے سیر و غ تو گرفتار دروغ اندر دروغ ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا
 بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جوان گوش دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ ہو معلوم تجھ کو زینہار فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اسکا تھا نائب مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوقوں تا ولی عبدالسکون میں اپنا کروں
 اک معلم بائیںز تعلیم کو کرد یا شہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھے بیٹا ضرور ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
 چند عرصے میں غرض اسکا پسر عالم و فاضل ہوا با کرو فر حل معلومات و مچھولات کے بحث منقولات و معقولات کے
 عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوقوں دہر ہووے لامحال چند برسوں میں غرض اے نیک نام ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
 دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام بیک وہ شہزادہ والا حسب رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
 وصف خاموشی کا تھا اسنے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا مثل دریا زرب لب در جوش تھا
 بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سامنے اپنے بیٹھا کر باخوشی گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
 وہ پسر خاموش تھا اندر جواب سنا تھا سب کچھ صوابا نا صواب بادشاہ اس بات سے حیران ہوا اور معلم کو بلا کر یوں کہا
 کہ بیاں باعث ہے کیا اے بائیںز رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جس دن گشتیاں شاہ نے اُس پر معین کر دیئے
 ہو گیا خاموشی جب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بُری کہنا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے چند مردم تا سخن اُس کا سنے
 کہہ دیا سب سے یہ جب بولے کلام پاس میرے لاؤ اس کو و السلام الغرض اکن گیا شاہ جہاں دست میں بہر شکار و حیاتاں
 تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار درشتہ جنگل میں مشغول شکار صید کہہ میں ایک تیر تھا نہاں چھوڑا اُس کو شہ ہوا آگے رولان
 ناگہاں بولا وہ تیر ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار شہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا سنس پڑا اور یوں ندریموں لگا
 جو یہ اسدم جانور رہتا خاموش بند رکھتا ہے نہ کرتا کچھ خر و خش صید کہہ ہوتا نہ یہ گر بولتا کھولا جو لب ایک دم میں سردیا

گرنہ اسدم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہوتا اب اسکا نیکو	جاکے جاسو سوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام	سامنے اسکو بلایا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میر بجاں	جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیان
ہریشیاں اُس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو نہ کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شنا ہزاہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مادراں کو تازیانے بے شمر	اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا	کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا عقداں	قطع سراسر کا ہوا اور میں یہاں	اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا	اے سخن گوڈر تو از روز جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب	تازیانے تن پٹو کھائے ہیں اب	چنی چنی ولیق بنی جوتے ہیں باں	دیکھے کیا حال ہو ان کا وہاں
تو بھی اے سدا راب باہوش رہ	تو حکایت کر گئے خاموش رہ	خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے ٹر
کیونکہ اس عالم میں مسود دریاں	ہوں زباں سے آفتیل کتر یہاں	تا دم آخر زاول دم مری	از دم خود کار خود برہم مری
ساقیا۔ ہے کہاں تیرا خیال	بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال	آہیں دے خم کے خم منھ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
	خم سے بھی نسکین ہونی ہے محال	آج قفل میکدے کو توڑ ڈال	

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

ہیں ظاہر ہیں ساتھ فقراد کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جبتیشیں روئے شال ہے	یہ مقام فقر خورشید اقتباس	ہوئے کب طعل کسی کو در لباس
اس روا و جبہ پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دوست تنوی	ظاہر ت چون گور کا فر پر جل	واندروں قبر خدائے عز وجل
از بروں طعنہ زنی بر بازید	وازد روننگ میدار ویزید	ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا	جس طرح ہو گور کا فر پر بلا
اور تیرا اندر و نہ اے پسر	ہے بھرا قبر خدا سے سر بسر	رکھا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا	بازید پاک پر اے بے جیا
اور باطن سے ترے اے جاں بلید	سو حیا اور ننگ رکھا ہے یزید	اُس ریا کو آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بابزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بابزید	جاتے تھے اتنے میں ایک کتا پلید	ناگہاں اُنکے برابر آگیا	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اُس نے کراے مقبول رب	اپنے دامن کو بچا یا کس لئے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گرین تو بچہ پڑ بھی پاک	اور جوڑ ہوں تو ہو دھو بیسے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی خود کمر	پاک کب ہو اُس سے نواہ بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بابزید	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
اگر میں اپس میں ہم ہم دوستی	خوب گذرے گی بہم میری نری	عرض کی کتے نے اے سلطان دیں	دوستی کے میں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور نومبول ہے	تیری میری اب بھلا کیونکر ہے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھ جو دیکھتے ہیں خاص دعاء	کرتے ہیں تعظیم بید اور سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں کھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مشکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مرد خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سکر کرے یہ وہ پاک دیں	وائے میں گنتے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں نیز اخیث اب فال ہے	میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں	عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جس شیطاں بھی ماں چاہے خدا	دست بر تسبیح درد لگاؤ خیر	ایں جہن تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خیر	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر	ذکر دہرے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جُتہ ناپاک کو	اور عصا و مشانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن تر اگر ایک ہو	پاؤے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مقرر	تو بھی اے امدادِ حق کیلئے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جتنک یخو دے تو	ہو تو بخود دیکھ تو خود دے ہو بہو	خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں ازل دیکھ لے	غیر کو ترک بل اس یار سے	معرفت پیدا ست از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
سنا یا وہ بخود کا جام لے	جس میں آپے میں ازل آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں در حق یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
	نام عین رسم آثار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک لخت آب	

۳۲

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو مرثت	یہ عبادت ہے تیری بہر بہشت	ہے ہی نزدیک الہی دل مقرر	دین گھٹا ناجان تو اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدیث ماعبد تک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشق حق نائب حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب مجھ کو ہر زمیں
پوچتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوف نار سے	پوچتا ہوں تجھ کو نیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوچنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوچتا تجھ کو مکتا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ	رکھتی ہے اجرت کی طاعت نیکوہ	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ مگر اہی تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پرخل	طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھے	ہوش کر کے سنی تو اسکو غور سے
حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی			
کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو	بیدیا طعنہ کہ اے مرد نکر	ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحبِ حال	جسے تو عاشق ہے یوں اے بالکل

سننے ہی اس بات کے محمود شاہ	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	اسکی خوئے نیک پرہوں میں فلا	اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	ساتھ اُسکے تھے جو اہرے بھرے	چند صندوق اونٹوں کے اور دھڑے
انفاقا گھا کے ٹھوکر اک شتر	اُس گلی میں گر پڑا اے بہر دور	گرتے ہی اُس اونٹ کے اچھا کھے	ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت واں اُس سے بدر	لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر	دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ	لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے	یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے	چھوڑتے کو سب سب پیادہ سوار	لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمہ نہ کوئی شاہ کے	رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	تو نے بھی ٹوٹا ہے کہ مجھ سے تورا ز
عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دیں	جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں	دور ہو کر اب تری خدمت سے میں	کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قربت سلطان حاصل ہو جسے	چھوڑا سکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے	بے طریقت کی خلاف اب یہ کہ یار	غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اُس سے زیادہ کون ہے بس ادب	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر	دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار	واسطے حق کے ہے کب لے نا بکار	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	یعنے بہر جنت و حورو و قصور
خواہشات نفس میں یہ سب کسب	زید کے پڑے میں کرتا ہے طلب	کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو	خواہشات نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد جا بے طاعت پراگر	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے پیگر	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	بہتر اس سے اجر کیا جا بیگا یار
اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی قدرت سے عزیزین کر دیا
اور اس قدر ترے اے با وفا	خلعت عرفاں کیا آرا سنہ	ساقیا آدے وہ جام بیقرار	جس سپں میں حوادر روئے یار
ہوں میں یوں دنیا نے دُوں سے پیغمبر	نے امید غلہ نے خوف سقر	خدا اپنی مظہیر لطف و جمال	دور خ ہم کو ہے ظہور ات جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب
طہور کے۔ مراد اس سے محبت الہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی	اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی	تا کہ پیمانوں میں اپنے وقت کو	را نکال گذرا ہے جو اے نیکو
کرے طاہر خدا اب بھر کے جام	اُس شراب پاک سے اے نیک نام	ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید	اُس سے من رکھ بہر حق تجھ کو عبید
اور رہا ساقیا ارواح کو	فید سے رنج و الم کے جلد تو	اور چھپر اجلدی خدا کی واسطے	تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آبادیوں میں مرا	خانقاہ و مدر سے سے دل اٹھا	نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا	اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیرو کعبہ میں پھر اسرار تا	نے ملا مقصود دل کا کچھ تپا	اب بہت پیچیدگیوں میں ابے ساقیا	سہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بے خودی مجھ کو پلا	قید سے تائیاں کی دل چھوٹے سرا	وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا	ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور	ہو نہ الا اس سے اُس عالم کا غور	تا کہ ہوں مقصود دل سے بھر جود	خاک ڈالوں مستی موہم پر

آہ و نالہ نورِ عمل ایسا کروں
خلق میں کل حشر سابر پا کروں
آتشِ مونی سے اک شعلہ ہے یار
اجس شرارِ پاک کا نور آشکار
پس بلا لاکر کے وہ چھ کو شراب
جس سے اس ہوا عہدِ شباب
اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر
صبح ہونے آئی اب مت دیر کر
مطر با کچھ کہ یہ میری التجا
راٹکاں گزری ہے ور نہ چھوٹنا
کریاں کچھ یار کی باتوں سے
دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا
بارق و نئے سے تو اٹھ کر مطربا
جھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا
آہ کب تک میں کروں آہ و فغان
ایک بھی سنا نہیں دھجائے جاں
پھر سنا چھ کو وہ نظمِ مستطاب
جو کی تھی میں نے درِ عبدِ شباب
مطر با اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
کچھ بھی طاقت اب نہیں چھ میں رہی
اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی
از حکیم مولوی معنوی
بشنواز نے بشنواز صاحبِ نفس
کز جہادے نالہ نشیندست کس
ہو مخاطب اٹھ کہیں اب بہرِ
سب زباں سے تو چھ آکاہ کر
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
ہے سدا مشغولِ قیل و قال سے
اور کہتا ہے کہ ہوا اس سے سوا
یعنی پامیں بٹری ہے حرص و ہوا
ہے غفلت سے مدہوشِ اسفند
آپ کی بھی کچھ نہیں رکھنا خبر
قبضہ مارے ہیں کافرِ برملا
دین اور اسلام پر اسکے سدا
تہقیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
جلوہِ دلبر سے دل معمور کر
یعنی یہ حرص و ہوا و حُبِ غیر
سب یہ بچانے ترے ہیں اور دیر
دل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر
نورِ دلبرِ ناہوا اس میں جلوہ گر
الغرض املاذیب تو اپنی کتاب
ختم کرو اللہ اعلم بالصواب
جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام
رکھ دیا اسکا غزلے روح نام

خاتمة الکتاب

مجدد اسکے سن لو اب اے دوستوں
کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیان
علمِ نظم و نثر بھی رکھتا نہیں
شاعری سے کچھ کچھ بہرہ نہیں

پانچے مفسود دل اُس یار سے ہے نہ مطلب خوبیِ اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلام	چاہتا ہوں بہ کہ ہو فیضِ عالم
تسکے یہ زیادہ ہوشی عاشقان اور ہوئے دُورِ فراق	شاعروں سے کچھ نہیں ہے انجا	عرض ہے اہلِ صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ ہو خطا	دین بنا اپنے کرم سے بر ملا	کر کے اپنے لطف و احسانِ نظر
	امیں دیں اصلاحِ بخوف و خطر	



نکتہ قابلِ یاد ہر ذرۂ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر و بار
یک ساز ز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
در بست و دوم ضرب کردہ اللہ بزرگ

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبدایت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ اسجد لکائیے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذاتِ باری ہو پیدا ہوں گے۔ مثلاً اگر تم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذاتِ بحت پیدا ہوں تو بحسابِ اسجد عددِ ولی کے چھیا لیں ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانو لے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دو اعداد ذاتِ مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے و علیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستخرجة محمد جعفر علیٰ لکینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی
ابنِ ندامت زہر سوغم فزا
کرد چوں جملہ مراتبِ عمر طے
داد جاں عبدالغنی باجلوہ ۷۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ششم ذیقعدہ جمہ کو
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے
چلے جہان کو یعقوب
ماہِ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنو یار و عجب قصہ بہارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سرا سہارا
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال
پڑا سوتا تھا میں خوابِ عدم میں
سوا کر عشق نے مج کو جگا یا
کچھ ایسا اس نے پھر نقشہ دکھایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل
اٹھا کر زلفِ رخ اپنا دکھایا
یہ ایک لیگیا وہ جانِ جاناں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آمیری گلو گیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا
شرابِ شوق کا اک گھونٹ دیکر
جنوں نے آلباسِ نن کو کر چاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر
غم و دردِ عالم کی فوج کر ساتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لا کر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ

بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا
کہ جس نے مج کو سودا ئی بنا یا
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
ہوا تیغِ نگہ سے اس کے بسمل
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا
قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
کیا بخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
گو یا قیدِ دو عالم سے چھڑایا
کیا رسوا مجھے عالم میں در در
پنہائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
رکھا اک تاجِ رسوائی کا سر پر
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
بٹھایا بخود ہی کے تخت اوپر
بنا یا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لالہ آتش لگائی
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا
 اجی جس کے ہودل میں درد و فرقت
 وہ کیا جانے ہے اس درد و الم کو
 اٹھا چھاتی میں درد و عشق جس کی
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
 وہ جن آنکھوں میں خارِ بھر ہووے
 گیا سب بھول کھانا اور پینا
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
 سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
 غرض دیوانہ مجھ کو جان کر کے
 مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
 وہ کیا جانے ہے اس درد و الم کو
 وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
 جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

مری سب عیش کی پوجی گنوائی
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا
 اسے کیا ہووے خواب و غور کی فرصت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
 متاعِ صبر و تسکین لیگیا لوٹ
 صبح سے شام تک رورو کے مرنا
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا
 کیا ٹھٹھا ہر اک پیرو جواں نے
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے
 تماشاں کو بھی وہ لیکن نہ آیا
 سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
 کوئی مہدم نہیں جز درد و فرقت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 گذر جس دلیں حضرت عشق کا ہو
 وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو
 کہ ہو جو مبتلائے درد و فرقت
 غمِ فرقت سوا کوئی نہیں یار
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
 بناؤں ایک عالم کو جنونی
 کروں شرمندہ دوزخ کو شر کو
 تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر
 پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گراپنے دکھاؤں
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
 نظر پتا ہوں میں جس کے غم سے ذرات
 ارے یار و کہو ہو جس کو الفت
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
 ارے یار و کسی کو دل نہ دیجو
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
 کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
 نہ دیکھے جب تک دیدارِ دلبر
 سوتیرے عشق میں اسے دِلکے دلبر
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
 بے چاروں طرف فوجِ دردِ گہرے
 یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
 جنوں نے مجھ پہ کی اگر چڑھا ئی
 کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
 جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
 پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قرار
 ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکسے نا۔ لے
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریاں
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
 کہ تیرے عشق نے مجھ کو سنایا

ہمسوں میں اور عالم کو رلاؤں
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
 نہیں ہے اس میں اصلا بولے الفت
 خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو
 ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
 قرار اور صبر ہو دے اسکو کیوں کر
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
 تلے پاؤں کے پھر دریا ئے غم ہے
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے
 کیا تاب و توان کا مار کر بھور
 میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
 گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ
 لیا عزت کا سب اسباب میرا
 متاعِ صبر لی ہے لوٹ ساری
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
 ہے گریاں سیلِ اشکِ غم سے داہاں
 میرے پیارے بنا جاؤں کہ ہر جہاں
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیا سے
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
 مرے دل کو بھر اک دشمن بنایا

اجی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا
خدا کی واسطے جلدی خبر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
اگر آنے میں ہو گی دیر نہجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
طیب درد دل ہے گا مرا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہو دے
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
لگائی تھی جو نوہم سے پیارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
اگر یہ بیوفائی جانتا میں
بہت سرہم نے رگڑا خاک پا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر
اگر رونا مرا خوش آؤ تا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچہ سارا
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
علاج اس کا نہ جز دلدار ہو دے
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھار لے
تو پھر کیوں خاک درد چھانتا میں
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
خدا کے واسطے تم بخشد بگو
کرم پر اپنے پیارے کو نظر تو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
کیا جینے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب تو کرم کر
یہ درد و غم تجھ کو بھاتا ہے
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلہ رخ کا ترے دھیان
جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تصور تیری پیشانی کا گر ہو
جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان
خیال اس تیغِ ابراد کا اگر ہو
تصور تیری مثرگاں کا گر آئے
دردندان کو تیرے یاد کر کے
جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
جب آوے یاد تیرا قد و قامت
ترے ناز و ادا کی یاد کر چال
وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
جو ہو گلزارِ تن زخمِ جگر سے
تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
غرض جو روحِ جفا سارے سہوں گا
ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
نہ ملیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر
نہ ہرگز حالِ دل اپنا کہوں گا
نہ چھوڑوں گا کبھی الفتِ تمہاری
ذرا اس ناز اور غمِ زلے کو دیکھو
رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے
بہت نزدیک ہوں دسے تو اے یار
ہے بوؤ گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت

تو ہونگا خاکِ جلِ جحکم میں اس آن
تو ہیچ و تاب کھائے گی مرِ بجان
تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو
کروں میں گو ہر اشکِ اسپہِ قربان
وہیں قربانِ اسپہِ میرا سر ہو
ہزاروں برچھپیاں دل میں لگائے
سہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا چر
کروں برپا وہیں شورِ قیامت
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر
تو پردانہ کی صورتِ جلِ مرونگا
کروں میرا اب اس کو چشمِ تر سے
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
نہ گھبراؤں گانے غمگین ہوں گا
جو نالہِ نغمہ رہا رویا کروں گا
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
کہ کیا گزری ہے اے دیوانے تجھ پر
سہنسوں گا اور رو کر چپ رہوں گا
اسی میں جان جاوے گی تمہاری
مری جانبِ ذرا منہ اپنا موڑو
نہیں صورتِ ولے اپنی دکھاتے
وہ مکھڑا چاندِ سا مجھ کو دکھا دے
ولے تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار
نہیں معلوم کچھ کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہِ مٹھ ہمراہ تیرے
 رہے دل میں مرے پیارے سدا تو
 مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے بار
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
 اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
 ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
 ولے اتنا تو گاہے گاہے جانی
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد دل
 رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
 کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
 تبیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانے ٹھو کریں کھاؤ لگا بکتک
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
 غضب ہے تپہ بھی ملنا ہو دردِ شوار
 رواں ہووے بدن سے خون جیسا
 یہ کیسی ہے تڑپ اور میفراری
 نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
 مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
 ذرا تو رو برو ہو جا ہمارے
 کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی
 نہیں تم بن اے اک دم گذارا
 پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
 تڑپ جی کی گٹھے ہو جی کو راحت
 کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
 سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
 رہے افسوس پھر غیر و نہیں تو مل
 ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
 نہیں ہے نگر کچھ لیکن ہمارا
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب فقیر اس میں کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
 جو کزنا شوق میری رہنمائی
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
 سنے جو درد کا طومار میرا
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
 ترادیدار پاؤں یا نہ پاؤں
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں نہیں
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
 جو کچھ گزریگا سو گزریگا جاں پر
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
 اگر چہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
 تمام امداد کر یہ دس دقا ص
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
 بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

قصیوں میں لکھا میرے یہی ہے
 اثر ہے لنگ اور بہت ہے رنجور
 گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
 سر اشک غم سے منہ دھویا کروں میں
 کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
 کروں دن رات تیری جستجو میں
 تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
 جو کچھ گزرے ہے دل پر اس کو سہنا
 نہ لافوں پر کبھی ہرگز زباں پر
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھ کو
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
 نہیں بن تم مرا کدم گذارا
 کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ
 خدا کی واسطے رکھ جی کے اندر
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپا تا
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

نہ کر اب شور و شر ز منہار ز منہار
 کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
 طلال آوے نہ شاید اسکے دل پر
 وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
 نہ پڑے گز خودی کی تو بلا میں
 خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
 تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

وہ تیرے حال دل سے ہے خبر دار
 نہ کر غل صبر کر یہ مان میسری
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
 اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے
 رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں
 وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے

سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

— — — — —

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کترین مقبلسین حضرت امام العارفین مقدم الراغبین
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدۃ الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدؤراں سیدی
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یونی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ
محمد امجد اللہ المہاجر متحنانوی مولد المکی مورڈ الفاروقی نسباً الخفی مذہباً الصوفی مشرباً بالمد اللہ تعالیٰ
کا سہ الشریف انداز من اللہ علی العباد و افاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت میں انوان طریقت و غلّان الحقیقت کے
عرض رسالے کہ حضرت بیر مرشد محشم الیہم دام ظلم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمناع و احتیاط و التذاد دوسرے پیر بھائیوں
وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ بیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد رہے عز و شرف ۛ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

آپنی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہی غار غم ہے	بے گل غار میں گل میں ہے غار تیرا
عجب رنگ برنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے اوجم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشنی سب انداز تیرا	یہ کونای اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو کبھی اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ حکم اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور محبت اظہار تیرا	تو اول بنیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ اتنا تیرا	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھ دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
ابھی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کی سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کسی سے چھوٹے گرفتار تیرا
آپنی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچلتا	نگاہ کرم ملک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرجہ بہت خوار تیرا
دروا یا رضا کیا کروں میں آپنی	کہ وار بھی نہیری اور آواز تیرا	عرض ملاؤ کی دو اکس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب کیا اپنے در سے اگر دُور اس کو گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہویں چلا نفس و شیطاں کے احکام پر ہیں نہ رُخسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی خبر لے جو میری اُس دم آہلی کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم آہلی رہے وقت مرنے کے جاری تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا یہ جو روح جاہم سے ہم پر یارب نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایمان فنا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلی آسکی آنکھیں کریں بند جس نے آہلی مجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں آہلی عطا دے دردِ دل ہو جو جاگسا سو یا جو سو یا سو جاگا تراخوان انعام ہے عام سب پر کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے نہیں دنوں عالم سے کچھ چھو مطلب دلین ملک جلوہ فرما آہلی	تو محراب میرا میں ناچار تیرا تو مولیٰ ہے میں عبد میکا تیرا کھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا سنا جب سے ہے نام غفار تیرا کہ ہے نام غفار و ستار تیرا نہ مانا کوئی حکم نہ ہمار تیرا نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا کہاں خُش کہاں بجز رخسار تیرا مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا کہ دل سے زباں پر مہوار تیرا بند صریح دل لب پہ اقرار تیرا ترا فضل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساحلِ زار تیرا نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام تہار و جبار تیرا تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا عیان ہوں نہاں اُسپا اسرار تیرا رہوں میں سدا مست دیکھو از تیرا جو لگ جا محبت کا آزار تیرا کہ مرا ہے بے درد بیمار تیرا سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا ہے شاہ و گداز نہمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا کہ تجھ ہی ہے ویران اب دار تیرا	آہلی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا کہاں جاوے جگہ گناہ کوئی گھر بن نہ پوچھے سوانیک کا روں کے گرتو رہے گناہ کچھ نقد عصیاں سے میرا سدا خوابِ غفلت میں سونا رہا میں بڑے کام میں عمر افسوس کھوئی مری مشکلیں ہویں آسان اکدم ہوں ظلماتِ عصیان سے شادوش لگے کرنے کا فرج بھی امید بخشش نہ ڈرو دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی نہ کوئی برا ہے نہ ہوں میں کسی کا نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے میں میں آہلی بچا تو ہے اپنے مجھ کو بدوں کو کرے نیک بکوں کو تیرا حکومت ہوئی اسکو حاصل جہانگی دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا تو کرے خبر ساری خبروں سے مجھ کو آہلی وہ جلوہ محبت عطا کر بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر بھکاری کو ڈروں تیرے ہوں نہ کیونکر نہیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خوش ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر نہیں وصل افسوس قسمت بن میری میں سایہ نط گرچہ ہوں جار تیرا	لیا ہے کپڑا اب تو دربار تیرا کسے ڈھونڈھے جو بھلا گار تیرا کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا جو ہو ہر رحمت نمودار تیرا لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا تو ہے نور میرا میں آفتار تیرا کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہو جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا آہلی ہو جو کہ ہمنشیا ر تیرا آہلی رہوں اک خبردار تیرا جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا نہیں کرنا معمول انکار تیرا ہے صل و کلا تیرا میسر ہوا ہے کاش دیدار تیرا میں سایہ نط گرچہ ہوں جار تیرا
---	---	---	---

تو ہے جان دلیسے بھی نزدیک میرے یہ قرب و مقیت ہے پھر بعد ایسا خدا آپ اپنے میں امداد آ تو زبان سے طرف دیکھ مشغول ہو تو نہ ڈبر فوج عصیان سے گرچہ بہت تو پڑھ اس مناجات کو پہنچ وقتی نبی کریم آل و اصحاب سب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا نہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تاجاوانے ہر غم یہ آزار تیرا درد اور سلام ہو دے ہر بار تیرا	ہوں باوصف اس فربک دُور ایسا حجاب خودی میرا باب اٹھا دے تو صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم کھ امید امداد حق سے اُمی کی تو خدمت میں دے ہر دم اُہی قبول ہو مناجات میری میرے سیر استاداں باپ پر بھی	ستاتا ہے پھر پھر خو خوار تیرا کہ تار کھیں بے پردہ ویدار تیرا کہ تاجاوانے گر اس میں ہو یا تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اسکا وہ سر دار تیرا کہ درگزاہر گز نہیں کا تیرا اُہی رہے رحم بسیار تیرا
---	--	---	---

غزل نعتیہ

کر کے شہر آپ پہ گھر یا رسولؐ اچھا ہوں یا بُرا اسوں غرض جو کچھ ہوں ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سرسبز جسد تمہا صلیبے شیعہ ہو پیش حق نعم نے بھی گزنی خبریں حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو شکو عصیان و جرم سے اب آستانہ آپ کا امداد کی جبین	اب آپؐ ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ میں گرجے ہوں تمام خطا و یا رسولؐ اصول نہ بھولنا تجھے زہار یا رسولؐ اب جا کہتا بیاؤ نہ ناچار یا رسولؐ تسا شیعہ ہو جسکا مددگار یا رسولؐ ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین	عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کئیے نہ میرے فعل بروں پر نگاہ تم لیجو خدا کی واسطے اسدن مری خبر دوڑوں جہا نہیں جھکو وسیلہ ہے آپ کا گیارے ہر طرف مجھے درد و غم نے آہ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں دکھا یا رسولؐ	ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ ہوں غفلت گناہ سے سرشار یا رسولؐ لیکھو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ عصیان کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ کیا غم ہے گرجے نہیں بہت خوار یا رسولؐ اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ
---	--	---	---

غزل نعتیہ

ذرا چو ہے پردہ کو اٹھا فیا رسول اللہؐ اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیارا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھیدنی خجست سے جا کر پر نہ مغربیں ناخو یقین ہو جاؤ کیا گفتار کو بھی اپنی بخشش کا ہو اپنی نفس اور شیطاں کا توں بہت بوا کرم فرماؤ پیر اور دروخت سے شفاعت تم مشرقی کر کے جھکو کلمہ طیب ہے اپنے تم	مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہؐ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہؐ کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہؐ اگر پئے سخن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہؐ جو میرا میں شفاعت تم آؤ یا رسول اللہؐ مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہؐ ہمارے جرم عصیان پر نہ جاؤ یا رسول اللہؐ پھر اپ نظروں سے اپنی مت کو دیا رسول اللہؐ	اگر دیکھئے منور سے مری آنکھ کو نورانی شفیع عاصیاں تو تم وکیل کیساں ہونم خدا عاشق تمہارا اور محبوب تم اس کے لگے لگا خوش کھانے خود بخود دیا بخفاش مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمہارا امتی عاصی اگر چہ نیک ہوں یا مبدتہا ہر چکا ہوں میں جہاز امت کا حق نہ لویا ہے آپ کے ہاتھوں پنسا ہر بطرح گردا غم میں نخل ہو کر	مجھے فرقت کی خلعت سے چاؤ یا رسول اللہؐ تیس چھڑا اب کہاں جاؤں تباؤ یا رسول اللہؐ ہے ایسا مرتبہ کس کا ستاؤ یا رسول اللہؐ کہ جب حق شفاعت لب پہ لایا رسول اللہؐ گنہگار کو جب تم بخشاؤ یا رسول اللہؐ تم اب چاہو ہنسناؤ یا ملاؤ یا رسول اللہؐ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہؐ مری کشتی کن سے پرکاؤ یا رسول اللہؐ
--	---	---	---

اگرچہ ہوں نہ لائقِ راکہ پر امید ہے تم سے	کعبہ خجرو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حبیبِ کبریا ہو تم امامِ انبیا ہو تم	میں بہرِ خدائق سے بلاؤ یا رسول اللہ
شرابِ بخودی کا جام اک خجرو پا کر اب	دوئی کے خوفِ دوسے مٹاؤ یا رسول اللہ	بہت جھٹکا پھر اپنی دلاری فریقینِ جوں جوشی	کرمِ فرماؤ انبوت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیوارِ بارک سے مجھے اکرم	مرغمِ بین و دنیا کے مہلاؤ یا رسول اللہ	خدا کی واسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر	تربِ بھراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دامِ خشق میں املا عاجز کو	ابنِ ابِ قیدِ دوزخ عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ	

غزلِ نعتیہ

لکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ	دے ہے رخِ کعبہ خبرِ دے مدینہ	لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سونے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی	یارِ بے لگی دل کو تنگ دلوئے مدینہ	ابتویہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیوں گرد	قربانی ہوں سرِ سر کوئے مدینہ
گرچہ میں بہت شہرِ جنان میں خوشی و لچسپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشتِ آسماں اور ہاں بھی	جودل سے ہوساکن پہلوئے مدینہ
دلِ غزقِ حالات ہے وہی ہے تے مسکرتاں	تو طئی زباں ہے جو ننا کوئے مدینہ	اتہارِ فیوضات میں عالم میں جہاں تنک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بندِ دوزخ عالم سے سراسر	جو پھینس گیا اندرِ خمِ گیسوئے مدینہ	محفوظ ہے آفاتِ دوزخ عالم سے وہ مومن	کا جسے سکونت تہہ بازوئے مدینہ
خوشی آدے کربا کی کوئی شہوئے دوزخ عالم	ہے جسکے سبھی مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق ہے لپٹے ہے کلامِ اپنا زبانی	جب ہو دے زباں اپنی طرح کوئے مدینہ
ایذا کے محض دینے دے مسکندوں کو	دلِ نرم تھے کیا سرورِ خوشیئے مدینہ	کب پوچھا عاشق کوئی زبانِ جہاں کو	
	املا دے مت کو بہ صلواتِ اسلامی	ایا رب ہوتا شہرِ نیکوئے مدینہ	

غزلِ نعتیہ

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے	کہے ہیں گادل سے تمہارا ہر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ	کہے ہے شوقِ ابؐ ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں توراہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر	مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہرِ شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دوزخوں عالم کی چلے دولت	تو سر قدم ہو کے دردِ یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہیں دلو کو اُمت کے کھینچتے ہیں	کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر و ظلم و فسادِ عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں	تو دینِ اسلام اٹھے یہ یکہر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مینے پھرے ہیں شوقِ نبیؐ سے سینے	صدایہ مکے میں کو کہو ہے چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکتِ امدادِ ابتو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی	
نجات چاہو تو آئے برا در چلو مدینے چلو مدینے	

غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا بار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
مہ وخورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر آئینہ جو ہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
سمپرا بر گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
وہاں منصور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا حال دل بہار کو دیکھا تو کیا دیکھا
فلک سے گرجہ لکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آپہنچے کے سر مارا
تماشا نہ دے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
رُخ رشتانِ جاناں کی تجلی چاہئے دیکھنے
کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
نہ دیکھا برشِ تیغ نگاہ یار کو تم نے
ہماری چشم سے لعل و گہری دیکھ کے بارش
لب و دندانِ دلبر کی ملک آب و تاب کو دیکھو
یہاں نوکِ منزہ پر نختِ دل کی دیکھ جانا بازی
طبیہوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا ایک بھی نم نے اگر درِ جہانِ کو
یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
دلِ مضطرب ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا
نظرِ جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
ادھر دیکھا ادھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ دیکھا نہ وہ دیکھا
ہمارے شعرِ امدادِ الٰہی سے ہیں ملک دیکھو

غزل

پکتا ہے سنگِ فناعت پہ سدا نان اپنا
شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا
تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا
پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پر نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
تعلیجِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو
طوقِ تقویٰ و رضا کا ہے گلہ میں اپنے
بھوک اپنی ہے خورشِ پیاس ہے اپنا تبرت

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو خواب گاہِ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو درد و غم کا مرے ردی ہے نہ کوئی غمخوار آسکے غیر مرے خانہ دل میں لیے وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیراے امداد کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو	فوجِ غم سر و سامانی ہے سامانِ اپنا کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستانِ اپنا کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوانِ اپنا جب ہوا دشمنِ جاں دلِ سامہربانِ اپنا غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماںِ اپنا کہ خیالِ رُخِ دلدار ہے دربانِ اپنا کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدانِ اپنا ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا
--	--

غزلِ نعتیہ

ہو جائے عاشق ہی رہبر کسی صورت ہے بلبلِ دل شائقِ کمر دے دیمبر لکھایا کروں بس ٹھوکرینِ نڈاؤ کی تیرے دی ساقی کو تیرے بچے بادِ الفت	جوں نقشِ قدمِ جاویدوں پر کسی صورت بے دیکھ نہ ٹھہر گا یہ مضطر کسی صورت اے کاش ہوں درکار تیرے پتھر کی صورت چھوڑے لبوں سے مرے ساوکی صورت	جوں بادِ صبا بچوں گا اگر کسی صورت لڑکاپوں مر مر و ہا پر کسی صورت اے مادرِ شوق کچھ گزرتا تو ادھر بھی ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت	جوں ہوائے کششِ شوقِ مدنیہ جوں نقشِ قدمِ سر نہ اٹھاؤ تیرے در سے اے مادرِ شوق کچھ گزرتا تو ادھر بھی ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت
--	--	--	--

غزلِ نعتیہ

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہے تذکیرِ عبث حمدِ حق میں ہو یا نعتِ پیغمبر میں رقص لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول لائی ہے بادِ صبا بُوے قدمِ احمد آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا نورا حمد سے منور ہے دو عالم دیکھو آپ کے عقبہِ عالی کا بیاں ہو کس سے نور سے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام	بجز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریرِ عبث پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تکرارِ عبث بجز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویرِ عبث قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث پیرِ آیام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث دیکھتے ہو وہ دُور رشید کی تنویرِ عبث عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث یارِ اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیرِ عبث
--	--

<p>اٹھ گیا ہے کسی گلزنک کا پرہ منہ سے آپ کے بخشش و انعام کی کچھ سی نہیں چاہے عشق محمد میں مستحرم ہونا دل میں کافی ہے خیال رخ انوار تیرا جسم اپنا نہ ہوا بے دینے کا غبار دیکھئے کب ہو میر مجھے وصل محبوب شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہ محبوب</p>	<p>ہے نہ رنگ رخ گلشن میں یہ تغیر عبث ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تویر عبث اس مس عیب کے حق میں ہوئی اکیر عبث ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث منع کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویر عبث</p>
---	--

غزل

<p>ہو کے بس شیفہ نقشہ تصویر عبث خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میر عبث ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ چین و آرام بنے کس کو کو اس کے نیچے دیکھو غنچے کو کہ آخر ہے گل پژمردہ بلبل سا نہ اُجھر بھر جہاں میں اتنا مارتا آپ کو تا کہ کیا خود بن جاتا لطف جینے کا اگر یاس ہو جاں بخش اپنا کیا اپنی ہے خاک قدیم یا رے دل ڈھونڈنا پھرنا ہے دو مع لے کچھ تو ضرور اے عروسی مری موزوں طبع کے آگے مسکن اس بحر فنا میں نہ بنا تو امداد</p>	<p>جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگر عبث مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث ہے فلک سحاب عزت و توقیر عبث چرخ سے ہے ہوس راحت و تسیر عبث اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث دم میں ہوگا یہ تر نقشہ تعمیر عبث مارا گر پارے کو لے صاحب اکسیر عبث ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبث یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث تیری فعلن فعلان کی ہے تفریر عبث صورت بلبل پانی میں ہے تعمیر عبث</p>
--	---

غزل

<p>ہو کے میں شیفہ زلف گرہ گیر عبث ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث گردش بخت سے اپنے ہیں سناے ہم آپ</p>	<p>لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث پھر تو پھر پھر نہ سنا اے فلک پیر عبث</p>
--	---

آپ کی جبینِ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
سرکوف میں ہوں سیہاں آپ میں شمشیر بکف
تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
صنعتِ تن سے ہوں ہوا سانہ چمنو نگاہِ گز
خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
قوسِ ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو
عشق کہتا ہے کہ نہرِ لہو کی جاری
چشمِ بد میں دل بندِ خواہ میں مار لے امداد

پاہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پچسیر عبث
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاثیر عبث
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث
زلفِ پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث
تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنگیر عبث
لوں گا سینہ پہ بجائے گا نرا تیر عبث
تو رواں کرتا ہے فر باد جوئے شیر عبث
چرخِ پر راتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سزا بہت سب گئی تندر عبث
قیمتِ اٹلی نے مری لا اسے در سے الطاف
دل میں آئے غمِ دلیر تو رکھوں آنکھوں میں
اُن کی زلفوں کے تصویر میں ہے پیادہ و فغاں
ضربِ اک مارنا خسرو کے دل سنگین پر
مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں

سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث
ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں نحقر عبث
کب ہے نالہ مرا پابستہ زنجیر عبث
لو کہیں تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث
یار و پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
بے مرگِ زندگی وصالِ صنم نہیں
ہے کون سا قیاسِ ترا جس پر کرم نہیں
کرتا ہے تو کب تو دل کو جو میرے ذبح
ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
پھولانہ تجھ عشقِ مرا ورنہ چشمِ و دل
نگین ہمارے غم میں ہے عالمِ مگر ہمیں
روتی ہے خلقِ میری خرابی کو دیکھ کر
اے شمعِ جان صحبتِ پروانہ مفتنم

اول قدم پہ جس کا میاں سر قلم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اولِ عدم نہیں
مخمر تیرے در سے پر ایک ہم نہیں
کیا تجھ کو پاسِ حرمتِ صیدِ حرم نہیں
ورنہ طریقِ یار کا جو روستم نہیں
گرمیِ مہر و ابرِ سبازی سے کم نہیں
غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشمِ نم نہیں
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

جو نقد جان پر بسن دلم و درم نہیں
اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں
امداد رکھو کے سرنہ اتحاد سے یار کے

غزل

ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
اقلیم عشق میں شہ مسند نشین ہوں میں
باوصف ایسے قرب کے بس دور میں ہوں میں
پھر ڈھونڈنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
سایہ کی طرح گر چہ جہاں تم وہیں ہوں میں
آجا نظر کہیں کہ دم واپس ہوں میں
مُرت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

عرش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں
گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر
مثیل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر
ہے ہو دُکُل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربطِ آہ
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب
وہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا
دامِ بلا میں کس کے تو امداد جا چھنسا

غزل

آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم
ڈالتے ہیں اب تو قصر عشق کی جنسیاد ہم
پریمی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدستِ باد ہم
چھوٹ جاتے گرفتس سے تیرے اے صیاد ہم
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم
پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ذبح کرا حسان تر امانیگے اے صیاد ہم
گر چہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
قتل کریم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم
ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھ کو اے فساد ہم
ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
اور یہاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم
اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم
رکھتے ہیں سرِ باب میں اللہ سے امداد ہم

دے کے دل دلدلار کو جب ہو گئے آزاد ہم
خانہ شہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر
خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں
میں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے چھستے دلم میں
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا
مُرخِ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو سہاری نگر سے
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں
ہیں کفنِ بردوش سر بر کفِ تامل کیا ہے پھر
بالِ بال اپنا ہے نشترِ ہر بنِ موسے لہو
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ
ہم نہ شاعر ہیں نہ مُلا ہیں نہ عالم ہیں و لے

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر کوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ماتحتوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
بارغ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
دارغ دل گشت ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
عشق کے صحرائیں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے نیغ و تبر
دیے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے بُرے
بے نشان بے نام ہیں دیشاں میں اور میں نامور
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
شادی دغم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے برابر ہم کو قہر و بھر و لطف و وصل یار
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی محذور بانہ بڑ
ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام

غزل

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
رہو ہو پرہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں
کہ یہ درد ہے دل میں رہے دریاں جاں ہو کر
ذرا تھوہہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشان ہو کر
نکل کر بہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر
لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
کہ صورتِ اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر
دکھنا ناداغِ دل ہے سیرِ ہم کو بوستاں ہو کر
درِ جاناں پہ آبیٹھا ہو نقشِ آستان ہو کر
پڑا ہو جب کہ آور پر ترے بے خادماں ہو کر
مرضِ عشقِ تیرا پڑا ہے ناتواں ہو کر
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر

نہ کیوں ہو تخمِ ملکہِ خاک میں سر سبز و بار آور
تکالیں بجز الفت سے دُرِ مطلوب و جن کے
اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آنکسے کیونکر
ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
کہاں جائے کسے ڈھونڈنے نہ ہو جسکا کوئی بچہ بن
ترے قربان پیارے منت اٹھا امداد کو در سے
لے ہے گوہرِ مطلوب بجز عشق سے اُن کو

غزل

بند و ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشقِ ماجبیں ہوں میں
سب کچھ ہوں اور جو بوجھ تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزریں ہوں میں
درِ در پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
مسکینِ غریب و عاجز و اندوگین ہوں میں
انگِ شترِ خلیق میں مثلِ نگین ہوں میں

صوفی نہ شیخِ عالم مسند نشین ہوں میں
عافل ہوں یادِ یوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
گمنام بے نشان ہوں ذیشان ہوں نامور
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
منتِ کز کوۃِ حصن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امدادِ ساو لے

غزل

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے
کہ واں آبِ دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
کہ پہنچانے کو کعبہِ وصل تک مرکبِ خانی ہے
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ کنِ نزلانی ہے
گردِ میں اپنے خامہ کی تشکایت کی کہانی ہے

تپِ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشکِ پانی ہے
ہوا بازِ شوقِ اب گرم ہے وہ شمعِ کس جا
نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سارا لیکاں جاتا
میں طورِ عشقِ پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
ادب بندِ زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ

ہمارے کارواں میں کب ہے جس قبل وقل ایل
ہے آوازِ جس گویا جگانار ہز نوں کا بس
صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اُسکا قیامت تک
جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امداد الہی سے

کہ راہ کشف میں گمراہ دلیل طے لسانی ہے
زباں کا گھولنا غارت گر ستر نہانی ہے
جہاں خامہ سے دائم مثل دریا در فشانے ہے
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف بقا صاف پانی ہے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپِ سحر میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
حریفِ نفس کب ہو عقل جو سحر معانی ہے
ہے اپنا طلق ہر نکتے میں سونگ شکر رکھنا
ہے بے دردوں سے اپنے درد کی گونی دوا ایسی
نہیں ہے کسر شاں ہونا مفید بندِ عزت میں
گلِ آسما صبح پیری میں وہ بے حسرت کھنڈاڑے
جو زرا آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرا لے قیامت میں
ہمارے جرم سے چلیں برجیں کیوں عفو ہو اُس کا
سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرتِ نور و حدت کو
نہ کیوں ہو رنگِ آئینہ کا سیر سوئے روشنی گہ
عبث کھاتا ہے فکرِ زینِ غم سخت انسان کیوں
بڈاڑیں قبر سے گروہ نہیں شکوہ ہیں اُن سے
بلاویں مہربانی سے بڈاڑیں کچھ نہیں شکوہ
مثالِ جان و تن ہے بچھیں اسیں قرب بچھ دودی
نہ دو ناشاد کو آرامِ دن کو اور نہ شب کو تم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانے ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے
کہ نوکِ خار یا کونینش کز دم سے اٹھانی ہے
مثالِ اہمِ اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
جو کھوتا خواب غفلت میں شبِ قدرِ جوانی ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
کہ جو اشکِ ندامت سے لٹا کھو نہیں پانی ہے
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے
کہ ہر طرف و صیم ہر اک شاہِ روض و معانی ہے
مجھے زشتی سے حاصل کبھی مقصود جانی ہے
کہ تابِ خور سے پتھر میں غزلے لعل کافی ہے
بلاویں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے
ہمیں اُن کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے
نہیں کھتا ہے اے املاؤ کیا ستر نہانی ہے
اجی اے دل تمہیں کیا علت ایذا سانی ہے

غزل

رخ سے کا گل اٹھا دیا کس نے عرشِ ارفقہ سب کو پانہ سکین ابر گریاں میں برقِ حسن دکھا پے نہ عالم میں وہ نو عالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں تو نام و نشان مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	رات میں دن دکھا دیا کس نے میرے دلیں سما دیا کس نے روتے روتے ہنسا دیا کس نے شورائیں کا چچا دیا کس نے سرسے پانک جلا دیا کس نے شہرہ میرا اڑا دیا کس نے ایک کو سونہلا دیا کس نے حسنِ یلے دکھا کے اے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں دھونڈنے لگے آپ کو کھویا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُصے نغمہ سُرمدی سنا کے ہمیں عشقِ معشوق عاشق اک کہن کر اول آفر عیاں نہاں ہو کر ہنستے ہنستے جود میں رونے لگی تجھ کو مجھوں بنا دیا کس نے	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے مجھ کو اُس میں گمادیا کس نے ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے مست و بیخود بنا دیا کس نے سُر و صرحت سچا دیا کس نے حرفِ شرکت مٹا دیا کس نے شمعِ تجھ کو جلا دیا کس نے
--	--	--	---

غزلیات فارسی

اگرچہ مجھ کو دم دے ہشیار میگروم چو دیرم دے خوش راہِ جہانے ہر گنگے ز چشت سے میریخو دران سید از لبِ تبت تند شرابِ شوق عالم را تو می طلبی دمی خنچی	بیاطی شاہ کو نیم بظاہر خوار میگروم انہیں در بحر و برود کوچہ بازار میگروم چو می با این نہا تم ز درماں خوار میگروم مگر محروم گردغانہ خمار میگروم میان و رخسارِ دل امداد را روشن	امرا بطیست جاہان چو نور و نور بغیر آں بچہ خود بدست کم طرہ باجر ایں است چو شد منظور قتل من تغافل چیست اطفال مرا نافع خواہد شد نصیحت ناخماہر گز کہ عکسِ نوبے کیف ہے انوار میگروم	بصورتِ زوہما میں گچہ سایہ وار میگروم کہ دلدارے نبر وار ہے دلدار میگروم کہ سرِ برف کنی برویش گزوار میگروم کہ سودایش بسر وارم نہ من بیکار میگروم
--	---	--	---

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انیس پھوی

چو آمد ساقے مشکل کشا دشوار کارِ من صبا اور دچوں بوئے گل وصلِ نگارِ من مجد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد بابین شکرانہ بروید و نہادم پلے قاصد را چو من منظورِ جذبِ اشتیاق در حجابِ تو پس از مدتِ برآمد ز دمی جان و دل یعنی بے ذوقِ حیاتِ من بسا تلخ از غمِ ہجران بدیدہ گریہ لبِ نالال بجانم سوز تن لرزاں بعینِ گریہ من خنداں ویم درخندہ من گریاں گئے گریاں و گہ خنداں گئے حیراں گئے نالال	بیک جود ز مے بکشد و عقد و لفگارِ من برآمد بر ہوائے شوق ایں مشتِ غبارِ من کہ آمد خاگہاں نامہ ز کوئے شہر یارِ من و لم حیراں کہ باشد بر کدای جانِ نثارِ من کہ از نامہ منور کرد چشمِ انتظارِ من بجرمِ دوستان گوید و لبسِ عز و وقارِ من سحر گردید از مہرِ خطِ شہمائے تابِ من خوشا ایں طالع شیریں کہ گشتے سنگسارِ من ہمیں تسکینِ دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من بہا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہارِ من بجز ایں شغلِ یک لحظہ نہ دے روزگارِ من
---	---

میکرد و بیان شوق وصل و شکوہ ہجران
کہ آمد نامہ خوش ناگہاں وصل علی احمد
آداے شکر آں ساقی نہ گرد و از زبان و دل
بیاد خود نگہداشت ز مشغولی غیر حق
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم چمن جاری
کنم تنم حیرانے امداد تاکہ شوق وصل او

غرض جزو کرونگر تو نہ بودے پیچ کار من
یہ ایک رفت تمہائے دل اندوہ کار من
کہ از یک جزو زانے برد کل رنج و خار من
با حسا نیکہ یادم کروائے پروردگار من
بماند در ولت یاد دل امید وار من
ارسلے کاش جائے نامہ آن نانی نگار من

عزل شوقیہ ارکان حج

رفتہ ہو بکے ہوں کونے تو کر دم
دیم رخ کعبہ دکر روئے تو کر دم
چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گر نفتم
در گردن خود سلسلہ کیسو تو کر دم
در سحی طواف و حطیم بقیامے
ہر سمت تمنائے نیکوئے تو کر دم
در عرصہ عرفات بہا شتر نمودم
چوں یاد من آں قلمت دلجوئے تو کر دم

نحر بزم گرم گرجہ بہ پیش نظر شد
من سجدوئے درم ابروئے حقو کر دم
سر میدہ عالم پے بوسہ حجر اسود
من میل خجال سیہ ہندوئے تو کر دم
لبیک و دعا خواں تہم مخلوق بعرفات
حوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کر دم
قربان سر خود من بسر موئے تو کر دم

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب
رحمت حق بر تو باد روز و شب
خون حق با تو بودائے ابن عون
با خوش از تو غزلے برد و کون
لنگر انعامت اے شاہ کرم
ہست جاری و انما بر ہر ام
نیرت توشیح شد کنون محتاج سخت
عین رحمت بر کشائے نیک بخت
نام حمد و ثناء جو خوار ہی اے امیر
حرف آدل از سر ہر مصرع گیر

شجرہ قادریہ فیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق
ذرات تو سزا دارست دلائق
خداوند بحق ذات پاکت
پذیرا کن مناجاتم بر حمت
بانگہ اسمہ احمد محمد
امام انبیا سلطان سرمد
بحق مرتضیٰ شاہ ولایت
خداوند انماراد ہدایت

پس ہمد و ثنا صلوات بھمد
خداوند بحق شاہ لولاک
عطا فرما طریقت با شریعت
بحق شیخ حسن بصری الہی
بدر گاہ توندہ عرض وارد
مرا کن از غم دنیا و دین پاک
دل روشن کن از نور حقیقت
ز سر خوش کن آگہ کما ہی

بجن شیخ حبیب عجی شہ دیں	دعای بفضل خویش گزین	بجن حضرت داؤد طائی	مرا از قید استی وہ رہائی
بجن خواجہ معروف کرخ	مرا محفوظ دار از شر چرخ	خداوند بجن سہری سقلی	تبا تم وہ براہ نیک بختی
بجن شہ جنید آن شیخ بغداد	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بجن خواجہ بو بکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تجلی
بجن عبد واحد بو الفضل شاہ	خداوند کن از اسرار آگاہ	بجن بو الفرج آن شاہ طوسی	بکن باز رحمت خویش یابوس
بجن بو الحسن ہنگاری با حق	بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق	بجن بو سعید آن شاہ بوالخیر	بکن محو از دل من الفت غیر
خداوند بجن شاہ جیلان	محی الدین غوث قطب دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بتاج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالاکیم در راہ عشاق	بجن شاہ زین الدین والا	مزن کن مرا از دین و تقویٰ
بجن شیخ یحیی زاہد حق	مشرف ساز از دیدار مطلق	خداوند بجن شاہ موسیٰ	بہ نام ہر درت دائم جہیں سا
بآں عبد الوہاب بحر ثانی	مرا کن عزق در موج معانی	بہ عبد القادر راسی الہا	بہ ملک معرفت کن شاد مارا
بجن احمد قدسی عاقل	نشان ماسو انگزد در دل	بجن شاہ مولانا مے مغرب	بگرداں مدقم در خاک یغرب
بجن شاہ عبد الحق عالی	دل مرا کن ز حب غیر خالی	خداوند بجن شاہ الیاس	پناہ خواہم بتوا ز سر خناس
بجن حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشم را دہ عشق باہم	بجن بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بجن شاہ محمد غوث ثانی	مدد و دد و دم و سوز نہانی	بجن شاہ عبد الحق کامل	بجمال خویش چشم ساز شامل
بجن شاہ سید عبد رزاق	بوصل خویش مارا در مشتاق	خداوند بجن رحم علی شاہ	باسرار لہ فی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا	شبیدم کن بہ تیغ عشق شہا	بجن حضرت نور محمد	متور کن دلم از نور بچدا
خداوند بجن جملہ پیراں	مرا ہم در طریق شان ہمیراں	بجن آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و ایراد و باداد	بشاق و بعدا و بڑ ہاد	ز دست نفس کافر کیش خو بخوار	آلہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول دارا نہ رجا تم	اگر میرم بدہ یارب نجا تم	بہیباں بیشوم برباد اللہ	بیاد جلد کن امداد اللہ
خداوند بایں پیراں عظام	بوقت مرگ کن بالآخر انجام	بیراں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رہائے

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ انداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو
عیدی	
عید گاہ ماغریباں کوئے تو	انبساط عید دیدن روئے تو
صد بلال عید قرپانت کنم	اے بلال عید ما بردے تو

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
بعد حمد و صلوة و اقیات و بتقدیم سلام و تحیات مؤدت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدر
الیشان حقایق آگاہی معارف و سنگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدد
مہربان و مکشوف باد معاضد سانی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آور بہا فرمود
بلحاظ ہم مشربی و مہم طریق در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود مایں تعلق بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش
مبالغہ رفتہ محمد و ما فقیر این لیاقت کجا دار و خود را در زمرہ عارفین حقایق شناس کجائی شمارد کہ متصدی
چنین امضیہ کرد۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جو شمش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و بیجا ہا گتہ فرستادہ
لا علما جا امتثالاً للامر قلم برداشت و ہر چه حق ست در فہم رسید از رطب و یالسن نگاشت واللہ الموفق و المعین
رجائی بدارم کہ اگر سبوی و خطای و یا بند پیوستہ بلکہ باصلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر بہچندان
راجز منصب ترجمانی بسیج نیست۔

آغاز

فقیرہ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان
وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را للمحد و زندقہ میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچنان
میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ما اول میدانند تاویل و آن آن جو خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید
احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمہیں مسلک بودہ اند با وجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند
خلاص مشارح چشت سخنان نمی گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است در این مسئلہ شک و شبہ نیست معتقد فقیر و ہر مشائخ

فقر و معتقد گسایانیک با فقر بیعت کرده و تعلق میدارند و بعضی مست مملوک می گردند و صاحب مملوک و مملوکی بر مملو می دارند
صاحب و مملوکی و غیره و صاحب و مملوکی از حدیثی صادر و غیرم از حدیثی این فقیران و تعلق با فقیران دارند
میگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود کی نخود پذیرفت مگر با اعتماد کیفیت است قلبی که بنده را از
کمال علم و یقین صدق برامری و در دل مستحکم گردان و در این را در عرفان شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله وحده الوجود
چنان نیست بلکه در خانه تصدیق قلبی و یقین و کفایت لسان واجب است چرا که اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق می دارد
اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد و آنجا تصدیق با قرار ضرورت اینجا فقط تصدیق باید سوائے آن در استفسار
این مسئله فائده پس که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا
عاری اند و قدرت درک آن نمی دارد و چه علماء بلکه صوفیا نیکه بنور سلوک خود کام ناکرده باشند و از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب
نارسیه از این مسئله ضروری یابند و از مکر نفس و تنزل و لغزش پا در چاه اباحت و قعر ضلالت سرنگونی افتند بلکه گروه با
افتاده اند کما شهدنا فقد فعله ببالله صحت ذللت جناب هم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیبی دارد و
بعضی را هادی و بعضی را مضل هر چند نعت خوشگوار است اصحاب از ان لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق
شما اوزیر قاتل برای همی فرمود من مراح اسرار الدنویة فقد کفر استعار آن لازم افشای آن ناهوا ز اذل
کیکه در این مسئله محض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آن بهر اینی و اصغر بر
کردن جمع موصدان تا قیام قیامت منت نهاد و لطف اینها است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله
سره هم معصوم بود و مردمان حال شیخ اکبر از دیر سید نگفت فہو زندیق مگر دمان از صحبت او احترازی کرد و نه چون وقت
یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود صحت قطب الوقت صحت کائنات و لی الله یمیر مومنان تعجب
کردند پرسیدند که چرا او را زندیق گفتے ما را از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما جذبه قوی
داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای
اسرار بے احتیاط شده اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم
شما نمی آمد و عوام را زیان دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردمان را چه می رسد
که با کسی او ناکس باز از مسئله وحده الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از ان هم بی نصیب
سازیم در اینجا گفتگو سے حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن است معارف آگاه با برائے ہمین احتیاط
اجباب فقیر مثل فقیر زبان از این قیل و قال لبته میدارند و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتاویلات می نمایند
سائلان را آن مسئله نگردد بسیار مردم بدتادین از این مسئله سر بشینی برداشته مجلسهای آرائند خود گمراه شده گروه مسلمانان را
گمراه می سازند چنانچه مشایخ می افتد پس از این قیل و قال چه فائده اگر بیاید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق و نهاده

و کثرت ذکر و فکر محرم پس باید فرمود و در آن باید که شید پرس ازین سلوک تزکیه نفس و تصفیه قلب حاصل گردد خود
 ضرورت آن قسم مراقبه که در ضیاء القلوب مرقوم شده پیش می آید خدا خود در سیری میکند و **الَّذِينَ جَاهَدُوا**
فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از هدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت مسئله وحدۃ الوجود
 منکشف گردد. این را رفتنی است گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیارست خدا لعن الی ما وجاب
 ما را شما و احباب شمارا در این راه از ذلالت پانگهدارد. پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس الله سره الهی میگوید
قطعاً از ساحت دل عبارت کثرت رفتن به خوشتر که بهرزه در وحدت سفتن به معرور سخن مشکوکه توجیه خدا
 واحد دیدن بودند و احد گفتن. اگر از راه انصاف نگذاریم و تتبع نظر در حقیقت این مسئله نگرییم جز حیرت و حیرت
 برون فنا در فنا پیچ بدست نمی آید چه خاک نویم که چنین است و چنان است ع آن سوخته را جان شد و آواز نیامد
 ناطقه و تشریح این اسرار و وجدانی لال است مثل نابینائی مادر زاده که در خواب رنگها و چیزها لعن عجیب می بیند
 با مردمان چه توان گفت که چنین بود یا چنان بود چرا که در محسوسات چیزی لعن ندیده است که بدان مشابه کند و فهماند
 اگر احیاناً گوید و فهماند واقعی نگفته باشد والله اعلم بحقیقه الحال.

فقره دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سم

مسوأل ۲. حال آنکه در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا الله و مراقبه همه اوست بنصرتج تاکید است و بهم در مراقبه
 همه اوست ملاخطه معنی لازم گفته پس این مراقبه بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائی دیگر ضیاء القلوب
 درج است تا وقتیکه فرق در ظاهر و مظهر پیش نظر سالک است بوع شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد که در
 عابد و معبود فرق کردن شرک است. جواب ۲. شک نیست که بغیر ازین همه در ضیاء القلوب نوشته است اگر گویند که هر چه
 گفته نمی شود چگونه نوشته شد گویم اگر بزرگین مکشوفات خود را به تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق
 بفهماند نه آنکه کانه گفته باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید که مثل ساعدین بود
 و در آن حال بدست ادا گردین و بند و گویند که آیینین بود گوید ما چنین بود اینست تفهیم به تمثیلات ازین قبیل است
 تحریرات پیشینان برای آگاهی پس آیندگان تا فاضله برقرار ماند و وقت حاجت رفع تشنگی گردد و اسراریکه بسینه بسینه می آید و حال القلم
 کردن مناسب دانستند در راه حقیقت کشاده دانستند و گفتند ما آن کسانیم که مایل را در کتاب مانظر کردن حرام است حقیقت حال
 اینست بغیر تمثیل ایشان قول ایشان را ترجمانی کرده است با وجود آنجناب استفسار می فرماید و انکشاف چگونه می آید خواهی اعلایا
 متنازلاً اعلام بلندی ایضاح آن ضروری افتاد تا خاطر نشین آن حقایق شناس گردد و اطمینان دست در اتر و و نمائید
 ختصارش اینکه از بیان ما سبق مبرهن گردید که در اصل مسئله مذکور حق و بالیقین است صدق

آن آنگاه معلوم گردد که طالب از محنت و دشواریها و عمارت استغفار و ترک حظرات مابین خودی خود و در سود چوں از خیال خود گذشت، هیچ شئی در نظر او و خیال او نماند، همه شئی حق میماند و قنیه کند و قنیه از نظر سالک تقدیرات و شئی بر سر واقع گردید جز خدای تعالی نه بند و بنیگر کرد بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هر چه بیند خدا بیدار شود و نفس چه معنی انا گوید

این مرتبه را فنا گویند این گفتهها را زنی نباید فهمید بلکه نانی میگوید مولانا قدس سره است -

فی که هر دم نغمه آرائی می کند؛ فی الحقیقت از دم نانی کند؛ بے فانی خویش و بے جذب قوی؛ یکی حکیم و مل را محرم شوی

ایضاً عارفی گفته تو مباش اصلاً کمال اینست و پس؛ که تو در آن گم شود وصال نیست دلش - از این وقت خود خبردار

سلطان الانبیاء صلی الله علیه و سلم لی معی الله دقت لا یستغنیه ملاف مقرب و لا نجی من سلسله و از خواص

امت دی گفت باید بدی بطنی سیمانی ما اعظم تشانی منور علاج انا الحق این همه از این همه باب است

با وجود این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان عهد در مرتفع نه شدید سر چند در حالت فانی شعور و نظر سالک

نماند و باشد زیرا که چوں از بے شعور بے بازیش شعور درآمد و دانست که من از خود بنیگر شده بودم مثل آن آیین یاره که

در آتش سرخ شده نفوذ که من آتشم آنگاه این قول دے کرده نمی شود و اما واقعی آتش نشده است این حالتی است

بر پاره آیین عارض شده و گرنه آیین آتش است آتش آتش این است سکه از حقیقت وحدۃ الوجود در اینجا کیفیت

عینیت و غیرت اندک دانستن از واجبات است تا آنکه از این آگاهی نه باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفهوم نگردد

در زرش مراقبه همه دوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بند و کسانیکه بجز خواص در مسئله وحدۃ الوجود در زنده

افتاده اند از نا دانستن مسدود عینیت و غیرت بوده است هر که اذل پیش در امر به تحقیق دانست و دانستن همه

مسائل برادر آسان گردد اگر چه تحقیق آیین مسدود عینیت و غیرت متعلق است بدانستن تنزلات سته انا فی باطنات

آن همه پرداختن نمی تواند مختصری نگار و آن انیکه در عبودیت عینیت و غیرت و در وثابت و مستحق است آن بوجهی

و این بوجهی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین و شخص واحد محال مینماید الضدان لا یجتمعان صحیح است اما این

دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین را جامع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان

دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ

بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجماع آن جائز است مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازاً

از روی استعاره میتوان شد و این سایه را که ظلمت نام نباده شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود

زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس ازین تمهید معلوم شد که در عبودیت عینیت حقیقی لغوی نیست و هم

غیرت حقیقی لغوی نیست - اجتماع این بر دو ضد در شئی واحد محال است پس ضد که در علم معقولات ممنوع واقع شده

آن بمعنی لغوی است نه اصطلاحی این قوم محققین از انجمن جامع الاضداد اند که دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

مبعضی لغوی نیست زیرا که اجتماع صدیق لغوی نزد ایشان هم محال و لا يجوز است بمثال دیگر تفهیم اینکه اگر شخصی گرد آید
خود آئینه با گذار دور هر آئینه بذات خود و صفات خود کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون
و هر هیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریه شخص در عکس هویدا میشود از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی
است اگر لغوی بودی هر کفایتی که بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چرا که عکس در برابر آئینه است این کثرت در وحدت
شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص از آن متضرر و نجس نمیشود بجال خود دست و از این
نقصانات منزله و مبرا است از این و غیر این تحقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق
شدند بلکه در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد غیریت بجمع وجه انکار کند لکن در ذلیق است از این عقیده و عابد
و معبود و ساجد و سجود بیگونه فرقی نمی ماند این غیر واقع است نعوذ باللّٰه من ذلک اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق
و مخلوق اعتبار کنند و هیچ نسبت و تعلق عینیت و عبد و رب جز نسبت خالق و مخلوق ثابت نه نمایند مثل نسبت کلال
باظرف اگر کلال بمیر و ظرف ساخته او بجائے خود مانده بسبب غیریت لغوی است در ظرف و کلال این قم غیریت در
عبد و رب باقی نیست بدین غیریت که قائل اند علماء ظاهر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شده حی ترند که عبد
و رب یک میشود نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاهی این آن نشد آن
این نگردد عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدمه
بیت جامی ۱- هر مرتبه از وجود حکمی دارد: بزرگ حفظ مراتب کنی زندقی و بمصدق مزج البحرین یلتقیان بینهما بزرخ لا یبعیان
همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجایک تمثیل لطیف یا آمل اعنی بنده قبل وجود خود باطنی خدا بود خدا ظاهر بنده گشت
کنزاً محققاً برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتایج علم الهی اند در ذات مطلق مندرج و مخفی بودند و ذات بر خود ظاهر بود چون
ذات خود است که ظهور خود بر پنج دیگر شود اعیان و لباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود
از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه
چون تخم باطنی خود را ظاهر نمود وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بنور بینی تخم لباس
شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجبی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته
می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیدا واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل
تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر است و جو بات غیریت هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد
از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی
بالفعل و بالقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید فهم منی فهم بجله
حکمته و عظمت شأنه بیت تراز دست بگویم حکایتی بے پوست و پهن از دست اگر نیک بنگری همه او است

فانہ - چون نسبت دو جهت در وحدت ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای اذعان از مرتبہ پست ترین نزول حصول
و قرب و وصال در سید بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہاضور افتاد و آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی عبد شدن است و حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دیم الوہیت خود تماً و کمالاً نگذر و بدین مرتبہ نرسد بنا بران
مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصّ نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدستی و راستی بظہور
رسد چون اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بترقی آوردل از خطرات بایسند وقت مراقبہ
لا موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از سہمہ اوست انما ض نظر کرده سہمہ اوست را پیش نظر دارد درین
استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جزا دست بے خبر گردد شعور این بی خبری ہم نمی ماند بنید ہر چہ بیند
داند ہر چہ داند گوید ہر چہ گوید معذور است - اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش
گرفتہ لغرہ انا النار و آنکہ بالقلب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دادنہ از قال مقام غور است یعنی در
حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ انضیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر است کہ آتش بر خود مستولی گردد
و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست
اینست معنی آنکہ رضیاء القلوب بملاحظہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک
ست بوی شرک باقی ست واللہ اعلم کہ اعلم انا اللہ اعلمتنا کرامی قدر از فقیر بے ہما با طول سانی کرد چہ کند کہ
بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نام حی شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا
گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد و دار ندورنہ باز فقیر را نیاز از رند و اسلام
و مَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

درین مشہد بگو یائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم
محرمہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ در مقام خیر البلاء مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

س

نومز مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زادنہ تھی کل چوراسی سال تین تین حبیبہ بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ
ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تعلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور
سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخرین اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلتا دشوار تھا کھانا پینا بارگاہِ شکر و دل عشق منزل ہر وقت نشہ نقا میں سرشار تھا
اسی میں اسبال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت و جمال و تربیت طالبان
خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جہادی الاخرے سالہ صد
روزہ چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنّت المعلىٰ و مقبرہ اہل
مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب بہاجر کے رکھے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ واقعہ یہ ہے کہ
ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم و دیکھا ہوگا۔ اللہم ارفع درجۃ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہم لاتحر
مناجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حَتّٰی وَخَلَّی التَّحَدُّہُ کہ قول
اولیاء اللہ لایموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت
ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹبلہ کے ہے اسے ایک سفید خمیہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ
عنه رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی : نیستی بگزیں گرا بلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب نام پر کئی وجہ سے دلالت
ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ و رفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کشان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف
اشارہ ہے دوم خمیہ میں ہونا جو حسب آیت مقصود رات فی الخیام نعیم جنت ہے ہے۔ سوم خمیہ کا سفید ہونا کہ احب الایوان
البیاض و اخود و اردبے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و
تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے بیچم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
برولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و ملاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر محقق نہیں بڑی دولینس
ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم تنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہل
حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی
معنوی ہے اور حسب آیت مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ
کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے
ظہور مضمون لاتخافوا ولا تحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے انا خدہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی
ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب
میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تری لہ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت و شرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو، اور خالص اسی ذات اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی و طہارت قلب ہے جب تک انسان علاقہ دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کرے گا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیل عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا حاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ** کی ذات ایک ایسا چشمہ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل و غش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے قول و فعل اور تعلیم و تربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیر نظر کتاب **”کلیات امدادیہ“** حضرت اقدسؒ کی تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالہ امداد غریب، ارشاد مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفہ العشاق، غذائے روح، دروغ و نمناک، گلزار معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ



DIU03813